عمران سیریز
مشن سائی گان
ظہیر احمد

پیش لفظ

محترم قارئین۔ السلام وعلیکم۔
نیا ناول "مشن سائی گان" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کی کہانی میں پاکیشیا کے خلاف کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل نے اس قدر گھناؤنی سازش کا ارتکاب کیا ہے کہ اگر ان کی سازش کامیاب ہو جاتی تو پاکیشیا کے سولہ کروڑ عوام صرف چند گھنٹوں کے قلیل عرصے میں لقمہ اجل بن جاتے۔ ٹاپ میزائل جس کے صرف چار میزائل پاکیشیا کو مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹا دیتے۔ ان ٹاپ میزائلوں کو کافرستان نے نہایت خفیہ طریقے سے سینکڑوں میل دور ایک خوفناک اور انتہائی خطرناک جزیرے سائی گان پہنچا دیا تھا جس پر کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل کے سائنسدانوں نے فوراً کام کرنا شروع کر دیا تھا۔
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جب کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل کی اس گھناؤنی سازش کا پتہ چلا تو وہ دیوانہ وار ان ٹاپ میزائلوں کو تباہ کرنے کے لئے دوڑ پڑے۔ مگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان راستے میں آنے والے ایک جزیرہ ٹکوڈیا میں جا کر ایسے حالات کا شکار ہو گئے کہ وہ مشن سائی گان کو بھول کر اس جزیرے کی حکومت کو ان کے دشمن جزیرے جاڈیا کے حکام کی سازشوں سے

بچانے کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ جبکہ عمران کو پاکیشیا میں ہی کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل راکیش نے گھیر لیا۔
پاکیشیا میں عمران کرنل راکیش سے برسرپیکار تھا اور جزیرہ مگوڈیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان پراسرار حالات کا شکار ہوچکے تھے جہاں ان کے لئے قدم قدم پر موت کے جال بچھا دیئے گئے تھے۔ ایسی صورتحال میں جب سائی گان آئی لینڈ پر سے پاکیشیا پر ٹاپ میزائل فائر کرنے کا وقت آیا تو حالات انتہائی مخدوش ہوچکے تھے۔
عمران اور اس کے ساتھی جو سائی گان آئی لینڈ سے سینکڑوں میل دور تھے۔ کیا وہ سائی گان آئی لینڈ پہنچ سکے۔ کیا وہ پاکیشیا کی سولہ کروڑ عوام کو ناگہانی اور خوفناک موت سے بچانے میں کامیاب ہوسکے۔ یا۔ میرے خیال میں اس بات کا جواب آپ خود ناول پڑھ کر تلاش کرلیں
آپ کے خطوط میرے لئے ایسے انوکھے، حیرت انگیز اور خوبصورت واقعات سے مزین ناول لکھنے میں بے پناہ معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے آپ کے خطوط کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ اب آپ ناول پڑھیئے اور اپنی آراء سے مجھے ضرور نوازیئے تاکہ میں اس سے بھی بڑھ کر انوکھے اور منفرد ناول آپ کے لئے تخلیق کرسکوں۔

اب اجازت دیجئے

آپ کی آراء کا منتظر

والسلام

ظہیر احمد

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔
"کوئی رپورٹ"۔ عمران نے سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو کے سامنے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"فی الحال تو کوئی رپورٹ نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔ عمران کو سنجیدہ دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ نظر آرہا تھا۔
"زیرو تھری کی کال کب آئی تھی"۔ عمران نے کہا۔
"تقریباً دو گھنٹے پہلے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔
"دوبارہ اس نے کب کال کرنے کو کہا تھا"۔ عمران نے اثبات میں سرہلا کر پوچھا۔
"اس نے کہا تھا جیسے ہی اسے موقع ملے گا وہ کال کرنے کی کوشش کرے گا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تم نے کال کی لوکیشن چیک کی تھی۔ زیرو تھری نے کہاں سے کال کی تھی"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"جی ہاں۔ اس نے ایکس تھاؤزنڈ کمپیوٹرائزڈ مشین کے مطابق کال ایکریمیا کے شہر راچیا سے ہی کی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کال کی ٹیپ سناؤ"۔ عمران نے کہا۔ جواب میں بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کمپیوٹرائزڈ ڈسک تھی۔ اس نے ڈسک ایک مشین میں ڈالی اور مشین کے بٹن پریس کرنے لگا۔ اسی لمحے مشین پر لگے سپیکروں سے ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی۔

"ہیلو، ہیلو زیرو تھری کالنگ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد مشین سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"یس، چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ اس آواز کے بعد بلیک زیرو کی ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں آواز سنائی دی۔

"اوہ، چیف۔ میں زیرو تھری بول رہا ہوں۔ اوور"۔ پہلی آواز نے کہا اس بار اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یس زیرو تھری۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف، آپ کو ایک سپیشل رپورٹ دینی تھی۔ میرے علم میں ایک انتہائی اہم معاملہ آیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے فارن

ایجنٹ زیرو تھری نے کہا۔

"کیا معاملہ ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چیف کافرستان، اسرائیل اور ایکریمیا کے درمیان ایک سپیشل ڈیل ہوئی ہے۔ اس ڈیل کے لئے کافرستان اور اسرائیل کے پرائم منسٹرز اور ایکریمیا کے صدر نے چھ گھنٹوں کی خصوصی میٹنگ کی تھی۔ اس میٹنگ کو انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا۔ جس میں ان دونوں پرائم منسٹرز اور ایکریمی صدر کے سوا چوتھا کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ اس سپیشل ڈیل کے لئے اسرائیل اور کافرستان کے پرائم منسٹرز نہایت خفیہ طور پر راتوں رات ایکریمیا پہنچے تھے۔ دونوں پرائم منسٹرز ایکریمیا میں میک اپ کر کے آئے تھے اور آنے سے پہلے ان دونوں پرائم منسٹرز نے اپنے اپنے ملکوں میں میک اپ کر کے ایک ایک ڈمی پرائم منسٹر چھوڑ دیا تھا تاکہ دنیا کو معلوم نہ ہو سکے کہ کافرستانی پرائم منسٹر اور اسرائیلی پرائم منسٹر اپنے اپنے ملکوں میں موجود نہیں ہیں۔

ان دونوں پرائم منسٹرز جو کہ عام فلائیٹوں کے ذریعے ایکریمیا پہنچے تھے کو نہایت خاموشی کے ساتھ ایری زونا پہنچا دیا گیا جہاں ان دونوں نے الگ الگ ہوٹلوں میں قیام کیا تھا۔ پھر اگلی رات انہیں اسی طرح خاموشی سے پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچا دیا گیا اور وہاں دونوں پرائم منسٹرز ایکریمی صدر کے ساتھ تقریباً چھ گھنٹوں تک میٹنگ میں مصروف رہے تھے۔ اس کے بعد کافرستانی پرائم منسٹر اور اسرائیلی پرائم منسٹر

جس خاموشی سے آئے تھے اسی خاموشی سے عام فلائٹس میں سوار ہو کر واپس اپنے اپنے ملک چلے گئے۔ اوور"۔ زیرو تھری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ تھی تو تمہیں اس کی انفارمیشن کہاں سے ملی ہے اور تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان تینوں نے کوئی سپیشل ڈیل کی ہے۔ اس کے علاوہ اس ڈیل کا پاکیشیا سے کیا تعلق ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کاچیا میں گریگ زاٹی کی ایک تنظیم ہے جس کا نام واٹر فلاور ہے۔ گریگ زاٹی واٹر فلاور نامی سینڈیکیٹ کا چیف ہے۔ اس تنظیم کا کام دنیا کے تمام بگ کرائمز اور حکومتی سطحوں پر ہونے والی خاص سرگرمیوں کی معلومات حاصل کرنے کا ہے۔ جس روز کافرستانی پرائم منسٹر ایکریمیا پہنچا تھا اس روز گریگ زاٹی کی سینڈیکیٹ کا ایک آدمی ایئرپورٹ پر اپنے کسی دوست کو چھوڑنے کے لئے آیا ہوا تھا۔

کافرستان سے آنے والی فلائٹ کے پسنجر جب لاؤنج میں پہنچے تو واٹر فلاور سینڈیکیٹ کے آدمی جس کا نام راکسن تھا، نے ایک ایسے پسنجر کو دیکھا جس کی نہایت خفیہ انداز میں حفاظت کی جا رہی تھی۔ اس پسنجر کی حفاظت پر جو افراد مامور تھے ان کا تعلق ایکریمی سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس سے تھا جن میں سے بیشتر افراد کو راکسن اچھی طرح سے پہچانتا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کے خاص افراد نے اس پسنجر سے اشاروں میں چند باتیں بھی کی تھیں جس کا مطلب تھا۔ وہ اطمینان سے چلتے رہیں ان کی ہر ممکن طریقے سے حفاظت کی جا رہی ہے۔

راکسن حیران تھا کہ اس پسنجر میں ایسی کیا خاص بات ہے اور وہ کون ہے جس کی حفاظت کے لئے نہ صرف سیکرٹ سروس بلکہ ملٹری انٹیلی جنس کے افراد وہاں موجود ہیں اور وہ بھی اس قدر خفیہ اور پراسرار انداز میں ایک ایسے پسنجر کی حفاظت کر رہے ہیں جو بظاہر عام سا ایکریمین معلوم ہو رہا تھا۔ راکسن نے جب خاص طور پر اس پسنجر پر توجہ دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پسنجر میک اپ میں تھا۔ راکسن کو میک اپ پہچاننے میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ اس نے جب اس پسنجر پر اور زیادہ توجہ دی تو راکسن کو صاف محسوس ہونے لگا کہ وہ پسنجر جس نے ایکریمین میک اپ کر رکھا ہے کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ اس کے چلنے کا انداز اس کی اکڑی ہوئی گردن اور اس کا دیکھنے کا انداز عام آدمیوں سے قطعی مختلف تھا۔ بہرحال راکسن کو اس شخص کے بارے میں جاننے کے لئے بے پناہ تجسس ہونے لگا کہ آخر وہ کون ہے جس کی اس قدر خصوصی طور پر حفاظت کی جا رہی ہے۔ راکسن غیر محسوس انداز میں اس اجنبی کے قریب آ گیا۔ اس اجنبی کی ایک عجیب عادت اسے پریشان کر رہی تھی۔ اجنبی دائیں ہاتھ سے سر کے بالوں کو خاص انداز میں ٹھیک کرتا تھا اور سر کو زور سے جھٹکتا تھا۔ راکسن کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس مخصوص عادت والے اجنبی کو جانتا ہو۔ اس کے علاوہ راکسن نے اس اجنبی میں جو خاص

بات محسوس کی تھی وہ یہ تھی کہ اجنبی اپنے دائیں ٹانگ پر قدرے دباؤ ڈال کر چل رہا تھا۔ اس اجنبی کے پاس ایک بریف کیس کے سوا کوئی سامان نہ تھا۔ پھر جس طرح عام سے انداز میں امیگریشن نے اس اجنبی کو کلیئر کیا تھا اس سے راکسن کی نظر میں اس اجنبی کی حیثیت اور زیادہ مشکوک ہو گئی تھی۔

اجنبی ایئرپورٹ سے باہر آیا اور ایک عام سی ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔ ٹیکسی ایئرپورٹ سے نکلی تو اس کے پیچھے ایکریمی سیکرٹ سروس کے ارکان اور ملٹری انٹیلی جنس کے اہلکار لگ گئے۔ اس وقت چونکہ جس انداز میں اس اجنبی کی حفاظت کی جا رہی تھی اس لئے راکسن نے اس کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا البتہ اس نے اس ٹیکسی کا نمبر اور اس کی ایجنسی کا مونوگرام نوٹ کر لیا تھا۔ جن کی ٹیکسیاں اور بسیں مختلف روٹوں پر چلتی تھیں۔

راکسن کے پاس چونکہ کوئی کام نہ تھا اس کا ذہن اس اجنبی کے لئے تذبذب اور تجسس زدہ ہو چکا تھا اس لئے وہ ایئرپورٹ سے فوری طور پر اس ایجنسی میں جا پہنچا۔ جب اس کی مطلوبہ ٹیکسی واپس آئی تو راکسن نے اس ٹیکسی کے ڈرائیور کو بڑا نوٹ دے کر اس بات کا پتہ چلا لیا کہ اس نے اس اجنبی کو کہاں چھوڑا تھا جو ایئرپورٹ سے اس کی ٹیکسی میں سوار ہوا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے راکسن کو بتایا کہ اس نے اس اجنبی کو ہوٹل الفریڈ میں چھوڑا تھا۔

راکسن فوری طور پر ہوٹل الفریڈ میں جا پہنچا۔ ہوٹل الفریڈ کا مینجر اس کا دوست مارگی تھا۔ اس نے راکسن کو بتا دیا کہ وہ اجنبی جو کافرستان سے آیا ہے اس کا نام روگن ہے۔

راکسن نے ہوٹل کے اندر اور باہر ایکریمی سیکرٹ سروس کے ارکان اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد دیکھے تو وہ سمجھ گیا کہ اس اجنبی روگن کی بدستور حفاظت کی جا رہی ہے۔ راکسن جو واٹر فلاور کا نمبر ٹو تھا اس نے ہوٹل سے باہر آ کر فوری طور پر اپنے چیف گریگ زاٹی کو یہ پراسرار اور حیرت انگیز خبریں دے دیں۔ چنانچہ گریگ زاٹی کے حکم سے اس کا پورا گروپ حرکت میں آ گیا اور اس نے فوری طور پر ملٹری انٹیلی جنس اور ایکریمی سیکرٹ سروس میں موجود اپنے آدمیوں سے رابطہ کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ ایکریمین اجنبی روگن اصل میں کافرستان کا پرائم منسٹر ہے تو گریگ زاٹی بری طرح سے چونک اٹھا۔

کافرستانی پرائم منسٹر کا اس طرح پراسرار انداز میں ایکریمیا پہنچنا اس کے لئے اچنبھے کی بات تھی۔ معلومات حاصل کرنا اس کی ایجنسی کا کام تھا اس لئے اس نے اپنے پورے گروپ کو اس کام پر مامور کر دیا۔ جس پر اسے حیرت انگیز خبریں ملنے لگیں۔ ایکریمیا میں اس طرح پراسرار انداز میں صرف کافرستانی پرائم منسٹر ہی نہیں بلکہ اسرائیلی پرائم منسٹر بھی آیا تھا۔ وہ بھی کافرستانی پرائم منسٹر کی طرح پراسرار انداز میں اور میک اپ کر کے وہاں پہنچا تھا۔ جبکہ گریگ زاٹی کی اطلاعات کے مطابق کافرستانی اور اسرائیلی پرائم منسٹرز اپنے اپنے ملکوں میں ہی تھے۔ اب تو گریگ زاٹی کی دلچسپی اس معاملے میں اور

زیادہ بڑھ گئی۔اس نے اپنی پوری توجہ اسی معاملے پر مرکوز کر دی۔ مضبوط اندرونی رابطوں اور انتہائی کثیر سرمائے کے بعد آخرکار اسے تمام معاملے کی انفارمیشن مل گئیں۔

کافرستان نے پاکیشیا کے خلاف ایک انتہائی خوفناک اور جامع منصوبہ بنایا تھا۔کافرستان نے اس بار ایک ایسا میزائل تیار کیا تھا جو عام میزائلوں سے قطعی مختلف اور انوکھا تھا۔اس میزائل کو ٹاپ میزائل کا نام دیا گیا تھا جسے کوڈ میں ٹی ایم کہا جاتا تھا۔کافرستان کے ایک سائنسدان نے ٹاپ میزائل پر خصوصی طور پر کام کیا تھا۔اس میزائل میں ایک ایسی گیس کا استعمال کیا گیا تھا جس کے اثرات ہوا میں شامل ہو کر انتہائی تیزی سے ہزاروں کلو میٹر تک پھیل جاتے تھے ٹاپ میزائل میں جس گیس کا استعمال کیا گیا تھا اس کا نام ایکس او ایکس ہے جو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں آکسیجن کو ختم کر دیتی ہے۔آکسیجن نہ ہونے کی وجہ سے جاندار تڑپ تڑپ کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر چند لمحوں میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔اس مقصد کے لئے ہی کافرستان نے ٹاپ میزائل تیار کئے تھے اور ان کا تجربے کے طور پر پہلا ٹارگٹ پاکیشیا ہی تھا۔اس کے علاوہ اس میزائل میں چند ایسی خصوصیات شامل تھیں جن کی وجہ سے نہ ہی اس میزائل کو کسی راڈار پر چیک کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اسے راستے میں کسی اینٹی میزائل سے بلاسٹ کیا جا سکتا تھا۔میزائل اپنی مخصوص رینج میں پہنچ کر بلاسٹ ہوتا تھا۔اس میزائل کی سب سے اہم اور بڑی خصوصیت یہ تھی

اس میزائل کو بیس ہزار کلو میٹر کی دوری سے بھی فائر کر کے آسانی سے ٹارگٹ تک پہنچایا جا سکتا ہے۔یعنی یہ تمام میزائلوں سے زیادہ رینج رکھنے والا میزائل ہے۔

ٹاپ میزائل کی تیاری کے لئے ایک تو کافرستان کو چند مخصوص پرزوں کی ضرورت تھی جو ایکریمیا کے پاس تھے اور ایکس او ایکس جو دو خاص دھاتوں کو ملا کر تیار کی جا سکتی تھی اس کا ذخیرہ اسرائیل کے پاس تھا۔میزائل کے پرزوں اور ان دھاتوں کے لئے کافرستانی پرائم منسٹر نے ایکریمیا کے صدر اور اسرائیلی پرائم منسٹر کے ساتھ سپیشل ڈیل کی تھی۔چند مخصوص شرائط کی منظوری کے بعد اسرائیل اور ایکریمیا نے کافرستان کو میزائل کے پرزے اور مخصوص دھاتیں دینے پر اتفاق کر لیا۔اپنی اس کامیابی پر کافرستانی پرائم منسٹر بے حد خوش تھے۔انہوں نے ایکریمین پریذیڈنٹ اور اسرائیلی پرائم منسٹر کو اس بات کی پوری یقین دہانی کرا دی تھی کہ اس بار وہ ہر صورت میں پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ٹاپ میزائل جو تیاری کے آخری مراحل میں ہیں اب کافرستان سے فوری طور پر ہزاروں کلو میٹر دور ایک سپیشل جزیرے پر پہنچا دیئے جائیں گے۔ان میزائلوں کو اس جزیرے پر سے پاکیشیا پر فائر کیا جائے گا تاکہ دنیا یہ نہ جان سکے کہ ٹاپ میزائل سے پاکیشیا کو نیست و نابود کرنے میں کس ملک کا ہاتھ ہے۔ اس طرح ایکریمیا، اسرائیل، کافرستان اور دوسرے وہ تمام ممالک جو پاکیشیا کے خلاف ہیں دنیا کی لے دے سے بچ جائیں گے۔

گرگیگ زاٹی نے یہ ساری معلومات صرف تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر حاصل کی تھیں۔ وہ چونکہ کٹر یہودی تھا۔ دوسرے یہودیوں کی طرح وہ بھی پاکیشیا کے وجود سے ہی سخت نالاں تھا اس لئے اس نے ان معلومات کو اوپن نہ کرنے کی قسم کھائی تھی مگر یہ معاملہ چونکہ اس کے نمبر ٹو راکسن سے شروع ہوا تھا۔ راکسن پہلے ہی سے اس معاملے میں متجسس تھا اس لئے گرگیگ زاٹی نے اسے ساری حقیقت بتانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا۔

راکسن بھی یہودی تھا مگر یہودی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بے پناہ حسن پرست اور دولت کا رسیا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس معاملے کو پاکیشیا کے سامنے اوپن کرے گا اور پاکیشیا سے اس معلومات کی بنا پر بے پناہ دولت حاصل کرے گا۔ اس نے فوری طور پر پاکیشیا جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے گرگیگ زاٹی کی بتائی ہوئی معلومات کو ذاتی کوڈ میں ٹائپ کر لیا تھا۔ وہ کافیا سے ایری زونا اور ایری زونا سے پارنگ جا رہا تھا۔ اس کا ارادہ پارنگ سے کرانس، کرانس سے گریٹ لینڈ اور اسی طرح دو تین ممالک سے ہوتا ہوا پاکیشیا پہنچنے کا تھا۔ وہ اپنی کار میں پارنگ جا رہا تھا جس راستے پر وہ سفر کر رہا تھا اتفاقاً میں بھی اپنے ایک عزیز سے ملنے کے بعد پارنگ سے ایری زونا واپس جا رہا تھا۔

راکسن شراب نوشی کا بے حد شوقین تھا وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے بھی مسلسل پی رہا تھا۔ دولت حاصل کرنے کے نشے میں وہ کار

میں سفر کرتے ہوئے بھی مسلسل پیئے جا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ آؤٹ ہو گیا تھا اور اس کی کار ایک پہاڑی سے ٹکرا گئی اور وہ شدید زخمی ہو گیا۔ جس وقت اس کی کار کو حادثہ پیش آیا تھا میری کار اس کی کار کے پیچھے تھی۔ میں نے جب کار کا حادثہ ہوتے دیکھا تو انسانی ہمدردی کے ناطے میں فوری طور پر اس کے پاس پہنچ گیا۔ سڑک سنسان تھی۔ دور نزدیک کوئی کار موجود نہیں تھی۔ راکسن کی کار بری طرح سے تباہ ہو گئی تھی اور راکسن بھی شدید زخمی تھا۔ میں نے اسے کار سے نکال کر اپنی کار میں ڈالا اور ساتھ میں اس کا بریف کیس بھی لے لیا جو سائیڈ والی سیٹ پر موجود تھا۔

راکسن ہوش میں تھا اور شدید تکلیف کی وجہ سے بری طرح سے کراہ رہا تھا۔ اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود جیسے اس پر شراب کا نشہ پوری طرح سے حاوی تھا۔ میں نے غور سے اس کی بڑبڑاہٹ سنی تو اس کے منہ سے پاکیشیا اور کافرستان کے ساتھ ساتھ اسرائیل کا نام سن کر میں بری طرح سے چونک پڑا۔

میں اس اجنبی کو جلد سے جلد کسی ہاسپٹل میں لے جانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جب میں نے اس کے منہ سے کافرستان، اسرائیل اور پاکیشیا کے نام سنے تو میں تجسس سے مجبور ہو کر کار پہاڑی علاقے کے ایک درے میں لے گیا جہاں بے شمار کھنڈرات بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اجنبی کو کار سے نکالا اور اسے ایک کھنڈر میں لے گیا۔ میری کار میں فرسٹ ایڈ باکس موجود تھا۔ میں نے اس

اجنبی کو نہ صرف طاقت کے انجکشنز لگا دیئے بلکہ اس کے زخموں کو صاف کر کے اس کی ڈریسنگ بھی کر دی۔ اس دوران بھی وہ ہوش میں ہی رہا تھا۔ میں نے باتوں باتوں میں اس کے بارے میں پوچھنا شروع کیا تو اس نے زخمی اور نشے کی حالت میں ہونے کی وجہ سے خود ہی مجھے ساری تفصیل بتانا شروع کر دی۔ پاکیشیا کے خلاف کافرستان کی اس قدر بھیانک اور خوفناک سازش کے بارے میں جان کر میں کانپ اٹھا تھا۔ میں نے فوری طور پر راکسن کے اس بریف کیس پر قبضہ کر لیا جس میں اس نے اس بھیانک سازش کی تفصیلات کے کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ کچھ باتیں تو راکسن نے خود ہی مجھے بتا دی تھیں۔ باقی ساری معلومات میں نے اسے کرید کرید کر پوچھی تھیں۔ اوور"۔ زیرو تھری ایکسٹو کو تفصیلات بتا رہا تھا۔ اس کی تفصیلات چونکہ بے حد اہم تھیں اس لئے اس دوران ایکسٹو نے درمیان میں اس کی بات کاٹنے اور اس سے کچھ پوچھنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ زیرو تھری جس طرح کھل کر ایکسٹو کو ساری تفصیلات بتا رہا تھا اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔ جس کی کال پکڑے جانے کا اسے کوئی خوف یا پریشانی نہیں تھی۔

"راکسن کا کیا ہوا اور وہ کاغذات کہاں ہیں۔ اوور"۔ ایکسٹو نے زیرو تھری کے خاموش ہونے پر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"راکسن سے تمام تفصیلات حاصل کر لینے کے بعد چیف میں نے اسے آف کر دیا تھا اور پھر میں نے اس کی لاش واپس اس کی کار میں

پہنچا دی تھی۔ میں چونکہ راکسن کو انجکشن لگا چکا تھا اور اس کی ڈریسنگ کر چکا تھا اس لئے میں نے احتیاطاً اس کی کار کو آگ لگا دی جس میں وہ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ اس کے کاغذات میرے پاس محفوظ ہیں۔ اوور"۔ زیرو تھری نے جواب دیا۔

"کیا ان کاغذات کو تم نے پڑھ تھا۔ اوور"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ کاغذات میں نہ صرف پاکیشیا کے خلاف اس خوفناک سازش کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ ٹاپ میزائل کی تفصیلات بھی لکھی ہوئی ہیں۔ اوور"۔ زیرو تھری نے جواب دیا۔

"راکسن نے اس سپاٹ کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتایا جہاں سے ٹاپ میزائل کو پاکیشیا پر فائر کرنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"نہیں چیف۔ میں نے راکسن سے اس جزیرے کے بارے میں پوچھا تھا لیکن راکسن اس جزیرے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اوور"۔ زیرو تھری نے کہا۔

"سپیشل ڈیل کب ہوئی تھی۔ اوور"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔ بلیک زیرو کے اس سوال پر عمران نے یوں سر ہلایا تھا جیسے ایکسٹو کا یہ سوال کرنا بے حد ضروری تھا۔

"دس روز قبل یہ سپیشل ڈیل کی گئی تھی چیف۔ اوور"۔ زیرو تھری نے کہا اور اس نے وہ دن اور تاریخ بھی ایکسٹو کو بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان کاغذات کو فوری طور پر سپیشل کوریئر سے

مجھے بھیج دو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" یہ کام میں نے پہلے ہی کر دیا تھا چیف۔ اوور"۔ زیرو تھری نے کہا اور اس کی ذہانت پر عمران دل ہی دل میں بے اختیار اسے داد دینے لگا۔

" گڈ، تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

" میں کلاچیا میں ہی ہوں چیف۔ اوور"۔ زیرو تھری نے کہا۔

" کیا تم اس سلسلے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو کہ کافرستان نے آپریشنل سپاٹ کہاں بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" یس چیف۔ کوشش کی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے مجھے گریگ زاٹی پر ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ ان معلومات کا منبع وہی ہے۔ اسے ضرور معلوم ہو گا ورنہ اس کے پاس کم از کم ایسے ذرائع ہیں کہ وہ یہ معلومات آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔ اوور"۔ زیرو تھری نے کہا۔

" گڈ، تم فوری طور پر یہ کام شروع کر دو۔ اگر تمہیں گریگ زاٹی کا حلق بھی چیرنا پڑے تو دریغ نہ کرنا۔ مجھے ہر قیمت پر آپریشنل سپاٹ کی معلومات چاہئیں۔ اوور"۔ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

" اوکے چیف۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور"۔ زیرو تھری نے جلدی سے کہا۔

" کوشش۔ میں نے تمہیں کوشش کرنے کے لئے نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے مجھے ہر قیمت پر معلومات چاہئیں۔ اوور"۔ ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

" یس، یس چیف۔ اوور"۔ زیرو تھری کی اس بار بوکھلاہٹ زدہ آواز سنائی دی۔

" یہ بتاؤ، میں تمہیں کب کال کروں۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" جیسے ہی مجھے معلومات حاصل ہوں گی چیف میں خود ہی آپ کو کال کر لوں گا۔ اوور"۔ زیرو تھری نے جلدی سے کہا۔

" جیسے ہی پر بات مت ٹالو زیرو تھری۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ اس کام کے لئے چھ گھنٹے دے سکتا ہوں۔ تم کلاچیا میں ہو اور اگر گریگ زاٹی ایری زونا میں ہے جہاں تک پہنچنے میں تمہیں تین گھنٹے لگیں گے۔ اگلے تین گھنٹے تمہیں گریگ زاٹی تک پہنچنے اور اس سے معلومات اگلوانے کے لئے کافی ہیں۔ اوور"۔ ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا۔

" اوکے باس۔ میں چھ گھنٹے بعد آپ کو کال کروں گا۔ اوور"۔ زیرو تھری نے کہا۔

" اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین سے گھرر گھرر کی آواز آنے لگی جس کا مطلب تھا کہ ٹیپ ختم ہو گئی ہے۔

" ہونہہ، کافرستان اور اسرائیل تو ہاتھ دھو کر پاکیشیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں ایکریمیا بھی ان کا بھرپور ساتھ دیتا آیا ہے۔ اس بار انہوں نے واقعی پاکیشیا کو

نیست و نابود کرنے کی جو سازش کی ہے وہ بے حد بھیانک اور انتہائی ہولناک ہے۔ ایک ٹاپ میزائل کے فائر کرنے سے ایکس او ایکس گیس ہزاروں کلومیٹر کے ایریئے میں پھیل سکتی ہے تو پاکیشیا کے ہر جاندار کو ہلاک کرنے کے لئے انہیں دو یا تین میزائل ہی فائر کرنے پڑیں گے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ غصہ اور تشویش کے آثار واضح دکھائی دے رہے تھے۔

"ان کی سپیشل ڈیل کو گزرے دس روز ہو چکے ہیں۔ نجانے وہ کس حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ٹاپ میزائل آپریشنل سپاٹ تک پہنچا بھی دیئے ہوں"۔ بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں، یہ سب کچھ اس قدر جلد ممکن نہیں ہے"۔ عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"مائی ڈیئر کالے صفر۔ کافرستان پاکیشیا کو نیست و نابود کرنے کے لئے میزائل بنا رہا ہے کوئی شرلی نہیں کہ جس کے فیتے کو آگ دکھائی اور وہ شائیں کر کے ہوا میں بلند ہو گی اور سیدھی پاکیشیا میں آ گرے گی"۔ عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران زیادہ تر فلیٹ میں ہی پایا جاتا تھا۔ فلیٹ میں رہ کر اسے سوائے

کتابی کیڑا بنے رہنے کے کوئی کام نہ ہوتا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو نے زیرو تھری کی کال رسیور کرتے ہی فوری طور پر عمران کو کال کر کے اسے مختصر طور پر زیرو تھری کی بتائی ہوئی تفصیلات کے بارے میں بتا دیا تھا۔ زیرو تھری اور پاکیشیا کے خلاف ایکریمیا، اسرائیل اور کافرستان کا نام سن کر عمران جو بلیک زیرو کی کال رسیو کرتے ہی بھیروی سنانے کے موڈ میں آگیا تھا یکلخت سنجیدہ ہو گیا تھا اور پھر اس نے دانش منزل میں پہنچنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائی تھی۔

"میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سمجھ سمجھ کر سمجھ کو سمجھو کہ سمجھ کو سمجھنا بھی اک سمجھ ہے۔ سمجھ سمجھ کر جو نہ سمجھے میری سمجھ میں وہ ناسمجھ ہے"۔ عمران نے گھسا پٹا شعر پڑھا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلئے آپ مجھے ناسمجھ، سمجھ کر ہی کچھ بتا دیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"جو ناسمجھ ہوتے ہیں وہ پرلے درجے کے احمق اور بے وقوف ہوتے ہیں۔ جنہیں عام فہم میں پاگل کہا جاتا ہے۔ اگر تم پاگل ہو تو پھر تمہارا اس دانش منزل میں کیا کام ہے۔ یہاں کیا کر رہے ہو۔ فوری طور پر کسی مینٹل ہاسپٹل میں داخل ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے وہاں تمہیں کوئی سمجھانے والا مل جائے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کا انتظار کر رہا تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا انتظار۔ وہ کیوں"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سوچ رہا تھا کہ آپ آئیں گے تو آپ سے کسی مینٹل ہاسپٹل کا پتہ پوچھوں گا۔ آپ بھی تو کسی نہ کسی مینٹل ہاسپٹل سے دانش مند ہو کر آئے ہوں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گویا تم کہنا چاہتے ہو کہ میں پاگل تھا"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تھا تو میں نے نہیں کہا"۔ بلیک زیرو نے بے ساختہ کہا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا بھائی۔ میں پاگل ہی بھلا۔ لیکن دنیا کے کسی خطے میں ایسا کوئی پاگل نہیں ہوگا جو چائے یا کافی نہ پیتا ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، تو آپ چائے پینا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"پاگل جو ٹھہرا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس دیا۔ پھر وہ اٹھا اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ زیرو تھری کی کال آنے میں ابھی بہت وقت تھا اس لئے وہ سوائے انتظار کے اور کیا کر سکتا تھا۔

سیاہ رنگ کی بڑی سی کار نہایت تیزی سے شہر کی سڑک پر دوڑی جا رہی تھی۔ کار کے آگے چار موٹر سائیکل سوار پائلٹ سائرن بجاتے جا رہے تھے جبکہ کار کے پیچھے دو سفید پائلٹ گاڑیاں اور ان کے پیچھے تین پولیس موبائل گاڑیاں دوڑ رہی تھیں۔ جن میں پولیس کے مسلح سپاہی انتہائی مستعد اور چوکنے انداز میں بیٹھے تھے۔ ان گاڑیوں پر باقاعدہ مشین گنیں فٹ تھیں جن پر ایک ایک سپاہی کھڑا عقابی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

سیاہ کار کے آگے کافرستانی پرچم لہرا رہا تھا۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی نشست پر کافرستان کا وزیراعظم انتہائی بارعب اور شان سے بیٹھا ہوا تھا۔

موٹر سائیکل سوار پائلٹ سامنے سے وزیراعظم کی کار کے لئے

راستہ بناتے جا رہے تھے۔ کار شہر کی سڑکوں سے ہوتی ہوئی شہر سے
باہر جانے والی سڑک پر آ گئی اور پھر نہایت تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔
مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی کار ایک بائی روڈ پر مڑی اور پھر
ایک فوجی علاقے میں داخل ہو گئی۔ سامنے ایک بڑا آہنی گیٹ تھا جو
وزیراعظم کی کار کو آتے دیکھ کر فوری طور پر کھول دیا گیا تھا۔ کار اس
آہنی گیٹ سے گزر کر سامنے موجود ایک خاکی رنگ کی بڑی سی عمارت
کے قریب جا کر رک گئی۔

جیسے ہی کافرستانی وزیراعظم کی کار رکی وہاں موجود مسلح سپاہیوں
کی ایڑیاں یکلخت بج اٹھیں اور انہوں نے کافرستانی وزیراعظم کو سیلوٹ
مار کر اس کا استقبال کیا۔ سامنے سے ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر جو فوجی
لباس میں تھا آیا اور اس نے نہایت مؤدبانہ انداز میں وزیراعظم کی کار
کا دروازہ کھول دیا۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ کرنل جگدیش تھا۔

کرنل جگدیش نے جیسے ہی کار کا دروازہ کھولا۔ وزیراعظم نہایت
شان سے کار سے باہر نکل آیا۔ اس کے کار سے نکلتے ہی کرنل جگدیش
نے نہایت مؤدبانہ انداز میں اسے فوجی سیلوٹ کیا تھا۔

یہ کافرستان کے ملٹری انٹیلی جنس کا خصوصی میٹنگ ہال تھا۔
جب بھی کوئی خفیہ اور اہم فیصلہ کیا جاتا تو عموماً اسی ہال کو منتخب کیا
جاتا تھا۔ ہال کے اندر اور باہر ہر طرف مسلح سپاہی پھیلے ہوئے تھے اور
وہاں زبردست سائنسی حفاظتی اقدامات کئے گئے تھے۔ ہال چونکہ مکمل
طور پر ساؤنڈ پروف تھا اس لئے اس ہال کی کارروائی کو کسی بھی طرح

نہ ٹرانسمٹ کیا جا سکتا تھا اور نہ ریکارڈ کیا جا سکتا تھا۔

"سب لوگ آ گئے ہیں"۔ وزیراعظم نے کرنل جگدیش سے مخاطب
ہو کر پوچھا۔

"یس سر۔ وہ سب لوگ آ گئے ہیں اور میٹنگ ہال میں آپ کے
منتظر ہیں"۔ کرنل جگدیش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وزیراعظم
نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر کرنل جگدیش کے ساتھ چلتا ہوا ایک
ہال نما کمرے میں آ گیا جہاں ایک بڑی میز کے گرد تقریباً بیس افراد
بیٹھے تھے۔ ان میں سے دو کرسیاں جو وزیراعظم اور کرنل جگدیش کے
لئے مخصوص تھیں، خالی تھیں۔

جیسے ہی وزیراعظم میٹنگ ہال میں داخل ہوا اسی لمحے اس کے
عقب میں فولادی دروازہ بند ہو گیا اور دروازے کے باہر سرخ رنگ
کا بلب جل اٹھا۔

وزیراعظم جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے سب لوگ اس کے
احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کافرستانی وزیراعظم شان بے نیازی
سے چلتا ہوا اپنی مخصوص کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ تو وہ سب لوگ بھی
بیٹھ گئے۔ کرنل جگدیش بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

کافرستانی وزیراعظم میٹنگ ہال میں موجود تمام افراد کے چہروں کو
غور سے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سیکرٹ سروس کا چیف پنڈت
نارائن، بحری اور بری فوج کے سربراہ اور چیف ایئر مارشل کے علاوہ
تمام ٹاپ رینک سربراہ موجود تھے۔ ان کے علاوہ وہاں ایک بوڑھا اور

گنجے سر والا آدمی بھی موجود تھا۔ جس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور اس کا چہرہ لمبوترا تھا۔ اس بوڑھے کے چہرے پر سفاکی اور شیطینیت ثبت تھی جبکہ دوسرے تمام لوگوں کے چہروں پر بے پناہ جوش اور مسرت کے تاثرات تھے۔

"یس پروفیسر راٹھور میٹنگ کی کارروائی شروع کی جائے"۔ وزیراعظم نے بوڑھے گنجے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔ بوڑھے ڈاکٹر راٹھور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو بتائیں ٹاپ میزائل کس پوزیشن پر ہیں"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"ٹاپ میزائل پوری طرح سے تیار ہیں جناب وزیراعظم۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے دن رات محنت کر کے ان میزائلوں کو پوری طرح سے او کے کر دیا ہے۔ ان میزائلوں کو ایکریمیا سے حاصل کردہ بلیک ییٹل کے پرزے اور اسرائیل سے حاصل کردہ ایکس او ایکس گیس سے مکمل طور پر لوڈ کر دیا گیا ہے"۔ پروفیسر راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے پاکیشیا کو مکمل طور پر نیست و نابود کرنے کے لئے آپ کے کتنے ٹاپ میزائل کافی ہوں گے"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"پاکیشیا پر اگر ہم چار میزائل فائر کر دیں تو پاکیشیا سے سارے جاندار زیادہ سے زیادہ دس پندرہ منٹوں میں ہلاک ہو جائیں گے"۔ پروفیسر راٹھور نے کہا۔

"کیا چاروں میزائل ہم پاکیشیا کے الگ الگ حصوں پر فائر کریں

گے"۔ وزیراعظم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نو سر، اگر ہم یکے بعد دیگرے چار میزائل پاکیشیا کے مرکز میں ہی فائر کریں گے تو اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ ایکس او ایکس گیس تیزی سے چاروں طرف پھیل جائے گی۔ دوسرے یہ کہ اس گیس کے اثرات سے کافرستان اور دوسرے ملکوں کے سرحدی علاقے بھی متاثر نہیں ہوں گے۔ ایکس او ایکس کے چار میزائل پاکیشیا کی مکمل تباہی کا موجب بن جائیں گے"۔ پروفیسر راٹھور نے کہا۔

"آپ اس سلسلے میں کیا کہیں گے کہ ان میزائلوں کو پاکیشیا پر فائر کرنے کے لئے ہمیں دور دراز کا ایسا کون سا علاقہ تلاش کرنا چاہئے جہاں سے نہ صرف ہم آسانی سے پاکیشیا کو ٹارگٹ بنا لیں بلکہ کسی کو اس بات کا پتہ بھی نہ چل سکے کہ ٹاپ میزائل کہاں سے فائر کئے گئے ہیں"۔ وزیراعظم نے غور سے پروفیسر راٹھور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے ہم نے بہت سے سپاٹس کا جائزہ لیا تھا جناب وزیراعظم مگر چند سائنسی اور تکنیکی بنیادی خامیوں کی وجہ سے ہم نے ان تمام سپاٹس کو ریجیکٹ کر دیا تھا۔ پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ ٹاپ میزائلوں کو کوہ ہمالیہ کی ترائیوں سے پاکیشیا پر فائر کیا جائے تو اس کے نتائج دور رس رہیں گے لیکن اس سپاٹس سے میزائل فائر کرنے کا مطلب ہوگا کہ ساری دنیا پر عیاں ہو جائے گا کہ میزائل کافرستان کی طرف سے فائر کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے تابات کے جنگلوں کا

جائزہ لیا۔ پھر ارد گرد کے بے شمار جزیروں پر ریسرچ کی مگر ہم کوئی ایسا سپاٹ منتخب نہ کر سکے جس سے ایک تو پاکیشیا کو صحیح طور پر ٹارگٹ بنایا جا سکے اور دوسرے ان میزائلوں کے بارے میں دنیا نہ جان سکے کہ میزائل کہاں سے اور کس ملک کی طرف سے فائر کئے گئے ہیں۔ کہنے کا مطلب ہے ابھی تک ہم ایسا کوئی خاص سپاٹ ٹریس نہیں کر سکے جو ہمارے معیار پر پورا اترتا ہو"۔ پروفیسر راٹھور نے کہا۔

"سائی گان آئی لینڈ کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے۔ کیا وہاں ہمارا آپریشنل سپاٹ بن سکتا ہے"۔ وزیر اعظم نے پوچھا۔

"سائی گان آئی لینڈ۔ اوہ آپ اس سائی گان آئی لینڈ کی بات تو نہیں کر رہے جو بحر اوقیانوس کے انتہائی وسط میں ہے۔ جس پر دشوار گزار پہاڑی سلسلے، جنگل اور چٹیل میدان ہیں"۔ پروفیسر راٹھور نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میں اسی آئی لینڈ کی بات کر رہا ہوں"۔ وزیر اعظم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سائنسی اعتبار سے تو سائی گان آئی لینڈ ہمارے آپریشنل سپاٹ کے لئے ہر طرح سے موزوں ہے وہاں کی سرد ترین آب و ہوا، آکسیجن، خشکی اور وہاں ایسی بہت سی سہولیات میسر ہیں جن کی وجہ سے ٹاپ میزائل کو وہاں سے فائر کرنا اور پاکیشیا کو ٹارگٹ بنانا ہمارے لئے بہت آسان ہو جائے گا۔ مگر......." پروفیسر راٹھور کہتے کہتے رک گئے۔

"مگر، مگر کیا"۔ وزیر اعظم نے چونک کر پوچھا۔

"جناب وزیر اعظم، ایک تو سائی گان آئی لینڈ یہاں سے ہزاروں کلو میٹر دور ہے۔ جہاں میزائلوں اور میزائل لانچروں کو لے جانا بہت مشکل ہے۔ پھر وہاں ان میزائلوں کی آپریشنل مشینری پہنچانے اور اسے وہاں ایڈجسٹ کرنے میں بہت وقت لگ جائے گا۔ اس سارے کام میں ہمیں کئی ماہ لگ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس جزیرے کے بارے میں مشہور ہے کہ اس جزیرے کو عرف عام میں موت کا جزیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس جزیرے میں جگہ جگہ دلدلیں ہیں۔ اونچے اونچے پہاڑوں کے ساتھ ساتھ اس قدر گہری اور عمیق کھائیاں بھی ہیں جن کی گہرائی کا آج تک کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکا۔ پھر اس جزیرے کے جنگلات میں ہر طرح کے خوفناک درندوں کی بھی اکثریت ہے۔ خاص طور پر جزیرے پر کائی لون نامی سبز رنگ کے سانپوں کی بھی بہتات ہے جو بظاہر تو بے حد چھوٹے چھوٹے ہیں مگر ان کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگتا۔ اس جزیرے کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بھی نیچے رہتا ہے۔ شدید سردی کی وجہ سے اس سارے جزیرے پر اس قدر دھند چھائی رہتی ہے کہ چند فٹ کے فاصلے پر موجود چیز بھی آسانی سے دکھائی نہیں دیتی۔ اس عجیب و غریب اور خوفناک ماحول میں ہمارا وہاں پہنچنا، میزائلوں کو لے جانا، آپریشنل مشینری کا وہاں نصب کرنا کس قدر مشکل ہوگا اس کا اندازہ آپ خود بھی لگا سکتے ہیں"۔ پروفیسر راٹھور کہتا چلا گیا۔

"اگر یہ ساری سہولیات آپ کو وہاں پہلے سے ہی میسر آ جائیں

تب "۔ وزیراعظم نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا۔اس کی بات سن کر پروفیسر راٹھور اور دوسرے لوگ چونک پڑے۔

" میں سمجھا نہیں جناب وزیراعظم "۔ پروفیسر راٹھور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔پروفیسر راٹھور اور وزیراعظم کی گفتگو میں ابھی تک کسی تیسرے فرد نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا وہ سب خاموشی اور توجہ سے وزیراعظم اور پروفیسر راٹھور کی باتیں سن رہے تھے۔

" سائی گان آئی لینڈ بحراوقیانوس کے وسط میں موجود ایک بہت بڑا اور خوفناک جزیرہ ہے۔جس کے خوفناک قدرتی ماحول کی وجہ سے آج تک کسی ملک نے اس جزیرے پر قبضہ کرنے یا اسے کسی مقصد کے لئے استعمال کرنے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔اس بات کا فائدہ ایکریمیا نے اٹھایا تھا۔پچھلے چند سالوں سے ایکریمیا نے نہ صرف نہایت خاموشی سے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا تھا بلکہ اس نے اس جزیرے پر ایک بہت بڑی سائنسی لیبارٹری بھی تیار کر لی تھی۔وہاں بڑی بڑی مشینوں کو پہنچا کر اس جزیرے میں زیرزمین انہوں نے سائنسی لیبارٹری کے ساتھ میزائل تیار کرنے والا ایک بہت بڑا کارخانہ بھی بنا رکھا ہے۔جہاں سینکڑوں سائنس دان اور ورکرز دن رات اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔اس جزیرے پر حفاظت کا ایسا فول پروف انتظام کیا گیا ہے کہ ایک معمولی سا پرندہ بھی ایکریمیا کے سائنس دانوں کی نظروں میں آئے بغیر اس جزیرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔اس کے علاوہ اس جزیرے کا مکمل کنٹرول ایکریمیا کی سب سے بڑی سرکاری ایجنسی ہاٹ سٹون کے پاس ہے جس کا چیف کرنل ڈیگارٹو ہے۔ہاٹ سٹون اور کرنل ڈیگارٹو کا نام اس وقت پوری دنیا میں دہشت کی علامت کے طور پر لیا جاتا ہے۔

بہرحال سائی گان آئی لینڈ میں وہ تمام سہولیات موجود ہیں جن سے ہم آسانی کے ساتھ ٹاپ میزائل پاکیشیا پر فائر کر سکتے ہیں۔اس کے لئے ہمیں وہاں نہ ہی سائنسی آلات لے جانے کی ضرورت ہوگی اور نہ لانچرز۔ہم وہاں صرف ٹاپ میزائل پہنچائیں گے۔ان میزائلوں کا کنٹرولنگ سسٹم جزیرے پر موجود ایکریمی کنٹرولنگ سسٹم کے تحت ایڈجسٹ کر کے فیڈ کر دیا جائے گا اور پھر ایک مخصوص ٹائم فریم میں ان میزائلوں کو پاکیشیا پر داغ دیا جائے گا۔ایکریمی پریذیڈنٹ اور اسرائیلی وزیراعظم سے میری اس سلسلے میں بات فائنل ہو چکی ہے۔سائی گان آئی لینڈ سے میزائل فائر کرنے کا آپشن خود مجھے ایکریمی پریذیڈنٹ نے دیا تھا۔انہوں نے پہلی بار میرے سامنے اس راز کو آشکار کیا تھا کہ سائی گان آئی لینڈ ان کے کنٹرول میں ہے اور ان کی وہاں انتہائی جدید لیبارٹری کام کر رہی ہے۔ہمارا مقصد چونکہ صرف اور صرف پاکیشیا کو ٹارگٹ بنانا ہے۔ٹاپ میزائل کا علم ایکریمیا کو بھی ہے اور اسرائیل کو بھی۔بلیک پیٹل کے پرزے اور ایکس او ایکس کے حصول کے لئے مجھے خصوصی طور پر ایکریمی پریذیڈنٹ اور اسرائیلی پرائم منسٹر کو ٹاپ میزائل کا فارمولا دینے کی پیشکش کرنا پڑی تھی۔اس فارمولے کو حاصل کرنے کے بعد ہی ایکریمیا اور اسرائیل

نے ہمیں بلیک میٹل پرزے اور ایکس او ایکس دینے کا ڈیل کی تھی۔ اب جبکہ ہم ایکریمیا اور اسرائیل کو خود ہی ٹاپ میزائل کا فارمولا دے چکے ہیں اور ان کو ہمارے ارادوں کی بھی پوری خبر تھی۔ اس لئے میں نے سائی گان آئی لینڈ کی آفر قبول کر لینے میں کوئی ہرج نہیں سمجھا تھا۔ ایکریمی پریذیڈنٹ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے سائنس دان ہمارے سائنس دانوں کی پوری پوری امداد کریں گے۔ ٹاپ میزائلوں کو ٹارگٹ پر فکس کرنے اور فائر کرنے میں وہ ہماری پوری پوری معاونت کریں گے۔ اس لئے میں نے ان کی اس آفر کو فوری طور پر قبول کر لیا تھا"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"اوہ سر، اگر ایسا ہے تو یہ ہمارے لئے واقعی خوشی کی بات ہے۔ ایک تو ہمارا لانگ رینج کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ دوسرے ہمیں سائی گان آئی لینڈ میں مشینری اور لانچرز لے جانے کا بھی جھنجھٹ نہیں ہو گا۔ جس کی وجہ سے ہمارا بہت سا قیمتی وقت بھی بچ جائے گا اور ہم فوری طور پر پاکیشیا پر اٹیک کرنے کی بھی پوزیشن میں آ جائیں گے"۔ پروفیسر راٹھور نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تو پھر ہم سائی گان آئی لینڈ کو اپنے آپریشن سپاٹ کے لئے فائنل کر لیتے ہیں۔ میں ایکریمی پریذیڈنٹ سے مزید بات چیت کر کے اس سلسلے کو جلد سے جلد حتمی شکل دے دوں گا اور پھر ہم فوری طور پر ٹی ایم سائی گان آئی لینڈ میں پہنچانے کا انتظام کر لیں گے۔ آپ اپنے ساتھ کن کن لوگوں کو لے جائیں گے اس ٹیم کے آدمیوں کو

سلیکٹ کر لیں"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"یس سر، سائی گان آئی لینڈ میں، میں زیادہ آدمیوں کو نہیں لے جاؤں گا۔ اپنے چند اسسٹنٹس اور انجینئروں کے علاوہ میزائل ایکسپرٹس کو ساتھ لے جاؤں گا۔ ان کے ناموں کی لسٹ میں آپ کو ایک دو روز میں آپ کے آفس میں پہنچا دوں گا"۔ پروفیسر راٹھور نے جلدی جلدی سے کہا۔

"اوکے، آپ جن لوگوں کے ناموں کی لسٹ دیں گے۔ میں ان کی منظوری دے دوں گا"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"تھینک یو سر۔ تھینک یو ویری مچ"۔ پروفیسر راٹھور نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو وزیراعظم نے دھیرے سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کا چہرہ فرط انبساط سے جگمگا اٹھا تھا۔

"ویل جنٹلمین آپ لوگوں کو تمام صورتحال کا علم ہے۔ ہم نے اس بار پاکیشیا کو مکمل طور پر ختم کرنے کا پروگرام بنا لیا ہے۔ پروفیسر راٹھور جو ہمارے ملک کے مایہ ناز سائنسدان ہیں۔ انہوں نے ایک ایسا خوفناک اور طاقتور میزائل بنایا ہے جس کی طاقت ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں سے کہیں زیادہ اور مہلک ہے۔ اس میزائل میں ایک ایسی گیس کا استعمال کیا گیا ہے جو نہ صرف لمحوں میں ہزاروں کلومیٹر کے دائرے میں پھیل جاتی ہے بلکہ ہوا میں موجود آکسیجن کو چند ہی لمحوں میں مکمل طور پر ختم کر دیتی ہے۔ اس گیس کا کوڈ نام ایکس او ایکس ہے۔

ایکس اوایکس گیس کے اگر چار میزائل ہم پاکیشیا پر فائر کر دیں تو
اس کے اثرات پوری طرح سے پاکیشیا میں پھیل جائیں گے۔ اس
گیس کے اثرات سے عمارتوں اور دوسری چیزوں کو تو کوئی نقصان
نہیں پہنچے گا۔ پاکیشیا کی زندگی مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ انسان،
جانور، پرندے اور حشرات الارض تک اس گیس کے اثر سے نہ بچ
سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں پورا پاکیشیا ہمیشہ کی نیند سو
جائے گا اور ہمارا برسوں کا خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے گا۔

پاکیشیا ایک پسماندہ ملک تھا۔ مگر اس ملک نے جس تیزی سے
ترقی کی ہے۔ اس سے ساری دنیا حیران ہے۔ جب سے پاکیشیا نے اپنی
ایٹمی ٹیکنالوجی اوپن کی ہے اس سے مسلم ممالک میں اس ملک کا بول
بالا ہو گیا ہے۔ پہلے مسلم اور پاکیشیا کے حامی ممالک درپردہ پاکیشیا
کی امداد کرتے تھے۔ مگر اب دنیا بھر کے مسلمان اور مسلم ممالک کھلے
عام اس کی امداد کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے پاکیشیا ایٹمی ٹیکنالوجی
اور دوسرے معاملات میں بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ ایکریمیا درپردہ
پاکیشیا کا مخالف ہے مگر اب وہ بھی پاکیشیا کی دن بدن بڑھتی ہوئی ترقی
سے پریشان ہو چکا ہے۔ پاکیشیا ایٹمی ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ اپنی
سیاسی پوزیشن بھی مضبوط کرتا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے بین
الاقوامی سطح پر اس کی دن بدن ساکھ بنتی جا رہی ہے۔

اب ہماری اطلاع کے مطابق پاکیشیا ہائیڈروجن بموں کی تیاری
میں مصروف ہے۔ اگر پاکیشیا نے ہائیڈروجن بم بنانے میں کامیابی

حاصل کر لی تو وہ نہ صرف ہمیں بلکہ اسرائیل کو بھی آنکھیں دکھانا
شروع ہو جائے گا۔

پاکیشیا کا اس طرح آگے بڑھتے رہنا کسی بھی طرح ہمارے ملک
کے مفاد میں نہیں ہو گا۔ ہمیں ٹاپ میزائلوں کے لئے ایکریمیا اور
اسرائیل سے بلیک میٹل پرزوں اور ایکس اوایکس کی ضرورت تھی
جس کے لئے میں نے خفیہ طور پر ایکریمیا کے صدر اور اسرائیل کا
وزیراعظم سے ملاقات کی۔ ان چیزوں کے حصول کے لئے مجھے ٹاپ
میزائل کا فارمولہ انہیں دینا پڑا۔ اس میٹنگ کے دوران ایکریمی صدر
اور اسرائیل کے وزیراعظم اور میں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ہم
ٹاپ میزائل کا نشانہ سب سے پہلے پاکیشیا کو بنائیں گے۔ جس کے
لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم حکومتی سطح پر آئے بغیر پاکیشیا کو ہر لحاظ
سے نیست و نابود کر دیں گے۔ اس کے لئے ہمیں کسی ایسے آپریشنل
سپاٹ کی ضرورت تھی کہ ہم دور سے پاکیشیا کو اپنا ٹارگٹ بنا سکیں
اور دنیا پر یہ راز آشکار نہ ہو سکے کہ پاکیشیا کی تباہی میں اصل میں کس
کا ہاتھ ہے۔ اس کے لئے ایکریمی صدر نے ہمیں سائی گان آئی لینڈ کی
پیشکش کی جہاں ان کے میزائل سنٹر پہلے سے ہی موجود ہیں۔ گو سائی
گان آئی لینڈ یہاں سے بہت دور ہے مگر پروفیسر راٹھور کے ایجاد کردہ
میزائلوں میں یہ خاصیت بدرجہ اتم موجود ہے کہ انہیں پاکیشیا پر داغ
کر پاکیشیا کو ہمیشہ کے لئے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں میری
پروفیسر راٹھور سے ابھی جو بات چیت ہوئی ہے وہ آپ نے سن ہی لی

ہے۔ بہرحال تمام معاملات آپ کے سامنے ہیں۔ اگر اس سلسلے میں آپ کے ذہنوں میں کوئی تجویز، کوئی آئیڈیا یا کوئی سوال ہو تو آپ برملا کہہ سکتے ہیں"۔ وزیراعظم نے انہیں پوری تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"سر"۔ سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"یس، پنڈت نارائن۔ فرمائیں"۔ وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"سر، کیا یہ ضروری ہے کہ ہم چار ٹاپ میزائل فائر کر کے پاکیشیا کو پوری طرح سے تباہ وبرباد کر دیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"کیوں، آپ کے خیال میں یہ کیوں ضروری نہیں ہے۔ وضاحت کریں"۔ وزیراعظم نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر راٹھور نے ٹاپ میزائل بنا کر اس وقت ہمیں پوری دنیا کا سپرپاور بنا دیا ہے۔ ہم نے ٹاپ میزائل تیار کر لئے ہیں۔ جبکہ اسرائیل اور ایکریمیا کے پاس اس میزائل کا صرف فارمولا ہے۔ انہوں نے اس میزائل پر ابھی ابتدائی کام بھی شروع نہیں کیا ہو گا۔ جبکہ ہم ان میزائلوں پر پوری طرح سے سبقت لے چکے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر ہم چاہیں تو پاکیشیا تو کیا پوری دنیا کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اگر ہم پاکیشیا کے کسی ایک آدھ شہر میں ایک ٹاپ میزائل فائر کر دیں تو وہاں پھیلنے والی خوفناک تباہی کو دیکھ کر نہ صرف

پاکیشیا بلکہ ساری دنیا ہماری برتری تسلیم کر لے گی۔ اس کے نتیجے میں ہم اپنی مرضی کی حکومت کو پاکیشیا کا اقتدار سنبھالنے کا موقع دے دیں گے تو پاکیشیا پوری طرح ہمارے کنٹرول میں آجائے گا"۔ پنڈت نارائن نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی تجویز اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ پاکیشیا کے پاس ایٹمی ٹیکنالوجی موجود ہے۔ ایسی صورت میں وہ ہم پر بھی جوابی کارروائی کر سکتا ہے۔ جس کا نتیجہ ایک ہولناک اور ایٹمی جنگ کی صورت میں سامنے آئے گا"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"لیکن سر، آپ نے بتایا ہے کہ ٹاپ میزائل کی ایکس او ایکس گیس کے اثرات ہوا میں شامل ہو کر جس تیزی سے پھیلتے ہیں اس سے کیا پاکیشیا کے ہمسایہ ممالک اور ہمارا ملک محفوظ رہ سکے گا۔ اگر اس گیس کے اثرات ہمارے ملک میں پھیل گئے تو"۔ وزیر دفاع نے کہا۔ اس کے لہجے میں تشویش تھی۔

"ایسا ہونا یقینی امر ہے۔ ایکس او ایکس سے نہ صرف پاکیشیا میں ہولناک تباہی آئے گی بلکہ اس گیس کے اثرات سے شوگران، بہادرستان اور دوسرے ممالک جن کی سرحدیں پاکیشیا سے ملتی ہیں جن میں کافرستان بھی شامل ہے اس گیس کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ پاکیشیا کے جہاں ٹاپ میزائلوں سے کروڑوں افراد کا خاتمہ ہو گا وہاں اگر دوسرے ممالک اور ہمارے ملک کے دس بیس لاکھ

افراد لقمہ اجل بن جائیں گے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اس خیال کے پیش نظر تو ہم نے ٹاپ میزائلوں کو کافرستان سے دور سائی گان آئی لینڈ سے فائر کرنے کا پروگرام بنایا ہے تاکہ دوسرے ملکوں میں ہونے والی تباہی کا ہمیں ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے۔ ورنہ ہم ان میزائلوں کو ڈائریکٹ کافرستان سے بھی فائر کر سکتے ہیں۔ مگر شوگران اور دوسرے ممالک میں جو تباہی پھیلتی اس کی جوابدہی کے لئے ہمیں کئی الجھنوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" سر، اگر ہمارے اس خوفناک مشن کی بھنک پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل گئی تو ہمیں ان سے شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ایرو ایئر کرافٹس کے سلسلے میں پچھلے دنوں انہوں نے کافرستان میں آکر جس قدر طوفانی انداز میں تباہی پھیلائی ہے اس طوفان کو روکنا کافرستانی سیکرٹ سروس کے بس سے بھی باہر ہو گیا تھا۔ اب اگر انہیں ہمارے منصوبے کا علم ہو گیا تو وہ لامحالہ ہمارے اس منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لئے ایک بار پھر کافرستان میں آدھمکیں گے۔ ایسی صورتحال سے نپٹنے کے لئے آپ کا کیا لائحہ عمل ہو گا"۔ سیکرٹری داخلہ ایم کے لیثونت نے وزیر اعظم کی توجہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف مبذول کراتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے اس منصوبے کی ہوا تک بھی نہیں لگ سکتی۔ ایکریمیا میں ایکریمیا کے پریذیڈنٹ، اسرائیلی پرائم منسٹر اور میرے درمیان جو میٹنگ ہوئی

تھی اسے پوری طرح سے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا۔ کافرستان میں، میں نے اور اسرائیل میں اسرائیلی پرائم منسٹر نے ایسا سیٹ اپ بنایا تھا کہ کسی کو کانوں کان اس بات کی خبر نہیں ہوئی تھی کہ ہم ایکریمیا میں ہیں۔ ہم وہاں میک اپ کر کے گئے تھے جبکہ ہماری جگہ میک اپ میں اسرائیلی وزیر اعظم اور یہاں کافرستانی وزیر اعظم اپنے ملکوں میں بھی موجود تھے۔ اس کے علاوہ یہاں اس میٹنگ میں آپ لوگوں کے علاوہ کوئی غیر متعلق آدمی موجود نہیں ہے۔ یہاں ہونے والی کارروائی کو نہ ریکارڈ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ٹرانسمٹ"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" لیکن سر، اس کے باوجود عمران جیسے مافوق الفطرت انسان سے کوئی بعید نہیں۔ اپنے ملک کے خلاف ہونے والی سازش کی بو سونگھ لینے کی اس کی حس بے حد تیز ہے"۔ سپیشل سکیورٹی کے سربراہ جگجیت سنگھ نے کہا۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے شاید ضرورت سے زیادہ ہی خوفزدہ معلوم ہو رہا تھا۔

" آپ خواہ مخواہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہوا بنا رہے ہیں۔ اگر اسے ہمارے منصوبے کی بھنک مل بھی گئی تو اس سے ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کافرستان میں آکر وہ سوائے ٹامک ٹوئیاں مارنے کے اور کچھ نہیں کر سکے گا۔ جب تک انہیں پتہ چلے گا کہ ہمارا پراجیکٹ سائی گان آئی لینڈ میں ہے اس وقت تک پروفیسر راٹھور اپنا کام پورا کر چکے ہوں گے اور پاکیشیا مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہو گا۔ عمران اور اس کے چند ساتھیوں کو یہاں کافرستانی سیکرٹ سروس اور

دوسری ایجنسیاں سنبھال لیں گی۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں مسٹر پنڈت نارائن"۔ وزیراعظم نے آخری جملہ کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"یس سر۔ آف کورس سر"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے کہا۔

"اوکے، ٹھیک ہے۔ پروفیسر راٹھور آپ میزائلوں کو سائی گان آئی لینڈ لے جانے کی تیاری کریں اور اپنے ان آدمیوں کی لسٹ جلد سے جلد مجھے فراہم کریں جنہیں آپ اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں"۔ وزیراعظم نے پروفیسر راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رائٹ سر"۔ پروفیسر راٹھور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور کوئی بات"۔ وزیراعظم نے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کے چہروں پر نظر ڈالتے ہوئے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"یس سر"۔ اس بار کافرستان کی ٹیکنیکل سروسز کے عہدیدار نے ہاتھ اٹھایا تھا۔

"یس، مسٹر کمودر۔ فرمائیں"۔ وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سر، میرے اندازے کے مطابق سائی گان آئی لینڈ یہاں سے دس ہزار کلومیٹر سے بھی زیادہ فاصلے پر ہے۔ کیا اتنی دور سے ٹاپ میزائل سے پاکیشیا کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے"۔ ٹیکنیکل سروسز کے عہدیدار نے کہا۔

"ہاں، ٹاپ میزائل کی رینج بہت وسیع ہے۔ اگر یہ ڈبل فاصلہ بھی

ہوتا تو ہم آسانی سے پاکیشیا کو نشانہ بنا سکتے ہیں"۔ اس بار وزیراعظم کے اشارے پر پروفیسر راٹھور نے جواب دیا تھا۔

"جناب، ایک بات غور طلب ہے۔ سائی گان جزیرے پر آپ چار ٹاپ میزائل پہنچانے جا رہے ہیں۔ کیا ان ٹاپ میزائل کو انٹرنیشنل بارڈر پر چیک نہیں کیا جائے گا۔ اب جبکہ اس جدید دور میں میزائل کو مارک کرنے والے بے شمار سیٹلائیٹ فضا میں بکھرے پڑے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ پاورفل کیچر نامی سیٹلائٹ جو حال ہی میں شوگران نے خلا میں پہنچایا ہے اس کی ایکٹویٹی اس قدر زیادہ ہے کہ وہ زمین کی تہوں میں بھی چھپے ہوئے میزائلز کی نشاندہی کر سکتا ہے۔ کیا ان کی نظروں سے بچائے بغیر ہمارے ٹاپ میزائلز سائی گان آئی لینڈ پہنچ پائیں گے"۔ یہ سوال کافرستانی بحریہ کے سربراہ مسٹر دلیپ کاردار نے کیا تھا۔

"اس سوال کا جواب بھی آپ کو پروفیسر راٹھور ہی دیں گے"۔ وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر دلیپ کاردار صاحب۔ میں نے جو ٹاپ میزائل بنایا ہے اس کی لمبائی تقریباً پچاس فٹ ہے۔ مگر میں نے اس میزائل کو دس مختلف حصوں میں ایڈجسٹ کر رکھا ہے۔ یعنی ایک میزائل کے دس پارٹس ہیں۔ ان میں سے ایک حصے کی لمبائی پانچ فٹ بنتی ہے۔ میزائل کا حجم بھی دو میٹر سے زیادہ نہیں ہے۔ اس ایک حصے کا وزن تقریباً ایک ٹن ہے۔ اگر ہم دو دو پارٹس بھی کسی جہاز میں لے جائیں

گے تو ہمیں دقت نہیں ہوگی۔ میں نے ان میزائلوں پر اس قسم کا
کیمیکل لگا رکھا ہے جس کی وجہ سے میزائل متحرک پوزیشن میں بھی
ٹریس نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کے غیر متحرک پارٹس کو کیچر سیٹلائٹ
کیسے فوکس کر سکتا ہے"۔ پروفیسر راٹھور نے کہا۔

" ہم میزائلوں کے پارٹس کو ایکریمی طیاروں میں لے جائیں گے۔
کافرستان سے عموماً دو طیارے روزانہ کافرستان سے ایکریمیا روانہ
ہوتے ہیں اور دو ہی طیارے ایکریمیا سے کافرستان میں آتے ہیں۔ ان
میزائلز کو بھی سائی گان آئی لینڈ لے جانے کی ذمہ داری ایکریمیا نے
قبول کر لی ہے"۔ وزیراعظم نے پروفیسر راٹھور کی بات مکمل کرتے
ہوئے کہا تو ان سب کے چہروں پر اطمینان کی لہریں دوڑنے لگیں۔

" گویا اس بار پاکیشیا کی تباہی کو کسی بھی طرح نہیں روکا جا
سکتا"۔ بری مسلح افواج کے جنرل کبیر سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں، پاکیشیا کی مکمل تباہی اب ان کا مقدر بن چکی ہے"۔
وزیراعظم نے سفاک لہجے میں کہا۔ ان کی بات سن کر وہاں موجود
تمام افراد کے لبوں پر بھی انتہائی سفاکانہ مسکراہٹیں پھیل گئیں جیسے
انہوں نے اس میٹنگ ہال میں بیٹھ کر انسانی زندگیوں کے خاتمے کا
نہیں بلکہ مکھیوں اور مچھروں کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا ہو۔

" میرا خیال ہے اب تمام باتیں کلیئر ہو چکی ہیں۔ اس لئے میٹنگ
برخاست۔ اگلی میٹنگ پاکیشیا کی مکمل تباہی اور بربادی کے بعد جشن
کی صورت میں ہوگی"۔ وزیراعظم نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے

ٹھتے ہی میٹنگ ہال میں موجود سب افراد اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر
سب سے پہلے کافرستانی وزیراعظم اور اس کے بعد باقی افراد ایک ایک
ر کے میٹنگ ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے گہری سوچ میں غلطاں تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر بے پناہ سلوٹیں تھیں جبکہ بلیک زیرو خاموش بیٹھا غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ایکریمیا سے زیرو تھری کی کال آئی تھی۔ اس بار عمران نے خود اس سے بات چیت کی تھی۔ زیرو تھری کے کہنے کے مطابق اس نے ڈائریکٹ واٹر فلاور کے باس گریگ زائی پر ہاتھ ڈالا تھا۔ وہ گریگ زائی کو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں ہی گھیرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

زیرو تھری نے گریگ زائی پر انتہائی بے رحمانہ تشدد کیا تھا لیکن گریگ زائی آپریشنل سپاٹ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ زیرو تھری نے اس سلسلے میں ایکریمیا کی چند بڑی بڑی شخصیات کو بھی

توڑنے کی کوشش کی تھی مگر ان میں سے کوئی بھی اس سپیشل ڈیل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا جو ایکریمی صدر، اسرائیلی وزیراعظم اور کافرستانی وزیراعظم کے درمیان ہوئی تھی۔ پھر وہ بھلا اسے آپریشنل سپاٹ کے بارے میں کیا بتا سکتے تھے۔

"آپ اس کام کے لئے کافرستانی فارن ایجنٹ کو کیوں نہیں کال کر لیتے۔ ایکس سیون انتہائی ذہین اور ہوشیار ایجنٹ ہے اور وہاں کافی اثرورسوخ رکھتا ہے۔ کافرستانی پرائم منسٹر نے پاکیشیا کے خلاف اس قدر بھیانک سازش اکیلے تو نہیں سوچی ہو گی۔ اس سلسلے میں اس نے یقیناً پارلیمنٹ کے ممبروں، سائنسدانوں، ٹیکنیکل انجینیرز اور میزائلز ایکسپرٹس سے میٹنگز کی ہوں گی۔ شاید ایکس سیون ان میں سے کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے جو اس ساری سازش کی تفصیل جانتا ہو اور کچھ نہیں تو وہ کافرستانی پرائم منسٹر کی مصروفیات پر ہی نظر رکھ سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں، کافرستانی پرائم منسٹر نے جس طرح ایک عام ایکریمی کے بھیس میں جا کر ایکریمی صدر اور اسرائیلی وزیراعظم سے سپیشل ڈیل کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خوفناک سازش کو اس نے ٹاپ سیکرٹ ہی رکھا ہو گا۔ جن افراد کے ساتھ اس نے میٹنگز کی ہوں گی وہ ٹاپ رینک کے عہدیداران ہوں گے جن پر ہاتھ ڈالنا کم از کم ایکس سیون کے بس کی بات نہیں ہے"۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے

کہا۔

"تو پھر کیا کافرستان آپ خود جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسا ہونا ناگزیر ہے۔ مگر فی الحال مجھے کوئی ایسی لائن آف ایکشن نہیں سوجھ رہی جس سے مجھے معلوم ہوسکے کہ میں کافرستان میں جا کر کس پر ہاتھ ڈالوں گا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ سازش کافرستانی وزیراعظم کی ہے۔ آپ اس پر ہاتھ ڈال دیں۔ اسے ہی ہلاک کر دیں تو نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری"۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا بچوں جیسی بات کر رہے ہو۔ اگر میں نے کافرستانی وزیراعظم کو ہلاک کر بھی دیا تو اس سے کیا ہوگا۔ کوئی نیا وزیراعظم آجائے گا کافرستان کا ہر لیڈر پاکیشیا سے نفرت کرتا ہے۔ دوسرا وزیراعظم بھی اس منصوبے پر عمل سے باز نہ آیا تو کیا میں ان تمام وزیراعظموں کو ہلاک کرتا رہوں گا"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"تو پھر، آپ نے کیا سوچا ہے۔ ہمیں ہر صورت میں کافرستان کو اس کام سے روکنا ہوگا"۔ بلیک زیرو نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"روکنا تو ہے۔ مگر اس کے لئے ہمارے پاس کوئی لائحہ عمل بھی تو ہونا چاہئے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر اس کا ایک ہی حل ہے"۔ بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک بار پھر کافرستان میں بھیج دینا چاہئے۔ وہ وہاں ایسی گوریلا کارروائیاں کریں کہ کافرستان کے تمام اہم اڈوں مثلاً ان کے ڈیم، اہم فوجی ٹھکانوں اور ان کے اہم ترین تمام مراکز تباہ کر دیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی شیطانی کارروائیوں سے باز آجائیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں، موجودہ سیاسی حالات میں اب ایسا ممکن نہیں ہوگا۔ ایسی کارروائیوں کا نتیجہ ایک تباہ کن جنگ کی صورت میں بھی سامنے آسکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تب پھر آپ مجھے اجازت دیں۔ میں ایکریمیا یا اسرائیل چلا جاتا ہوں۔ ایکریمی صدر یا اسرائیلی وزیراعظم کے حلق میں ہاتھ ڈال کر میں ان سے سب کچھ اگلوا لوں گا۔ بلیک زیرو نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ جو اس طرح احمقوں جیسی باتیں کر رہے ہو"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کے خلاف اس قدر بھیانک سازش ہو۔ پاکیشیا کے تمام جانداروں کو ہلاک کرنے کا کوئی ملک سوچ بھی، یہ میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔ میرا سچ مچ دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں کافرستان جا کر وہاں ایسی خوفناک تباہی پھیلاؤں۔ انہیں اس قدر ذلیل اور بے بس کر دوں کہ وہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف اس قسم کے منصوبوں کے بارے میں سوچنے کی بھی جرأت نہ کر

سکیں"۔ بلیک زیرو نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"ہونا تو ایسا ہی چاہئے۔ مگر......." عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر، مگر کیا"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"ٹھہرو، مجھے سوچنے دو"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس کی آنکھیں کسی خیال کے تحت بے اختیار چمک اٹھیں۔

"سپیشل ٹیلی فون لاؤ ذرا"۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑے غور سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ خاموشی سے اٹھا اور دوسرے کمرے سے ایک کارڈلیس سپیشل ٹیلی فون لے آیا اور اس نے فون عمران کو دے دیا۔

"اسے ایس ٹی مشین سے لنک کر دو تا کہ کوئی یہ نہ معلوم کر سکے کہ کال کہاں سے کی جا رہی ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔اس نے مشین کو آن کیا اور پھر ایک تار مشین سے کھینچ کر ایک خصوصی ساکٹ کے ساتھ جوڑ دی۔اس کے بعد اس نے دانش منزل کے فون کا سلسلہ بھی اس مشین سے جوڑ دیا اور پھر وہ مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔

"اب یہ اوکے ہے"۔ بلیک زیرو نے مشین سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور پر لگے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگا۔کافی دیر تک وہ نمبر ڈائل کرتا رہا پھر اس کا ہاتھ رکا تو

دوسری طرف سے بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"۔دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کافرستان کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں"۔عمران نے کہا۔

"یس سر، ایک منٹ ہولڈ کریں سر"۔دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد دوسری طرف سے نمبر دے دیا گیا۔عمران نے فون بند کیا اور ایک بار پھر اسے آن کر کے اس کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس انکوائری پلیز"۔دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں آرون روما بول رہا ہوں۔اسٹیٹ بینک کے گورنر کا پرسنل سیکرٹری مجھے چیف سیکرٹریٹ کا نمبر چاہئے"۔ عمران نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یس سر۔ہولڈ کیجئے سر۔میں ابھی بتاتی ہوں"۔ دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد عمران کو چیف سیکرٹریٹ کا نمبر بتا دیا گیا۔

"اوہ، کیا آپ کافرستانی وزیراعظم سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"میں نہیں ایکریمیا کا پریذیڈنٹ جارج کارٹر"۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔اس کے چہرے پر قدرے الجھن نظر آ رہی تھی جیسے وہ سمجھ نہ سکا ہو کہ عمران ایکریمی صدر بن کر

کافرستانی وزیراعظم سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ چونکہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی کے متعلق اچھی طرح سے جانتا تھا کہ عمران کا ذہن ایسے موقعوں پر کس تیزی سے چلتا ہے اس نے کچھ سوچ کر ہی کافرستانی وزیراعظم سے ایکریمی صدر بن کر بات کرنے کا ارادہ کیا ہو گا۔

عمران نے کریڈل دبا کر ایک بار پھر ٹون چیک کی اور پھر نمبر ڈائل کرتا چلا گیا۔

"یس، چیف سیکرٹریٹ"۔ دوسری طرف سے چند لمحوں بعد ایک بھاری اور تیز آواز سنائی دی۔

"میں ایکریمیا سے چیف ملٹری سیکرٹری کاسٹر بول رہا ہوں۔ جناب پریذیڈنٹ، وزیراعظم صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے ایکریمی چیف ملٹری سیکرٹری کاسٹر کی آواز میں کہا۔

"اوہ، یس سر۔ یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے سر۔ میں ملٹری سیکرٹری رگھبیر سنگھ بول رہا ہوں۔ میں ابھی بات کراتا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایکریمی چیف ملٹری سیکرٹری کا نام سن کر بڑے بوکھلاہٹ زدہ لہجے میں کہا گیا۔ پھر کلک کی آواز سنائی دی اور پھر فون میں کافرستانی وزیراعظم کی آواز سنائی دی۔

"یس، میں پرائم منسٹر بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔ عمران نے فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا جس کی وجہ سے بلیک زیرو آسانی سے آوازیں سن رہا تھا۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں پلیز"۔ عمران نے کہا اور پھر چند لمحے توقف کے بعد اس کے حلق سے ایکریمی صدر کی آواز نکلی۔

"پریذیڈنٹ آف ایکریمیا جارج کارٹر سپیکنگ"۔ عمران نے ایکریمی صدر کی بھاری اور کرخت آواز میں کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے سر"۔ دوسری طرف سے کافرستانی وزیراعظم نے مؤدبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پرائم منسٹر، ہم نے ٹاپ میزائلز کی جو ڈیلنگ کی تھی وہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھی گئی تھی۔ ہم نے کوشش کی تھی کہ ہمارے، آپ کے اور اسرائیلی پرائم منسٹر کے علاوہ کسی اور کو اس سیکرٹ ڈیلنگ کی کوئی خبر نہ ہو مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم اس سیکرٹ کو سیکرٹ رکھنے میں ناکام رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ کیا ہوا ہے"۔ دوسری طرف سے کافرستانی وزیراعظم کی چونکتی ہوئی واضح آواز سنائی دی۔

"ہماری سپیشل ڈیلنگ اور آپ کے پاکیشیا کلنگ پروگرام کی پوری تفصیل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے اوپن ہو چکی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، اوہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم نے تو تمام معاملات کو بے حد رازداری سے سرانجام دیا تھا۔ پھر یہ بات لیک آؤٹ کیسے ہو گئی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس"۔ کافرستانی

وزیراعظم نے بے حد بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس میں آپ کی غفلت کا بہت بڑا ہاتھ ہے مسٹر پرائم منسٹر"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میری غفلت، کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ کافرستانی وزیراعظم نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جب آپ ایکریمیا میں بھیس بدل کر آئے تھے تو اتفاق سے ایئرپورٹ پر بین الاقوامی معلومات حاصل کرنے والی ایک تنظیم واٹر فلاور کا چیف گریگ زائی وہاں موجود تھا۔ آپ ایک عام ایکریمی کے روپ میں تھے مگر اس میک اپ میں آپ کا چلنے کا انداز، آپ کا دائیں ہاتھ سے بالوں کو خاص انداز میں ٹھیک کر کے سر جھٹکنے کا انداز، آپ کی گردن کا مسہ اور آپ کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں اور خاص طور پر آپ اپنے دائیں پیر پر جس طرح دباؤ ڈال کر چلتے ہیں۔ اس کی وجہ سے گریگ زائی بری طرح سے چونک پڑا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا چشمہ تھا جس سے وہ کسی بھی میک اپ میں چھپے ہوئے اصلی چہرے کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

اس نے جب آپ کا اصلی چہرہ دیکھا تو آپ کو پہچان کر وہ حیران رہ گیا۔ اس کے لئے یہ حیران کن بات تھی کہ کافرستانی وزیراعظم کو اس طرح ایک عام ایکریمی کا بھیس بدل کر ایکریمیا میں آنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی۔ گریگ زائی انتہائی ذہین اور چالاک انسان تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ضرور کوئی اہم معاملہ ہے۔ ورنہ کسی ملک کے پرائم

منسٹر کا اس طرح میک اپ میں ایکریمیا آنا اور امیگریشن سے آسانی سے چھوٹ دے دینا واقعی اچنبھے کی بات تھی۔ بہرحال گریگ زائی نے خاص طور پر آپ پر توجہ دینا شروع کر دی۔ اس کے حکم سے اس کا پورا گروپ آپ کے پیچھے لگ گیا۔

آپ جس ہوٹل میں ٹھہرے تھے اس ہوٹل میں جب ہمارے سپیشل ایجنسی کے ارکان وہاں پہنچے تو گریگ زائی کے ایک آدمی نے بڑی ہوشیاری سے ہمارے ایک آدمی کی جگہ لے لی۔ وہ آدمی آپ کے بالکل ساتھ تھا۔ اس نے نہایت چالاکی سے آپ کے لباس میں ایک ایسا آلہ چھپا دیا تھا جس کی نہ تو آپ کو خبر ہو سکی تھی اور نہ ہی پریذیڈنٹ ہاؤس کے سائنسی آلات اس آلے کو ٹریس کر سکے تھے۔ ہمارے درمیان جو بھی بات چیت ہوئی تھی۔ آپ کے لباس میں لگے ہوئے آلے کی وجہ سے گریگ زائی نہ صرف ساری کارروائی سن رہا تھا بلکہ ریکارڈ بھی کر رہا تھا۔

اس نے تمام کارروائی کو ریکارڈ کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ گریگ زائی دولت کا رسیا تھا۔ دولت کمانے کا وہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔ اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ اس نے فوری طور پر سپیشل ٹیلی فون پر پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ ایکریمیا، اسرائیل اور کافرستان پاکیشیا کے خلاف کس قدر گھناؤنا اور ہولناک اقدام کرنے جا رہا ہے۔ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو اس نے پوری طرح اعتماد میں لے کر بھاری رقم کے عوض وہ ٹیپ بھجوا دی

جس میں ہم تینوں سربراہان کی ریکارڈنگ تھی۔ ان کی یہ ڈیلنگ
گارینٹڈ چینک کے ذریعے ہوئی تھی۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ ایکریمیا
میں ایسا سسٹم موجود ہے جہاں خاص طور پر پاکیشیا اور دیگر مسلم
ممالک میں کی جانے والی کالوں کو نہ صرف چیک کیا جاتا ہے بلکہ
انہیں ریکارڈ بھی کیا جاتا ہے۔ گریگ زائی کی پاکیشیا میں کی جانے
والی کالوں کو چیک کیا گیا تو یہ باتیں سامنے آئیں اور جب اسے
میرے نوٹس میں لایا گیا تو میں پریشان ہو گیا۔ بہرحال ہم نے فوری
طور پر گریگ زائی کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف اسے
ملک سے غداری کے جرم میں گرفتار کر لیا تھا بلکہ اسے فوری طور پر
سزائے موت بھی دے دی ہے۔ لیکن یہ بات حتمی ہے کہ تمام
رپورٹس پاکیشیا پہنچ چکی ہیں"۔ عمران ایکریمی صدر کے لہجے میں کہتا چلا
گیا اور اس کی ذہانت آمیز باتیں سن کر بلیک زیرو دل ہی دل میں
عمران کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ عمران نے جس خوبصورتی سے کہانی
ترتیب دی تھی واقعی یہ اس کا ہی کام تھا۔

"اوہ، ویری بیڈ، ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیا ہو گیا"۔ دوسری
طرف سے کافرستانی وزیراعظم کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں واقعی یہ برا ہوا ہے۔ اس سے نہ صرف آپ بلکہ ہم اور
اسرائیل بھی کھل کر پاکیشیا کی نظروں میں آگئے ہیں۔ اگر پاکیشیا اس
ٹیپ کو بین الاقوامی سطح پر سامنے لے آیا تو ہماری ساری کی ساری
ریپوٹیشن خاک میں مل جائے گی"۔ عمران نے پریشانی کا اظہار کرتے

ہوئے کہا۔

"برا نہیں جناب، یہ بہت برا ہوا ہے۔ ہماری ریپوٹیشن تو جو
خراب ہو گی سو ہو گی مگر ہمارے ساتھ کیا ہو گا اس کے بارے میں آپ
سوچ بھی نہیں سکتے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے بدستور پریشان زدہ
لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"علی عمران، وہ عفریت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کافرستان
میں آکر ٹاپ میزائلز کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دے گا۔
بلیک مشن اور ایرو ایئر کرافٹس کے سلسلے میں اس نے اور اس کے
ساتھیوں نے کافرستان میں جو تباہی پھیلائی تھی اس کے زخم ہم آج
تک چاٹ رہے ہیں۔ اب اگر وہ ٹاپ میزائلز کے سلسلے میں کافرستان
آیا تو نجانے وہ ہمارا کیا حشر کرے"۔ کافرستانی وزیراعظم عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بے حد ڈرا ہوا تھا۔ اس کی اور عمران کی
باتیں سن کر بلیک زیرو زیر لب مسکرائے جا رہا تھا۔ عمران ایکریمی
صدر کی آواز کی اس قدر پرفیکٹ نقل کر رہا تھا کہ دوسری طرف موجود
کافرستانی وزیراعظم کو اس پر معمولی سا بھی شبہ نہیں ہو رہا تھا۔

"اوہ ہاں، یہ صورتحال تو واقعی تشویشناک ہے"۔ عمران نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسے اس بات پر غصہ آرہا تھا کہ کافرستانی
وزیراعظم نے ابھی تک آپریشنل سپاٹ کے بارے میں کوئی بات
نہیں کی جس کے لئے وہ کافرستانی وزیراعظم سے اس قدر لمبی چوڑی

باتیں کر رہا تھا۔

"جناب صدر، آپ اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں"۔ چند لمحے توقف کے بعد کافرستانی وزیر اعظم نے ایکریمی صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس سلسلے میں"۔ عمران نے کہا۔

"یہی علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سلسلے میں"۔ کافرستانی وزیر اعظم نے جلدی سے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں"۔ عمران نے کہا وہ واقعی نہیں سمجھ پایا تھا کہ کافرستانی وزیر اعظم کیا کہنا چاہتا ہے۔

"اگر آپ اجازت دیں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان آنے سے روکا جا سکتا ہے"۔ کافرستانی وزیر اعظم نے کہا۔

"وہ کیسے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ٹاپ میزائلز اور ہمارے کلنگ آپریشن کے بارے میں اگر واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کو پتہ چل گیا ہے تو پھر یہ بات طے ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافرستان ضرور پہنچے گا اور پھر وہ کافرستان میں آکر کیا کرے گا میرے خیال میں مجھے یہ سب بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس کی کارروائیوں کے بارے میں اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ عمران کو اگر ہمارے منصوبے کی خبر مل گئی ہے تو یقیناً اسے اس بات کا بھی علم ہو گیا ہو گا کہ ہم پاکیشیا پر ٹاپ میزائلز کہاں سے فائر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم عمران کی توجہ اصل آپریشنل سپاٹ کی طرف کر دیں تو عمران کافرستان میں آنے کا خیال دل سے نکال دے گا۔ اس کی حتی الوسع کوشش ہو گی کہ وہ سیدھا آپریشنل سپاٹ پر اٹیک کرے۔ ایک تو اس کا آپریشنل سپاٹ پر پہنچنا ناممکنات میں سے ہو گا دوسرے اگر وہ کسی بھی طرح آپریشنل سپاٹ تک پہنچ بھی گیا تو آپریشنل سپاٹ پر ہاٹ سٹون ان کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے گی۔ ہاٹ سٹون اور کرنل ڈیگارٹو کا مقابلہ کرنا عمران اور اس کے ساتھیوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی یقینی طور پر ہاٹ سٹون کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے"۔ کافرستانی وزیر اعظم کہتا چلا گیا اور ہاٹ سٹون اور کرنل ڈیگارٹو کا نام سن کر عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی چونک اٹھے تھے۔ بلیک زیرو ہاٹ سٹون اور کرنل ڈیگارٹو کا نام سن کر قدرے پریشان ہو گیا تھا لیکن عمران کی آنکھیں ان ناموں کو سن کر کسی خیال سے چمک اٹھی تھیں۔

"آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے لیکن کیا آپ کے ملک میں ایسی ایجنسیاں نہیں ہیں جو علی عمران جیسے انسان کو سنبھال سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں ایک سے بڑھ کر ایک ایجنسیاں ہیں جو ایک علی عمران تو کیا دس علی عمران کو بھی سنبھال سکتی ہیں۔ مگر اس وقت ملکی سیاسی حالات اس قدر ابتر ہیں جس کی وجہ سے تمام ایجنسیاں متحرک ہیں۔ ایسے میں علی عمران اور

اس کے ساتھیوں کی کارروائیوں کو روکنا ان کے لئے بھی قدرے مشکل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کافرستان اس وقت جس مالی بحران سے گزر رہا ہے اس صورتحال میں کسی بھی نقصان کا احتمال ہماری حکومت کے لئے گراں گزر سکتا ہے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔

"ہونہہ، تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کا طوفان کافرستان سے موڑ کر اپنی طرف کر لیں"۔ عمران نے ہنکارہ بھر کر اندھیرے میں تیر پھینکتے ہوئے کہا۔

"اوہ، میرا یہ مقصد نہیں تھا جناب صدر"۔ کافرستانی وزیراعظم نے بوکھلا کر کہا۔

"تو پھر آپ کا یہ کہنے کا کیا مقصد تھا"۔ عمران نے ایکریمی صدر کی طرح غرا کر کہا۔

"جناب صدر، کافرستان ایکریمیا اور اسرائیل میں آنے کے لئے علی عمران جیسے انسان کے پاس بے شمار راستے ہیں۔ لیکن سائی گان آئی لینڈ پہنچنا اس کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے اور پھر وہاں ہاٹ سٹون اور کرنل ڈیگارٹو بھی تو ہے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا اور اس کے منہ سے آپریشنل سپاٹ کا نام سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار زہرانگیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ آخر اس قدر طویل گفتگو کے بعد وہ کافرستانی وزیراعظم سے آپریشنل سپاٹ کا نام اگلوانے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ مسٹر پرائم منسٹر۔ آپ جانتے ہیں سائی

ان آئی لینڈ ہمارے لئے کس اہمیت کا حامل ہے"۔ عمران نے جان وجھ کر اپنے لہجے میں غصہ پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر، میں جانتا ہوں سر۔ مگر......" ایکریمی صدر کو غصے میں تے دیکھ کر کافرستانی وزیراعظم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ جانتے ہیں تو پھر آپ کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے تھی"۔ عمران نے اسے اور زیادہ غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔

"یس، یس سر۔ یس سر"۔ ایکریمی صدر کو غصے میں پا کر کافرستانی وزیراعظم بری طرح سے بوکھلا گیا تھا۔

"گریگ زاٹی کی جو رپورٹس پاکیشیا پہنچی ہیں۔ اس کے مطابق ان کو صرف ہماری سپیشل ڈیل اور آپ کے منصوبے کا علم ہوا ہے۔ ان رپورٹس میں آپریشنل سپاٹ سائی گان آئی لینڈ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لحاظ سے عمران اس بات سے بے خبر ہو گا کہ پاکیشیا پر ٹاپ میزائلز سائی گان آئی لینڈ سے فائر کئے جائیں گے۔ آپ اسے کافرستان میں آکر ٹکریں مارنے دیں۔ جب تک وہ کافرستان میں آکر ٹکریں مارے گا اس وقت تک پاکیشیا پر میزائل فائر کر دیئے جائیں گے۔ جب ٹاپ میزائلز سے پاکیشیا کا وجود ہی ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا تو علی عمران اور اس کے چند ساتھیوں کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ آپ اپنی تمام ایجنسیوں کو الرٹ کر دیں۔ پورے ملک کی سرحدوں کو سیلڈ کر دیں۔ کوئی ایسا طریق کار اختیار کریں کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح آپ کے ملک میں داخل ہونے کی

کوشش ہی نہ کر سکیں"۔ ایکریمی صدر کے لہجے میں عمران نے سختی سے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر جناب"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔

"بس اور کچھ نہیں۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب آپ جانیں اور علی عمران۔ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کافرستانی وزیراعظم مزید کوئی بات کرتا عمران نے فون بند کر دیا۔

"ویری گڈ، یہ ہوئی ناں بات۔ آپ نے کافرستانی وزیراعظم کو خوب بے وقوف بنایا ہے۔ اس کے فرشتوں کو بھی اس بات کی خبر نہیں ہوئی ہو گی کہ جس کے سامنے وہ اس قدر بوکھلا رہا تھا وہ ایکریمی صدر نہیں بلکہ"۔ عمران کو فون بند کرتے دیکھ کر بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔

"تو کافرستان نے آپریشنل سپاٹ ایکریمیا کے کہنے پر سائی گان آئی لینڈ میں بنایا ہے"۔ عمران نے دوبارہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سائی گان آئی لینڈ۔ یہ نام کچھ سنا سنا لگتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ذرا نقشہ لاؤ۔ پھر یہ جزیرہ دیکھا دیکھا بھی لگنے لگے گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاٹ سٹون، کرنل ڈیگارٹو۔ اس کا مطلب ہے کہ سائی گان آئی لینڈ پر اس وقت ایکریمیا کا ہولڈ ہے۔ کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل

نے پاکیشیا کو نشانہ بنانے کے لئے اس بار واقعی انتہائی زبردست اور نہایت خطرناک سپاٹ چنا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں گہری سوچ کے ساتھ تفکرات کے بھی سائے لہرا رہے تھے۔

چند ہی لمحوں بعد بلیک زیرو نقشہ لے آیا۔ اس نے نقشہ عمران کے سامنے میز پر پھیلا دیا اور عمران اس نقشے پر جھک گیا۔

کافرستانی وزیراعظم اپنے آفس میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور جھلاہٹ کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

"یہ بہت برا ہوا ہے۔ بہت برا۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے طوفان کو روکنا ہمارے لئے مشکل ہو جائے گا۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح آئیں گے اور کافرستان کا کیا حشر کریں گے یہ سوچ کر ہی مجھے ہول آ رہے ہیں"۔ کافرستانی وزیراعظم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ابھی ابھی ایکریمی صدر سے بات کر کے فون بند کیا تھا۔ ایکریمی صدر کا سخت رویہ سن کر اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔ ایکریمی صدر کسی بھی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ کافرستانی وزیراعظم کا خیال تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کے طوفان کا

رخ سائی گان آئی لینڈ کی طرف موڑ دیا جاتا تو علی عمران اور اس کے ساتھی نہ تو کسی طرح سائی گان آئی لینڈ تک پہنچ سکتے تھے اور نہ ہی وہ ہاٹ سٹون اور اس تنظیم کے چیف کرنل ڈیگارٹو کا مقابلہ کر سکتے تھے۔

ہاٹ سٹون تنظیم اور کرنل ڈیگارٹو کے بارے میں جو اطلاعات کافرستان کے پاس تھیں اس کے مطابق ہاٹ سٹون کے تمام ممبرز بے حد ذہین، شاطر، طاقتور اور خطرناک ترین لڑاکے تھے۔ جو اپنے کسی بھی دشمن سے بات کئے بغیر اسے گولی مار دیتے تھے۔ خاص طور پر کرنل ڈیگارٹو انتہائی ظالم، سخت گیر اور سفاک ترین انسان تھا جو آندھی اور طوفانوں سے بھی ٹکرانا جانتا تھا۔ بڑے بڑے اور خوفناک سے خوفناک طوفانوں کو روکنا اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ ہاٹ سٹون کے کارنامے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کہیں زیادہ بڑے تھے جن کا شہرہ پوری دنیا میں تھا۔

کافرستانی وزیراعظم سوچ رہا تھا اگر عمران اور ہاٹ سٹون کا ایک بار سامنا ہو جاتا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا نام ونشان بھی باقی نہ رہتا مگر ایکریمی صدر نے اس کی بات ماننے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ اب کافرستانی وزیراعظم کو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا طوفان کافرستان کی طرف بڑھتا ہوا نظر آ رہا تھا جو اپنے اندر نجانے کس قدر تباہی اور بربادی لئے ہوئے تھا۔

"اب میں کیا کروں۔ اس طوفان کو میں کس طرح روکوں"۔ کافرستانی وزیراعظم نے انتہائی پریشانی کے عالم میں اپنے سر کے بال

نوچتے ہوئے کہا۔ اچانک وہ بری طرح سے چونک اٹھا۔ اس کی نظریں یکلخت اس ٹیلی فون سیٹ پر جم گئیں جس پر ابھی ابھی اس نے ایکریمی صدر سے بات کی تھی۔ میز پر مختلف رنگوں کے فون سیٹ موجود تھے۔ کافرستانی وزیراعظم نے جس فون سیٹ پر ایکریمی صدر سے بات کی تھی اس کا رنگ نیلا تھا۔

"اوہ، ایکریمی صدر نے مجھ سے عام سیٹ پر کیوں بات کی ہے۔ ان کے لئے تو یہاں سپیشل ہاٹ سیٹ موجود ہے۔ میرے اور ان کے درمیان یہی طے ہے کہ وہ اور میں جب بھی بات کریں گے سپیشل ہاٹ سیٹ پر باتیں کریں گے۔ پھر اس قدر اہم اور طویل گفتگو انہوں نے جنرل فون پر کیوں کی ہے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے حیرت کی شدت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ تشویش کے سائے پھیل گئے تھے۔ اس نے جلدی سے اس فون کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل شیکھر، ابھی ایکریمی صدر سے جو تم نے میری بات کرائی ہے۔ ان سے پہلے تم سے کس نے بات کی تھی"۔ کافرستانی وزیراعظم نے پوچھا۔

"مجھ سے چیف ملٹری سیکرٹری کرنل کاسٹر نے بات کی تھی سر۔ انہوں نے ہی کہا تھا کہ جناب صدر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔

ملٹری سیکرٹری کرنل شیکھر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کرنل کاسٹر کی آواز پہچانتے ہو"۔ کافرستانی وزیراعظم نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر، میری ان سے پہلے بھی کئی بار بات ہو چکی ہے"۔ کرنل شیکھر نے کہا۔

"ہونہہ، چیک کرو کیا یہ کال واقعی ایکریمیا سے اور پریذیڈنٹ ہاؤس سے کی گئی تھی"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔

"سی ایل آئی پر کوئی نمبر اجاگر نہیں ہوا تھا سر۔ انہوں نے یقیناً آپ سے سیٹلائٹ فون سسٹم سے بات کی تھی۔ کوئی پرابلم ہے سر"۔ دوسری طرف سے کرنل شیکھر نے کہا۔

"نہیں، ٹھیک ہے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ اس فون کا رسیور اٹھا کر بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے کرنل شیکھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا کے چیف ملٹری سیکرٹری کرنل کاسٹر سے میری بات کراؤ"۔ کافرستانی وزیراعظم نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ کرنل شیکھر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور کافرستانی وزیراعظم نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اس کے چہرے پر شدید الجھن اور

پریشانی کے سائے لہرا رہے تھے۔ چند ہی لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔ کافرستانی وزیراعظم نے رسیور اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔

"چیف ملٹری سیکرٹری کرنل کاسٹر لائن پر ہیں سر، بات کیجئے"۔ دوسری طرف سے کرنل شیکھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔ کرنل شیکھر نے فون ڈائریکٹ کر دیا تھا۔

"یس چیف ملٹری سیکرٹری کرنل کاسٹر سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے چیف ملٹری سیکرٹری کرنل کاسٹر کی بھاری اور تیز آواز سنائی دی۔

"کرنل کاسٹر، میں پرائم منسٹر کافرستان بول رہا ہوں"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔

"یس پرائم منسٹر۔ فرمایئے"۔ کرنل کاسٹر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل کاسٹر، صدر مملکت نے آپ پر ذمہ داری عائد کی تھی کہ ٹی ایم اور ہمارے پی آر جیسے ہی ایس ایس میں پہنچیں گے آپ مجھے فوراً اطلاع دیں گے۔ ٹی ایم اور پی آر کو یہاں سے روانہ ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے ہیں اب تک انہیں ایس ایس پہنچ جانا چاہئے تھا اور ان کے وہاں پہنچتے ہی آپ کو مجھے اطلاع دینی تھی"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔ اس نے کرنل کاسٹر سے جان بوجھ کر یہ نہیں پوچھا تھا کہ اس کے توسط ابھی کچھ دیر قبل ایکریمی صدر نے اس سے بات کی تھی یا نہیں۔ اگر وہ کرنل کاسٹر سے اس سلسلے میں ڈائریکٹ بات کرتا تو

سے اپنی امیج خراب ہونے کا خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر دوسری بات کی تھی۔

"جناب پرائم منسٹر، ٹی ایم اور پی آر ایری زونا کے ہوائی اڈے سے ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایس جی کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو میں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ مجھے اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس ہے"۔ دوسری طرف سے کرنل کاسٹر نے کہا۔

"اوہ، تو یہ بات ہے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔

"جی ہاں۔ جناب صدر خود اپنی نگرانی میں انہیں چھوڑنے ایس جی پر گئے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ انہیں پہنچنے میں بہت وقت لگے گا۔ جب وہ لوٹیں گے تو وہ خود آپ سے باتیں کریں گے۔ ایسا انہوں نے یہاں سے جاتے ہوئے مجھ سے خود کہا تھا"۔ کرنل کاسٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ جناب صدر کو وہاں سے گئے کتنی دیر ہو چکی ہے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"انہیں یہاں سے گئے دو گھنٹے ہو چکے ہیں۔ کیوں"۔ کرنل کاسٹر نے کہا اور کرنل کاسٹر کی بات سن کر کافرستانی وزیراعظم کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس کا رنگ یکلخت سرسوں کے پھول کی طرح زرد ہو گیا تھا۔

"نہیں، کچھ نہیں۔ میں ویسے ہی پوچھ رہا تھا"۔ وزیراعظم نے خود کو سنبھالتے ہوئے جلدی سے کہا۔

"اور کوئی بات جناب"۔ کرنل کاسٹر نے اپنی مخصوص عادت کے مطابق روکھے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ ٹھیک ہے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔

"او کے"۔ کرنل کاسٹر نے کہا اور اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ کافرستانی وزیراعظم نے بھی فون بند کر دیا اور ایک بار پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

"اوہ مائی گاڈ۔ اوہ مائی گاڈ۔ اس کا مطلب ہے کال ایکریمین پریذیڈنٹ ہاؤس سے نہیں بلکہ پاکیشیا سے علی عمران نے کی تھی"۔ وزیراعظم نے کپکپاتے ہوئے کہا۔

"یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔ یہ میں نے کیا کر دیا۔ عمران کو میں نے خود ہی ساری تفصیل بتا کر اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی ہے۔ اوہ، اوہ"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح سے زرد ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں یوں پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی ابل کر باہر آ گریں گی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جھپٹ کر فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے کرنل شیکھر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل راکیش سے بات کراؤ۔ جلدی"۔ وزیراعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل راکیش۔ آپ ریڈ سٹارز ایجنسی کے چیف کرنل راکیش

کی بات کر رہے ہیں سر"۔ دوسری طرف سے کرنل شیکھر نے کہا۔

"ہاں۔ جلدی کرو"۔ وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے فون بند کر دیا۔ کرنل راکیش کافرستان کی ایک خفیہ سرکاری ایجنسی ریڈ سٹارز کا سربراہ تھا۔ جو کافرستان اور کافرستان کے مفادات کے لئے حال ہی میں قائم کی گئی تھی۔ اس ایجنسی میں سپر ٹاپ ایجنٹوں کو شامل کیا گیا تھا۔ جن کی تعداد گو بے حد کم تھی مگر ان کی صلاحیتیں اور ان کے کام کرنے کا انداز اس قدر تیز تھا کہ وہ کافرستانی سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس جیسے شعبوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ ریڈ سٹارز ایجنسی نے بہت کم وقت میں کافرستان کے خلاف کام کرنے والی ملکی اور غیر ملکی بہت سی تنظیموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا۔ ان میں بعض ایسی تنظیمیں بھی شامل تھیں جو ہیون ویلی میں کافرستانی آرمی کے خلاف خفیہ طور پر کام کر رہی تھیں اور جن کو آج تک کوئی ایجنسی ٹریس نہیں کر سکی تھی۔

ریڈ سٹارز کا ہر ممبر انتہائی زیرک اور خطرناک صلاحیتوں کا مالک اور ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔ ان میں فوری فیصلہ کرنے، تیز ایکشن اور دشمنوں کو پاتال سے بھی بے ضرر کینچوے کی طرح کھینچ نکالنے جیسی بے شمار خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے انہیں کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا تھا۔

کرنل راکیش بذات خود انتہائی ذہین، شاطر، خطرناک اور انتہائی حد تک سفاک انسان تھا جو دشمنوں کی بو بہت دور سے سونگھ لیتا

تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اور اس کی ریڈ سٹارز ایجنسی نے ملک میں بہت جلد ایک اعلیٰ مقام حاصل کر لیا تھا۔ کرنل راکیش صدر اور وزیراعظم کے سوائے کسی کو جواب دہ نہیں تھا۔ اس کی صلاحیتیں اور اس کے حب الوطنی کے جذبات دیکھ کر صدر اور وزیراعظم نے اسے ایسے اختیارات بھی دے رکھے تھے کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس اور کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیفس کو بھی اپنی ماتحتی میں لے سکتا تھا۔

اس وقت صورتحال ایسی ہو گئی تھی کہ کافرستانی وزیراعظم خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار چکا تھا۔ ایکریمی صدر کے دھوکے میں اس نے خود ہی عمران پر نہ صرف اپنے منصوبے اور ٹاپ میزائل کے بارے میں بتا دیا تھا بلکہ اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ پاکیشیا کو سائی گان نامی آئی لینڈ سے ٹارگٹ بنانا چاہتے ہیں۔

ایکریمی صدر نے اگر اس سے بات کرنی ہوتی تو وہ سپیشل ہاٹ سیٹ پر کال کرتے مگر انہوں نے جنرل فون پر اس سے بات کی تھی۔ اس کا خیال وزیراعظم کو بہت دیر بعد آیا تھا۔ اس لئے اس نے دوبارہ ایکریمیا کال کی تھی۔ کرنل کاسٹر کے کہنے کے مطابق ایکریمی صدر سائی گان آئی لینڈ میں گئے ہوئے تھے۔ انہیں پریذیڈنٹ ہاؤس سے نکلے ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ پھر ایکریمی صدر کی آواز میں اور اس قدر ٹاپ سیکرٹ موضوع پر بات کرنے والا علی عمران کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔ دنیا میں وہی ایک ایسا انسان تھا جو دوسروں کی آواز کی نقل

...نے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔

عمران نے ایکریمی صدر بن کر جس طرح اس سے ٹاپ میزائل اور سپیشل ڈیل کے متعلق باتیں کی تھیں اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا راز لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ عمران نہ صرف ٹاپ میزائلز کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے بلکہ اسے اس بات کی بھی خبر ہے کہ کافرستان، اسرائیل اور ایکریمیا کے مابین سپیشل ڈیل کیا ہوئی تھی۔ اس نے شاید کافرستانی وزیراعظم سے اس ٹاپ سیکرٹ کی تصدیق کے لئے اس قدر طویل گفتگو کی تھی مگر حیرت کی بات تو یہ تھی کہ عمران کو اس ٹاپ سیکرٹ کے بارے میں علم کیسے ہو گیا۔ کافرستانی وزیراعظم مسلسل پریشانی کے عالم میں سوچے چلے جا رہا تھا۔

اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونک کر سوچ کے عمیق سمندر سے باہر آ گیا۔

"یس"۔ وزیراعظم نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سر، کرنل راکیش لائن پر ہیں۔ بات کیجئے"۔ دوسری طرف سے کرنل شیکھر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ پھر کلک کی آواز کے ساتھ فون ڈائریکٹ ہو گیا۔

"کرنل راکیش سپیکنگ سر"۔ دوسری طرف سے کرنل راکیش کی سرد مگر انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل راکیش۔ فوراً میرے پاس پہنچو۔ مجھے تم سے انتہائی ایمرجنسی بات کرنی ہے"۔ وزیراعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر، اوکے سر۔ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔ دوسری طرف سے کرنل راکیش نے کہا۔

"ایک گھنٹہ، اوہ نہیں۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ دس منٹ دے سکتا ہوں۔ دس منٹ کے اندر تمہیں میرے پاس ہونا چاہئے"۔ وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا۔

"دس منٹ، اوہ نہیں سر۔ میں اس وقت کاسان میں ہوں۔ تیز ترین ہیلی کاپٹر میں بھی اگر میں آؤں گا تو مجھے آدھا گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا"۔ دوسری طرف سے کرنل راکیش نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے آدھا گھنٹہ ہی سہی مگر آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں"۔ وزیراعظم نے سر جھٹک کر کہا اور دوسری طرف سے کرنل راکیش کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک چھریرے جسم کا مالک نوجوان کرنل راکیش اس کے سامنے تھا۔ کرنل راکیش کا چہرہ کافی بڑا تھا۔ آنکھیں چھوٹی چھوٹی مگر ان میں ذہانت کی تیز چمک تھی۔ وہ شکل و صورت سے ہی انتہائی سخت گیر اور سفاک نظر آرہا تھا۔ اس کی سنجیدگی بتا رہی تھی جیسے اس نے زندگی میں کبھی مسکرانا سیکھا ہی نہ ہو۔

"فرمایئے جناب"۔ کرنل راکیش نے وزیراعظم کو سوچ، الجھن، پریشانی اور گھبراہٹ میں مبتلا دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔ تو وزیراعظم چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کرنل راکیش، انجانے میں مجھ سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ ایسی غلطی جس کا تذکرہ میں سوائے تمہارے اور کسی سے نہیں کر سکتا۔ مجھے تم پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے"۔ وزیراعظم نے چند لمحوں کے توقف کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے اعتماد اور بھروسے کو کبھی ٹھیس نہیں لگنے دوں گا سر۔ فرمایئے"۔ کرنل راکیش نے کسی رد عمل کا اظہار کئے بغیر نہایت سنجیدگی سے کہا۔

وزیراعظم نے ایک اور طویل سانس لی اور پھر اس نے کرنل راکیش کو ٹاپ میزائل، ایکریمیا اور اسرائیل سے سپیشل ڈیل اور سائی گان سے پاکیشیا کو ٹارگٹ بنانے کی تمام تفصیل بتا دی۔ پھر اس نے ایکریمی صدر کے دھوکے میں علی عمران سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بھی کرنل راکیش کو سب کچھ بتا دیا۔

"علی عمران بے حد خطرناک، ذہین اور چالاک ترین انسان ہے۔ میں نے کافی سوچ بچار کے بعد یہی اندازہ لگایا ہے کہ علی عمران کو ٹاپ میزائل، ہماری ایکریمیا اور اسرائیل سے سپیشل ڈیل اور ہمارے منصوبے کی بھنک کسی طرح پہلے سے ہی مل چکی تھی۔ وہ شاید ہمارے آپریشنل سپاٹ سے بے خبر تھا۔ اس نے جس طرح گول مول انداز میں مجھ سے باتیں کی تھیں اور میں نے اسے آپریشنل سپاٹ سائی گان آئی لینڈ کے بارے میں بتایا تھا اس نے مزید باتیں کئے بغیر فوری طور پر رابطہ منقطع کر دیا تھا۔ علی عمران شاید آپریشنل سپاٹ

کے بارے میں نہیں جانتا تھا مگر اب میری غلطی کی وجہ سے وہ سائی گان آئی لینڈ کے بارے میں بھی جان چکا ہے۔ اب علی عمران کافرستان تو نہیں آئے گا مگر وہ ہمارے مشن کو سبوتاژ کرنے کے لئے آندھی و طوفان کی طرح سائی گان آئی لینڈ جا پہنچے گا۔ سائی گان آئی لینڈ پر نہ صرف ہمارے مایہ ناز سائنسدان پروفیسر راٹھور موجود ہیں بلکہ وہ ٹاپ میزائلوں کے ساتھ کافرستان کے دوسرے کئی نامور سائنسدانوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ سائی گان آئی لینڈ پر ایکریمیا کی خفیہ سائنسی لیبارٹری موجود ہے۔ جہاں ان کے بھی نامور سائنسدان اپنے میزائلوں کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی سائی گان آئی لینڈ پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں کارروائی کی تو نہ صرف ہمارے سائنسدان ختم ہو جائیں گے بلکہ ایکریمیا کو بھی ہماری وجہ سے بے حد نقصان پہنچنے کا احتمال ہو سکتا ہے۔ ایکریمیا کو اس بات کی خبر ملی کہ عمران اور اس کے ساتھی ہماری وجہ سے سائی گان آئی لینڈ پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے تو ان کے ساتھ ہمارے جو خفیہ تعلقات ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے ہم نجانے کن کن مشکلات اور بحرانوں کا شکار ہو جائیں"۔ وزیراعظم نے کہا۔

" تو آپ کیا چاہتے ہیں"۔ کرنل راکیش نے ساری تفصیل سن کر اپنی عادت کے مطابق بغیر کسی رد عمل کا اظہار کئے سنجیدگی سے کہا۔

" میں چاہتا ہوں کہ علی عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح

سائی گان آئی لینڈ تک نہ پہنچنے پائیں"۔ وزیراعظم نے کہا۔

" ان کو ان کے ارادوں سے روکنے کے لئے کیا ہمیں پاکیشیا جانا پڑے گا"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

" اس کا فیصلہ میں آپ پر اور آپ کی ریڈ سٹارز ایجنسی پر چھوڑتا ہوں۔ آپ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو چاہے پاکیشیا میں ٹریپ کریں یا کہیں اور۔ بس ہر صورت میں ان کی ہلاکت ہونی چاہئے"۔ وزیراعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اوکے، آپ بے فکر ہو جائیں سر۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی صورت میں ہمارے ہاتھوں زندہ نہیں بچ سکے گی۔ اول تو ہم انہیں پاکیشیا سے ہی نہ نکلنے دیں گے لیکن اگر وہ پاکیشیا میں نہ ہوئے تو پھر بھی ہم ان کا کھوج نکال لیں گے۔ وہ کبھی سائی گان آئی لینڈ تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے"۔ کرنل راکیش نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسے وعدہ کرتے دیکھ کر وزیراعظم کے چہرے پر سکون آگیا۔ وہ جانتا تھا کہ کرنل راکیش ایک بار جو وعدہ کر لے اسے ہر صورت میں پورا کرتا ہے۔ چاہے اس کے لئے اسے اپنی جان تک کی بھی بازی کیوں نہ لگانی پڑے۔

" گڈ، مجھے آپ کی صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے کرنل راکیش۔ میں ملک کی عزت اور اس کی بقاء آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اور آپ کی ریڈ سٹارز ایجنسی مجھے اور ملک کو مایوس نہیں کرے گی۔ آپ ذاتی طور پر فیصلہ کر لیں کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔ پھر

مجھ سے بات کر لیجئے گا۔ آپ کو اس سلسلے میں جس چیز کی ضرورت ہو گی اس کی ذمہ داری میری ہو گی۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اجازت دیں۔ ایک گھنٹے بعد میں آپ سے پھر بات کروں گا"۔ کرنل راکیش نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وزیراعظم نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر کرنل راکیش وہاں سے چلا گیا۔

"علی عمران۔ تمہارے ملک پاکیشیا کا انجام سو ہو گا وہ ہو گا مگر اس سے پہلے تمہارا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیا حشر ہو گا اس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ تم عفریت ہو تو کرنل راکیش تم سے بڑا عفریت ہے۔ تم جس قدر مرضی، چالاک، خطرناک اور ذہین ہو مگر کرنل راکیش کے سامنے تمہاری ساری چالاکی، ہوشیاری اور ذہانت ماند پڑ جائے گی۔ تمہاری اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کرنل راکیش اور ریڈ سٹارز ایجنسی کے ہاتھوں سے ہو گی۔ اس طوفان کو روکنا تمہارے لئے ناممکن ہے قطعی ناممکن"۔ کرنل راکیش کے جاتے ہی وزیراعظم نے زہریلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خیالوں ہی خیالوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے سر کرنل راکیش اور ریڈ سٹارز ایجنسی کے ممبروں کے ہاتھوں کٹتے دیکھ رہا ہو۔

دانش منزل کی میٹنگ ہال میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز موجود تھے۔ ان سب کو عمران کی ہدایات پر بلیک زیرو نے کال کر کے لایا تھا۔

عمران کے چہرے پر بدستور سنجیدگی طاری تھی۔ وہ کافرستانی وزیراعظم سے بات کر کے کئی گھنٹے مصروف رہا تھا۔ پھر اس نے بلیک زیرو سے کہا کہ وہ ممبرز کو کال کرے۔ تقریباً آدھے گھنٹے میں جولیا سمیت تمام ممبرز میٹنگ ہال میں پہنچ گئے تھے۔

"کیا سوچ رہے ہیں عمران صاحب"۔ عمران کو مسلسل سوچوں میں گم دیکھ کر بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ کچھ نہیں۔ کیا سب ممبرز پہنچ گئے ہیں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں، سب لوگ آچکے ہیں"۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"انہیں چیک کرو اور مائیک آن کر کے مجھے دے دو"۔ عمران نے کہا۔ بلیک زیرو نے چیکنگ کی اور پھر مائیک آن کر کے عمران کو دے دیا۔ ساتھ ہی اس نے ایک مشین کے مختلف بٹن پریس کئے تو سامنے دیوار پر ایک پردے نما سکرین پر میٹنگ ہال میں موجود تمام ممبرز دکھائی دینے لگے۔

"ہیلو ممبرز"۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص کرخت اور انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس چیف"۔ جولیا کی آواز کمرے میں سنائی دی۔

"آج میں نے یہاں آپ لوگوں کو ایک خصوصی مشن پر بھیجنے کے لئے بلایا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا آپ ہمیں اس مشن کی تفصیلات بتائیں گے چیف"۔ جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کافرستان نے ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر پاکیشیا کے خلاف انتہائی گھناؤنی سازش کرنے کی جرأت کی ہے۔ اس بار انہوں نے پاکیشیا کے کروڑوں انسانوں کو ہلاک کرنے کا انتہائی بھیانک اور خوفناک منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے ایک ایسا میزائل تیار کیا ہے جس میں ایک ایسی خاص قسم کی گیس استعمال ہوتی ہے جو نہ صرف چند لمحوں میں ہوا سے آکسیجن کو ختم کر دیتی ہے بلکہ انتہائی تیزی سے اور انتہائی دور تک پھیل جاتی ہے۔ اس میزائل کو انہوں نے ٹاپ میزائل کا نام دیا ہے جسے کوڈ میں ٹی ایم کہا جاتا ہے اور ٹی ایم میں جو

گیس استعمال کی جاتی ہے اس کو کوڈ نام ایکس او ایکس ہے۔ کافرستان نے ٹی ایم کو پاکیشیا پر فائر کر کے پاکیشیا کے کروڑوں انسانوں کو ہلاک کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔

ان ٹاپ میزائلوں میں ایسی خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے نہ ان میزائلوں کو کسی راڈار پر چیک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں راستے میں کسی اینٹی میزائل سے ہٹ کر کے روکا جا سکتا ہے۔ ٹاپ میزائل کی رینج بھی دنیا کے تقریباً تمام میزائلوں سے زیادہ ہے۔ یہ میزائل اپنا سفر پورا کر کے عین اس جگہ آ کر بلاسٹ ہوتے ہیں جہاں ان کو ٹارگٹ کے لئے فائر کیا ہوتا ہے۔ اگر پاکیشیا پر کافرستان گنتی کے صرف چار میزائل بھی فائر کر دے تو اس سے ہی پاکیشیا کے کروڑوں انسان چند گھنٹوں میں لقمہ اجل بن سکتے ہیں۔ خواہ وہ مصنوعی آکسیجن کے لئے زمین کی تہوں میں ہی کیوں نہ چھپے ہوں۔

کافرستان نے ٹاپ میزائلوں کو مکمل کرنے کے لئے ایکریمیا اور اسرائیل سے ایک سپیشل ڈیل کی تھی۔ میزائلوں میں موجود ایکس او ایکس گیس کا کیمیکل اسرائیل کا مہیا کردہ ہے جبکہ میزائلوں کو ٹارگٹ تک پہنچانے اور انہیں راڈار پر نظر نہ آنے کے لئے پرزے جنہیں کوڈ میں بلیک پیٹل کہا جاتا ہے ایکریمیا نے کافرستان کو سپلائی کئے تھے۔ اس کے علاوہ ایکریمیا نے کافرستان کو پاکیشیا کے کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کی منظوری بھی دے دی ہے۔ تینوں ملک عالمی سطح پر پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے ظاہر نہ ہوں اس لئے ایکریمیا نے

کافرستان کو ٹاپ میزائل پاکیشیا پر فائر کرنے کے لئے ایک آپریشنل
سپاٹ بھی مہیا کیا ہے۔ ٹاپ میزائلوں کا آپریشنل سپاٹ بحر اوقیانوس
کے ایک انتہائی خطرناک اور انتہائی دور ایک ایسے جزیرے کو بنایا گیا
ہے جسے سائی گان آئی لینڈ کہا جاتا ہے۔ سائی گان آئی لینڈ گو پاکیشیا
سے ہزاروں کلومیٹر دور ہے مگر اس دوری سے بھی ٹاپ میزائلوں سے
پاکیشیا کو نہایت آسانی کے ساتھ ٹارگٹ بنایا جا سکتا ہے۔ سائی گان
آئی لینڈ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آئی لینڈ انتہائی خطرناک
ہیں۔ اس آئی لینڈ پر نہ صرف ہر وقت دھند کے بادل چھائے رہتے ہیں
بلکہ اس آئی لینڈ پر اونچی اونچی پہاڑیاں، گھنے جنگلات، گہری کھائیاں
اور انتہائی خوفناک دلدلیں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ ان جنگلات میں
خوفناک درندوں کے علاوہ ایک خاص نسل کا سانپ بھی بکثرت پایا
جاتا ہے جسے کائی لون کہا جاتا ہے۔ کائی لون سانپ گو بے حد چھوٹا
ہوتا ہے مگر اس کے زہر میں اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی
ہاتھی یا گینڈے کو بھی کاٹ لے تو وہ ایک لمحے میں موم کی طرح
پگھل جاتا ہے۔

اس قدر خوفناک اور خطرات سے پر آئی لینڈ پر ایکریمیا کا ہولڈ ہے۔
میری اطلاعات کے مطابق اس آئی لینڈ پر ایکریمیا کی ایس ایس نامی
ایک سائنسی لیبارٹری کام کر رہی ہے جو اس جزیرے میں زمین دوز
بنائی گئی ہے۔ اس لیبارٹری میں لانچرز بھی موجود ہیں جہاں سے ٹاپ
میزائلز کو فائر کیا جا سکتا ہے۔

میں نے اس ڈیل کی اطلاع ملتے ہی فارن ایجنسی کو متحرک کر دیا
تھا۔ ان کی اطلاعات کے مطابق کافرستان سے دو ٹاپ میزائل الگ
الگ پارٹس میں سائی گان آئی لینڈ پہنچا دیئے گئے ہیں۔ ٹاپ میزائل
کے اصل موجد کا نام پروفیسر راٹھور ہے۔ جو پہلے ہی اپنے چند
سائنسدانوں کے ساتھ سائی گان آئی لینڈ پہنچ چکا ہے۔ ابھی مزید دو
ٹاپ میزائل سائی گان آئی لینڈ پہنچانے باقی ہیں۔

آپ سب کو فوری طور پر اور انتہائی تیز ایکشن کرتے ہوئے سائی
گان آئی لینڈ پہنچنا ہے۔ آپ نہ صرف ایکریمیا کی اس سائنسی لیبارٹری
کو تباہ کریں گے بلکہ ان تمام سائنسدانوں اور ان لوگوں کو ہلاک
کریں گے جو وہاں موجود ہیں۔ سائی گان آئی لینڈ پر قدم قدم پر موت
ہے۔ اس کے علاوہ وہاں ایکریمیا کی انتہائی درندہ صفت اور خوفناک
ایجنسی موجود ہے جس کا نام ہاٹ سٹون ہے۔ اس ایجنسی کے تمام
افراد انتہائی ظالم، بے رحم، سفاک اور درندہ صفت ہیں جو انسانوں کو
حقیر کیڑے مکوڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے۔ ہاٹ سٹون کا چیف
کرنل ڈیگارٹو ہے جو جلادوں کا جلاد ہے۔ ہو سکتا ہے سائی گان مشن
آپ سب کی زندگیوں کا آخری مشن ہو۔ اس مشن میں موت کا سایہ ہر
لمحہ آپ کے سر پر منڈلاتا رہے گا۔ سائی گان آئی لینڈ تک پہنچنے کے لئے
بھی آپ کو شدید مشکلات سے گزرنا پڑے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ
کافرستانی ایجنٹ آپ کو سائی گان پہنچنے سے پہلے ہی ٹریپ کرنے کی
کوشش کریں۔ بہرحال اس مشن میں قدم قدم پر آپ کو موت کا

سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسی صورت میں کسی ایک کا بھی زندہ بچ کر واپس آنا مشکل ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ میں سے اگر کوئی اس مشن سے ڈراپ ہونا چاہے تو وہ ڈراپ ہو سکتا ہے"۔ عمران یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا اور سکرین پر غور سے ممبروں کے چہرے دیکھنے لگا۔

پاکیشیا کے خلاف کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل کے اس قدر گھناؤنے اور خوفناک منصوبے کے بارے میں سن کر تمام ممبروں کے چہرے غصے سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گئے تھے۔

"چیف، ہم سب اس مشن پر جانے کے لئے تیار ہیں۔ آنے والی موت کو تو بہرحال ہم روک نہیں سکتے لیکن ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ مرنے سے پہلے ہم سائی گان آئی لینڈ کو ہر حال میں تباہ و برباد کر دیں گے۔ اس کے لئے چاہے ہمیں اپنے جسموں پر بم باندھ کر ہی کیوں نہ سائی گان آئی لینڈ پر جانا پڑے"۔ جولیا نے جذباتی لہجے میں اور جوش بھرے انداز میں کہا۔ اس کے جواب پر سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے تھے جیسے جولیا نے ان سب کے دلوں کی بات کہہ دی ہو۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ سب اس بلائنڈ مشن پر جانے کے لئے نہ صرف تیار تھے بلکہ اپنی جانیں تک لڑا دینے کا عزم رکھتے تھے۔

"گڈ، مجھے تم سب سے اسی جواب کی توقع تھی۔ سائی گان آئی لینڈ کی تباہی سے نہ صرف کافرستان کو زبردست دھچکا لگے گا کیونکہ اس کے کئی نامور سائنسدان ہلاک ہو جائیں گے بلکہ ان کا پاکیشیا کو تباہ

کرنے کا خواب بھی ملیامیٹ ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اس آئی لینڈ میں موجود ایکریمیا کی سائنسی لیبارٹری کے ساتھ ساتھ اس کے لئے بھی کئی بڑے سائنسدان ہلاک ہو جائیں گے جن میں لامحالہ اسرائیلی سائنسدان بھی موجود ہوں گے۔ اس آئی لینڈ کی تباہی سے ان تینوں ملکوں کو اس قدر شدید نقصان پہنچے گا کہ وہ برسوں تک اپنے زخم چاٹتے رہ جائیں گے"۔ عمران نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا چیف۔ ہم پاکیشیا کے تحفظ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے"۔ تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا تو عمران اور بلیک زیرو اس کا جوش دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیئے۔ یہ تیز رفتار اور ڈائریکٹ مشن تنویر جیسے انسان کے معیار کے مطابق تھا اس لئے ان سب سے زیادہ جوش میں وہ نظر آ رہا تھا۔

"میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں تنویر۔ تم سب کو سائی گان آئی لینڈ پر انتہائی فاسٹ اور ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے"۔ عمران نے کہا اور اپنی تعریف سن کر تنویر کا سینہ کئی انچ پھول گیا۔

"چیف، کیا یہ خالصتاً سیکرٹ سروس کا مشن ہے"۔ جولیا کے اشارے پر صفدر نے کہا تو عمران معنی خیز نظروں سے بلیک زیرو کی جانب دیکھنے لگا جو جولیا کو اشارہ کرتے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

"ہاں، یہ خالصتاً سیکرٹ سروس کا مشن ہے مگر تم بے فکر رہو۔ عمران اس مشن میں تمہارے ساتھ ہو گا۔ وہی اس مشن کو لیڈ کرے

گا"۔ عمران نے کہا تو تنویر کے سوا سب ممبروں کے چہروں پر رونق آ گئی خاص طور پر جولیا کے چہرے پر بے پناہ اطمینان ابھر آیا تھا۔ جیسے عمران کے اس مشن پر ساتھ جانے کا سن کر اسے بے حد خوشی ہوئی ہو۔ جبکہ عمران کا لیڈر بننے کا سن کر تنویر حسب عادت برے برے منہ بنا رہا تھا۔

" تم لوگوں کو عمران کے احکامات پر پوری طرح سے عمل کرنا ہو گا۔ اس کے حکم کے خلاف چلنے والوں کو میں کسی بھی صورت میں معاف نہیں کروں گا"۔ عمران نے تنویر کو منہ بناتے دیکھ کر کہا۔

" آپ بے فکر رہیں چیف۔ ہم میں سے کوئی بھی عمران کا حکم ماننے سے انکار نہیں کرے گا"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ لوگ اب جا سکتے ہیں۔ عمران کی کال کا انتظار کریں وہ کسی بھی لمحے آپ کو کال کر سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" چیف"۔ اچانک جولیا نے کہا تو سب ممبرز چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایکسٹو سے کچھ پوچھنا چاہتی ہو۔

" یس جولیا"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" چیف آپ نے بتایا ہے کہ کافرستان نے پاکیشیا پر چار ٹاپ میزائل فائر کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلے میں کافرستانی سائنسدان اور دو ٹاپ میزائل سائی گان آئی لینڈ پہنچا دیئے گئے ہیں۔ جبکہ مزید دو میزائل وہاں ابھی پہنچائے جانے ہیں۔ کیا کافرستان نے

صرف یہی چار میزائل بنائے ہیں۔ اگر ہم سائی گان آئی لینڈ جا کر ان چاروں ٹاپ میزائلوں کو تباہ کر دیتے ہیں تو کیا کافرستان ایسے اور میزائل بنا کر پاکیشیا کو اپنا نشانہ نہیں بنائے گا"۔ جولیا نے کہا۔

" ان میزائلوں کا موجد پروفیسر راٹھور ہے جس نے فی الحال چار ہی میزائلوں پر کام کیا ہے۔ پاکیشیا کو نشانہ بنانے کے لئے وہ خود بھی سائی گان آئی لینڈ میں موجود ہے۔ اگر اسے ہلاک کر دیا جائے تو کافرستان آئندہ کئی برسوں تک ٹاپ میزائلوں پر کام نہیں کر سکے گا"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" لیکن چیف ٹاپ میزائل کا فارمولا تو کافرستان کے پاس ہے وہ جلد یا بدیر پھر ان میزائلوں پر کام کر سکتے ہیں"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

" نہیں پروفیسر راٹھور کو میں اچھی طرح جانتا ہوں وہ فارمولا کبھی تحریر نہیں کرتا۔ اس کا ذہن بے حد تیز ہے وہ ٹاپ میزائل کا فارمولا حکومت کے حوالے تب کرے گا جب وہ اپنے چاروں میزائل پاکیشیا پر داغ دے گا"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" لیکن چیف آپ نے خود ہی تو بتایا ہے کہ کافرستان نے ٹاپ میزائلوں کی مکمل تیاری کے لئے ایکریمیا سے بلیک میٹنل پرزے اور اسرائیل سے ایکس او ایکس نامی گیس حاصل کرنے کے لئے ان سے سپیشل ڈیل کی تھی۔ اس ڈیل میں کافرستان نے ٹاپ میزائل کا فارمولا ایکریمیا اور اسرائیل کو دیا تھا۔ کافرستان کی طرح ایکریمیا اور

خاص طور پر اسرائیل بھی تو پاکیشیا کی تباہی و بربادی کا خواہاں ہے۔
کیا وہ پاکیشیا پر ان میزائلوں سے حملہ نہیں کریں گے"۔ صفدر نے
کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کافرستان ایک خود غرض اور انتہائی مکار
ملک ہے۔ کافرستانی وزیراعظم نے بلیک پیٹل پرزے اور ایکس او
ایکس حاصل کرنے کے لئے یقیناً ٹاپ میزائل کا فارمولا ان کے
حوالے کیا ہے۔ لیکن اس نے ٹاپ میزائل کا مکمل فارمولا کسی بھی
صورت میں ان کے حوالے نہیں کیا ہوگا۔ اس نے یقینی طور پر اس
فارمولے میں اہم تبدیلیاں کی ہوں گی تاکہ ایکریمیا اور اسرائیل مکمل
طور پر اس میزائل کو تیار کر کے اس سے سبقت نہ لے جائیں۔
کافرستان بھی ایکریمیا کی طرح پوری دنیا پر اجارہ داری قائم کرنا چاہتا
ہے۔ ایسا تب ہی ممکن ہے جب ٹاپ میزائل پر کافرستان کا مکمل
کنٹرول رہے"۔ عمران نے انہیں پوری تفصیل سے سمجھاتے ہوئے
کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ٹارگٹ اس وقت صرف اور صرف
سائی گان آئی لینڈ ہے۔ کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل اس دوران
جب ہم مشن پر ہوں گے کیا پاکیشیا کے لئے نقصان کا باعث نہیں
بنیں گے"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ہو سکتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ میں نے ایکریمیا اور
اسرائیل میں فارن ایجنٹوں کو الرٹ کر دیا ہے اور ان کی ڈیوٹیاں لگا

ی ہیں کہ وہ جیسے بھی ممکن ہو ایکریمیا اور اسرائیل سے کافرستان کا
بیا کر دہ فارمولا حاصل کر کے انہیں تلف کر دیں۔ مجھے یقین ہے کہ
.. لوگ بھی آپ کی طرح اپنے فرض کے لئے اپنی جانیں لڑا دیں
گے"۔ عمران نے کہا۔

"انشاء اللہ"۔ سیکرٹ سروس کے ارکان کے منہ سے ایک ساتھ
نکلا۔

"اور کوئی سوال"۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔

"نو سر۔ تھینک یو"۔ جولیا نے کہا۔

"اوکے وش یو گڈ لک"۔ عمران نے کہا اور مائیک آف کر دیا۔

"سیکرٹ سروس کے ممبرز بے حد ذہین ہیں۔ انہوں نے واقعی بے
حد اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"دانش منزل میں آ کر ان کی بیٹریاں بھی ری چارج ہو جاتی ہیں۔
اسی لئے ان میں ذہانت کا عنصر عود کر آتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک
زیرو ہنس پڑا۔

"آپ جب سے دانش منزل میں آئے ہیں میں نے آپ کی بیٹریاں
تو ری چارج ہوتے نہیں دیکھیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"یہ بات تم نے میری سنجیدگی دیکھ کر کہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں، حالانکہ سنجیدگی اور آپ دو متضاد چیزیں ہیں۔ میں نے آپ

کو مشکل سے مشکل حالات میں بھی مسکراتے دیکھا ہے مگر اس وقت"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" حالات بے حد خوفناک اور نازک ہیں بلیک زیرو۔ ان حالات میں میرا سنجیدہ ہونا فطری بات ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں خیر یہ تو ہے"۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔

" ویسے بھی سنجیدگی اور میں واقعی متضاد ہیں۔ سنجیدگی مؤنث ہے اور میں حلقہ بگوشوں میں مؤنث کا درجہ نہیں رکھتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" حلقہ بگوشوں کی بھی آپ نے خوب کہی ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کی نظروں میں آپ واقعی ایکسٹو کے حلقہ بگوش ہیں مگر آپ کی حقیقت کیا ہے یہ ان کو کیا معلوم"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر میری اصلیت ان پر ظاہر ہو جائے تو وہ سب مجھے جوتے مار مار کر گنجا کر دیں گے جن میں تنویر پیش پیش ہو گا۔ وہ یہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ اس کا چیف احمقوں کا سردار بلکہ احمق اعظم ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" اچھا عمران صاحب، یہ بتائیں کہ آپ نے سائی گان آئی لینڈ جانے کا کیا پروگرام بنایا ہے"۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" بحر اوقیانوس کے وسطی حصے میں جہاں یہ آئی لینڈ موجود ہے اس کے اردگرد سینکڑوں کلومیٹر تک کوئی دوسرا جزیرہ موجود نہیں ہے۔ نقشے کے مطابق سائی گان آئی لینڈ کے نزدیک ترین مگوڈیا نامی ایک چھوٹا سا ملک ہے جو ایک جزیرے پر ہے۔ یہ نزدیک ترین جزیرہ بھی سائی گان آئی لینڈ سے دو ہزار کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ مگوڈیا ایک مسلمان ملک ہے جس سے اگر حکومتی سطح پر بات کی جائے تو وہاں ہماری امداد کا سامان مہیا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ہمارا سارا سفر ظاہر ہے سمندری ہی ہو گا۔ سمندر میں جو حالات پیش آئیں گے وہ دیکھے جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

" تو کیا آپ اس سلسلے میں صدر صاحب سے بات کریں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، یہ ضروری ہے"۔ عمران نے سرہلا کر کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ صدر صاحب سے بات کریں تب تک میں آپ کی فراہم کردہ لسٹ کے سامان کا بندوبست کر لیتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

کرنل راکیش اپنے جہازی سائز کے کمرے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک اونچی نشست والی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک ضخیم فائل موجود تھی جسے وہ انتہائی انہماک سے پڑھنے میں مصروف تھا۔

یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے متعلق تھی جس میں علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی، ان کے کام کرنے کے انداز اور ان کے کارناموں کا تفصیل سے ذکر تھا۔ یہ فائل خاص طور پر وزیراعظم نے کرنل راکیش کو بھجوائی تھی تاکہ وہ پوری طرح علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جان لے اور پھر وہ ان کے خلاف کوئی قدم اٹھائے ۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارناموں کی تفصیل پڑھتے ہوئے وہ عجیب اور برے برے سے منہ بنارہا تھا۔

اسی لمحے میز کے کنارے پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل راکیش کے چہرے پر ناخوشگوار سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"ہیلو، کرنل راکیش سپیکنگ"۔ کرنل راکیش نے رسیور اٹھا کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس، ساونت بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سے نائن تھری کی کال ہے۔ وہ آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتا ہے"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"نائن تھری۔ تمہارا مطلب رگوناتھ سے ہے۔ جو پاکیشیا میں فارن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے"۔ کرنل راکیش نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں، اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس کوئی اہم اطلاع ہے جو وہ براہ راست آپ تک پہنچانا چاہتا ہے"۔ دوسری طرف سے ساونت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے میں نے ہی اسے ہدایات دی تھیں کہ وہ مجھ سے براہ راست بات کرے۔ ملاؤ اس سے"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

"بہتر جناب"۔ ساونت نے کہا۔ اس کے چند لمحوں بعد ہلکی سی ٹک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک منحنی سی آواز سنائی دی۔

"نائن تھری بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بولو نائن تھری۔ کیا رپورٹ ہے"۔ کرنل راکیش نے اپنے

مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

" باس تمام انتظامات مکمل ہیں۔ آپ بے فکر ہو کر یہاں ' جائیں"۔ دوسری طرف سے نائن تھری نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ مؤدب پن تھا۔

" ان لوگوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ کیا وہ ابھی پاکیشیا میں ہی ہیں"۔ کرنل راکیش نے پوچھا۔

" یس باس۔ ان کا ایک آدمی میری نظروں میں ہے۔ وہ لوگ ابھی پاکیشیا میں ہی ہیں۔ اگر انہیں کہیں جانا ہوگا تو وہ اس آدمی کو اپنے ساتھ ضرور لے جائیں گے"۔ دوسری طرف سے نائن تھری نے کہا۔

" اوہ، وہ آدمی کون ہے اور تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو"۔ کرنل راکیش نے چونک کر پوچھا۔

" اس کا نام جوزف ہے باس۔ جوزف علی عمران کا خاص آدمی ہے جسے علی عمران عموماً اپنے ساتھ باڈی گارڈ کے طور پر رکھتا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران جب بھی کسی خاص مہم پر نکلتے ہیں تو وہ جوزف کو اپنے ساتھ لازماً لے جاتے ہیں۔ خاص طور پر ان مہمات میں جہاں انہیں کسی طویل اور جنگل ٹائپ کے علاقوں میں جانا ہوتا ہے"۔ نائن تھری نے کہا۔

" تم جوزف کے بارے میں یہ سب کیسے جانتے ہو"۔ کرنل راکیش نے پوچھا۔

"جوزف پہلے حد سے زیادہ شراب نوش تھا اور پرانی اور خاص طور

پر ایکی ٹام نامی شراب کے لئے جو نایاب سمجھی جاتی ہے کو پینے کے لئے میری بار میں آیا کرتا تھا۔ وہ اس شراب کے لئے بھاری سے بھاری رقم خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔ وہ ایک وقت میں دس دس بوتلیں چڑھا جاتا تھا۔ ایک بار میرا اس کے ساتھ ایکی ٹام شراب پینے کا مقابلہ بھی ہوا تھا جو اس نے بیس بوتلیں پی کر مجھ سے جیت لیا تھا۔ میں سترہ بوتلوں کے بعد آؤٹ ہو گیا تھا۔

جوزف کے کہنے کے مطابق ایکی ٹام جیسی تیز اور خطرناک شراب کی سترہ بوتلیں پی جانا میرا ہی کام تھا ورنہ بڑے سے بڑا شرابی ایکی ٹام کی پانچ بوتلیں بھی نہیں پی سکتا تھا۔ اس وجہ سے اس نے میرے ساتھ دوستی کر لی تھی۔ وہ جب بھی بار میں آتا مجھ سے ضرور ملتا تھا۔ وہ اکثر اپنے جنگل کے حوالے سے مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ اس کے قد کاٹھ اس کے ڈیل ڈول اور اس کی طاقت اور اس کی بہادری کا میں پہلے ہی سے قائل تھا پھر ایک روز اس نے مجھے بتایا کہ وہ یہاں علی عمران کا ساتھی ہے تو میں چونک پڑا۔ میرے کریدنے پر اس نے مجھے بتایا کہ علی عمران وہی ہے جو مجرموں اور دشمن ملک ایجنٹوں کے لئے عفریت بنا ہوا ہے۔ تب میں نے اسے اور زیادہ وقت دینا شروع کر دیا۔ میں نے آخر کار چالاکی اور عیاری سے کام لے کر اسے اس حد تک اعتماد میں لے لیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں اور کبھی کبھی اپنے کارناموں کی بھی تفصیل بتا دیتا تھا۔ اسی نے کہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جب بھی کسی جنگل یا ویران علاقوں میں مہم سر کرنے جاتے ہیں تو وہ

اسے ضرور ساتھ لے جاتے ہیں۔

پھر شاید اس نے شراب پینی چھوڑ دی تھی کیونکہ اس نے بار ا
آنا بند کر دیا تھا مگر میں نے اس کی نگرانی کر کے اس کی رہائش گاہ د
رکھی تھی اس لئے میں ایک روز اس کے پاس چلا گیا۔ وہ اپنی رہائش
کے باہر گیٹ پر کھڑا تھا۔ میں نے وہاں سے گزرتے ہوئے اسے دیکھ
کر رک جانے کا بہانہ بنایا تھا۔ وہ بہرحال مجھے دیکھ کر خوش ہو گیا تھا
پھر وہ مجھے اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں لے گیا جو اس کے لئے
مخصوص تھا جبکہ عمارت جس کا نام رانا ہاؤس تھا جہازی سائز کی او
بے حد بڑی تھی۔

جوزف نے مجھے بتایا کہ اس نے اپنے باس کے کہنے پر شراب پینا
چھوڑ دی ہے اس لئے وہ بار میں نہیں آتا تھا۔ جس پر میں بے حد حیران
ہوا تھا۔ جوزف جیسے انسان کا اس طرح شراب چھوڑ دینا میرے لئے
واقعی حیرت کی بات تھی کیونکہ جو انسان پانی کی طرح شراب پیتا ہو وہ
یکدم شراب پینا چھوڑ دے اور پھر اس طرح اپنے قدموں پر کھڑا رہنا نا
ناممکن سی بات تھی مگر جوزف بالکل ویسا ہی تھا جیسے پہلے تھا۔ اچانک
شراب چھوڑ دینے کی وجہ سے اس کے وجود پر کوئی برا اثر نہیں پڑا تھا
بہرحال میں اور جوزف چونکہ دوست بن چکے تھے اس لئے کبھی کبھی
جوزف یونہی بار میں میرے پاس چلا آتا تھا اور کبھی میں اس کی رہائش
گاہ پر چلا جاتا تھا۔ میں نے کبھی اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ میں
اصل میں علی عمران کی وجہ سے اس کی نگرانی کرتا رہتا ہوں۔

آپ نے جب مجھ سے بات کی اور مجھے صورتحال کے بارے میں
بتایا تو میں سیدھا اسی جوزف کے پاس گیا تھا۔ دو گھنٹے اس سے بات
چیت کے بعد میں نے یہی نتیجہ نکالا کہ عمران اور اس کے ساتھی ابھی
پاکیشیا میں ہی موجود ہیں۔ وہ اگر کسی مہم پر روانہ ہوئے تو لامحالہ
جوزف کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ بہرحال میں نے جوزف سے گلے
ملتے ہوئے اس کے کالر میں ایک مائیکرو فون لگا دیا ہے جس کا رسیور
میرے پاس ہے۔ میں جوزف کو مسلسل مانیٹر کر رہا ہوں۔ اس کی
ایک مرتبہ عمران سے بات ہوئی تھی۔ عمران نے اسے اگلے چوبیس
گھنٹوں تک تیار رہنے کا حکم دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ
کسی خاص مشن پر لے جانا چاہتا ہے"۔ دوسری طرف سے نائن تھری
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگلے چوبیس گھنٹے۔ ہونہہ، ٹھیک ہے۔ اگلے چوبیس گھنٹوں
تک وہ لوگ کسی مشن پر نہیں بلکہ سیدھے جہنم میں جائیں گے اور وہ
بھی میرے ہاتھوں"۔ کرنل راکیش نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے نائن تھری نے کہا۔

"نائن تھری، کیا تم اس جوزف پر ہاتھ ڈال سکتے ہو"۔ کرنل
راکیش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ کیوں نہیں"۔ نائن تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم اسے اٹھا کر کسی ایسی جگہ لے جاؤ جہاں میں اس
سے خود بات کر سکوں۔ اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر میں تمہارے

پاس ہوں گا"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

" او کے باس۔ میں جوزف کو پی ون میں لے جاتا ہوں۔ آپ کے یہاں پہنچنے تک میں اپنی کارروائی مکمل کر لوں گا"۔ نائن تھری نے کہا۔

" ٹھیک ہے"۔ کرنل راکیش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر ایک مسلح دربان نمودار ہوا۔

" یس باس"۔ دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ساونت کو بلاؤ"۔ کرنل راکیش نے کہا۔ دربان نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس مڑ گیا۔

تقریباً دو منٹ بعد کمرے میں ایک نوجوان داخل ہوا۔ اس نے باقاعدہ فوجی وردی پہن رکھی تھی۔

" یس باس"۔ آنے والے نوجوان نے اندر آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ساونت، میں فوراً پاکیشیا پہنچنا چاہتا ہوں۔ کیا تم نے تمام بندوبست کر لیا ہے"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

" یس باس، تمام انتظامات مکمل ہیں۔ آپ یہاں سے ناپال چلے جائیں۔ وہاں ہری چند آپ پر نہ صرف ایک پاکیشیائی کا میک اپ کر دے گا بلکہ اس کے پاس اس پاکیشیائی کے اوریجنل کاغذات بھی ہیں۔ اس پاکیشیائی کا نام صفدر علی ہے جو ناپال میں کسی بزنس ٹرپ

پر آیا تھا۔ اسے غائب کر دیا گیا ہے۔ اس کا قد کاٹھ چونکہ آپ کے مطابق ہے اس لئے آپ آسانی سے اس کی جگہ لے سکتے ہیں"۔ ساونت نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ کیا ناپال سے کوئی فلائٹ ڈائریکٹ پاکیشیا جاتی ہے"۔ کرنل راکیش نے پوچھا۔

" یس باس"۔ ساونت نے کہا۔

" او کے۔ تو پھر فوراً میرے لئے ایک طیارہ چارٹرڈ کراؤ۔ میں ابھی ناپال روانہ ہو جاتا ہوں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سائی گان آئی لینڈ مشن پر جانے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ اس لئے میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر پاکیشیا پہنچ کر ان کا بندوبست کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ وہ کسی بھی صورت میں پاکیشیا سے نہ نکل سکیں"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

" رائٹ باس"۔ ساونت نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور واپس مڑ گیا۔

اور پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد کرنل راکیش ناپال میں تھا۔ ناپال میں اس کے آدمیوں نے اسے ناپال کے ایک ہوٹل بلیک مون میں پہنچا دیا جہاں ہری چند نامی ایک آدمی نے نہ صرف اس کا میک اپ کر دیا بلکہ اسے اس پاکیشیائی بزنس مین صفدر علی کے تمام کاغذات بھی دے دیئے۔

کرنل راکیش نے بذات خود صفدر علی سے ملاقات کی تھی جسے

ان لوگوں نے ایک زیرزمین تہہ خانے میں قید کر رکھا تھا۔ صفدر علی کا قد کاٹھ واقعی کرنل راکیش جیسا تھا۔ کرنل راکیش نے اس سے زبردستی چند معلومات حاصل کیں اور پھر وہ پاکیشیا کے لئے روانہ ہو گیا۔ اگلے چار گھنٹوں بعد وہ پاکیشیا میں تھا۔ اصل کاغذات اور بہترین میک اپ کی وجہ سے اس کا پہچان لیا جانا ناممکنات میں سے تھا۔ وہ تمام مراحل بخوبی طے کرتا ہوا ایئرپورٹ سے باہر آگیا۔

نائن تھری جو ایک نوجوان اور نہایت ذہین ایجنٹ تھا کو اس کی پہچان اور آمد کے بارے میں پہلے سے ہی انفارم کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ اسے لینے ایئرپورٹ پر پہلے سے ہی موجود تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ نائن تھری کے ساتھ ایک کار میں بیٹھ دارالحکومت کی سڑکوں پر اڑا جا رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے ناں"۔ کرنل راکیش نے نائن تھری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس"۔ نائن تھری نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اور جوزف کا کیا کیا ہے تم نے"۔ کرنل راکیش نے پوچھا۔

"وہ میرے ہیڈ کوارٹر کے ڈارک روم میں پہنچ چکا ہے باس"۔ نائن تھری نے جواب دیا۔

"اوہ، تو تم نے یہاں ہیڈ کوارٹر اور ڈارک روم بھی بنا رکھا ہے۔ گڈ ویری گڈ۔ کہاں ہے تمہارا ہیڈ کوارٹر"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

"ہم اسی طرف جا رہے ہیں باس"۔ نائن تھری نے کہا۔ وہ بڑے

مبہم سے انداز میں جواب دے رہا تھا۔ کرنل راکیش نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

کار شہر کے مختلف راستوں پر دوڑتی رہی اور پھر شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آ گئی۔ نائن تھری کار کو مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر لے آیا اور پھر ایک نئی تعمیر شدہ کالونی میں آ کر اس نے کار ایک نئی اور فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ اس نے کار کا تین بار مخصوص ہارن بجایا تو کوٹھی کا گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ اندر چند مقامی غنڈہ صورت مسلح افراد موجود تھے۔ نائن تھری کار پورچ میں لے گیا۔

"آئیں باس"۔ نائن تھری نے کرنل راکیش سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل راکیش نے آنکھیں کھول دیں۔ کار کو کوٹھی میں دیکھ کر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کار سے باہر نکل آیا۔ انہیں دیکھ کر مسلح افراد انہیں سلام کرنے لگے مگر کرنل راکیش اور نائن تھری ان کی طرف توجہ دیئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے رہائشی حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"رگوناتھ، میں پہلے فریش ہو کر اس میک اپ سے آزاد ہونا چاہتا ہوں"۔ کرنل راکیش نے نائن تھری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے باس"۔ نائن تھری نے جو رگوناتھ تھا کہا۔ اس نے کرنل راکیش کو ایک نہایت قیمتی اور خوبصورت سامان سے آراستہ کمرے میں پہنچا دیا جہاں کرنل راکیش کی ضرورت کا ہر سامان موجود

تھا۔ اس کمرے میں پہنچا کر رگوناتھ واپس چلا گیا تھا۔ کرنل راکیش
نے نہا دھو کر نہ صرف اپنا لباس بدل لیا بلکہ اس نے صفدر علی کا
میک اپ ختم کر کے اپنے چہرے پر ماسک میک اپ کر لیا تھا۔ وہ
جوزف کے سامنے اپنی اصل شکل میں نہیں جانا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے دوبارہ رگوناتھ کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ
وہ اسے جوزف کے پاس لے جائے۔ رگوناتھ نے اثبات میں سر ہلایا
اور پھر وہ کرنل راکیش کو لے کر کمرے سے نکل آیا۔ دونوں مختلف
راہداریوں سے ہوتے ہوئے ایک دوسرے کمرے کے دروازے پر
آئے۔ کمرے میں آکر رگوناتھ نے شمالی دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز
میں ٹھوکر ماری تو دیوار کا ایک حصہ ایک طرف سرکتا چلا گیا۔ خلا میں
ایک زینہ نیچے جاتا دکھائی دے رہا تھا۔

"آئیں باس"۔ رگوناتھ نے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے
تہہ خانہ خاصا وسیع اور روشن تھا۔ وہاں بھی بے شمار کمرے بنے ہوئے
تھے۔ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ دونوں ایک کمرے کے
دروازے پر آگئے۔ اس کمرے کے دروازے پر ڈارک روم لکھا ہوا تھا۔

رگوناتھ نے دروازے پر ایک جگہ مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا تو
دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ رگوناتھ اور کرنل راکیش قدم بڑھا کر
کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جو اپنے نام سے
قطعاً خلاف تیز روشنی میں نہایا ہوا تھا۔ کمرے کی دیواروں کے ساتھ
ایک بڑی پیچیدہ سی مشین نصب تھی۔ اس مشین کی سکرینیں روشن

تھیں۔ اس مشین پر مختلف رنگوں کے بلب جگمگا رہے تھے۔ مشین
کے قریب ایک آہنی کرسی پڑی تھی جس پر ایک قوی ہیکل حبشی بری
طرح سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ، ٹانگیں اور گردن بھی کلیمپڈ
تھی۔ حبشی کی آنکھیں بند تھیں وہ مکمل طور پر بے ہوش تھا۔

مشین سے چند تاریں نکل کر اس آہنی کرسی میں آکر گم ہو گئی
تھی۔ یہ ذہنی اور جسمانی ٹارچر دینے والی جدید ترین مشین تھی۔
جوزف کے سر پر بھی ایک پٹی بندھی ہوئی تھی جس کے پچھلی طرف
سے ایک تار نکل کر مشین میں جا رہی تھی۔

"گڈ۔ اسے تم نے ڈی ایکس چیئر پر بٹھا کر اچھا کیا ہے۔ اس چیئر پر
اچھے اچھے چیں بول جاتے ہیں"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

"یس سر، میں جوزف کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ
آسانی سے زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ
آپ اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں اس لئے میں اسے یہاں لے آیا۔
ڈی ایکس کی اذیت جوزف کبھی برداشت نہیں کر سکے گا"۔ رگوناتھ
نے کہا۔

"اسے یہاں لانے میں تمہیں کوئی دقت تو نہیں ہوئی"۔ کرنل
راکیش نے غور سے جوزف کو دیکھتے ہوئے رگوناتھ سے پوچھا۔

"نہیں باس، میں آپ کو بتا چکا ہوں جوزف مجھ پر بے پناہ اعتماد
کرتا ہے۔ میں نارمل طریقے سے اس سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے مل کر یہ
بے حد خوش ہوا تھا۔ یہ میرے لئے اور اپنے لئے کچن میں کافی بنانے

گیا تو میں نے گیس پسٹل سے کچن میں گیس فائر کر دی۔ یہ بے ہوش ہو گیا تو میں اسے کار میں ڈال کر یہاں لے آیا۔

"ٹھیک ہے، اسے ہوش میں لاؤ۔ کرنل راکیش نے جوزف کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ رگوناتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہاں موجود وارڈروب کی طرف بڑھ گیا۔ وارڈروب کھول کر اس نے ایک باکس نکالا اور اسے لے کر جوزف کے قریب آ گیا۔ اس نے باکس ایک میز پر رکھ کر کھولا اور باکس میں سے ایک انجکشن اور ایک سرنج نکال لی۔ انجکشن کی سیل توڑ کر اس نے اس کا سیال سرنج میں بھرا اور آگے بڑھ کر اس نے سرنج کی سوئی جوزف کے بازو میں انجیکٹ کر دی اور پھر اس نے سرنج کا سارا سیال جوزف کے بازو میں اتار دیا۔

"مشین کو آپریٹ کرو"۔ کرنل راکیش نے کہا۔ رگوناتھ نے خالی سرنج ڈسٹ بن میں پھینکی اور اس پیچیدہ مشین کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مشین کی سائیڈ میں لگے ہوئے ایک ہینڈل کو کھینچا تو مشین سے گھرر گھرر کی تیز آوازیں آنے لگیں اور ساتھ ہی مختلف رنگوں کے بے شمار بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور ڈائلوں پر مختلف رنگوں کی سوئیاں تھرکنے لگیں۔ رگوناتھ نے مشین کے کئی بٹن پریس کر کے ڈائلوں کی سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کیا اور پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے جوزف کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ خود کو ایک

بدلے ہوئے ماحول میں اور ایک اجنبی کے سامنے اس طرح بندھا پا کر وہ بری طرح سے چونک پڑا تھا۔

"اوہ، اوہ یہ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو اور وہ ہادی۔ ہادی کہاں ہے۔ کیا مطلب"۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی گردن چونکہ شکنجے نما کڑے میں جکڑی ہوئی تھی اس لئے وہ گردن گھما کر رگوناتھ کو نہ دیکھ سکا تھا۔

"تمہارا نام جوزف ہے"۔ کرنل راکیش نے جیسے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف، ہاں میرا نام جوزف ہے۔ جوزف دی گریٹ۔ مگر تم کون ہو۔ مجھے اس طرح یہاں کیوں جکڑا گیا ہے اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ ہادی، یہ کام ہادی کا ہے ناں۔ کہاں ہے وہ۔ اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ کہاں ہے۔ کہاں ہے وہ"۔ جوزف نے غصے سے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں یہاں ہوں جوزف"۔ رگوناتھ نے یکدم جوزف کے سامنے آ کر کہا اور اسے دیکھ کر جوزف بری طرح سے چونک اٹھا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھیں شعلے اگلنے لگیں۔

"ہاں، میرے سوا تمہیں یہاں کون لا سکتا ہے"۔ رگوناتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"تم، تمہاری یہ جرأت۔ تم نے جوزف دی گریٹ سے دھوکہ کیا ہے۔ تم تو خود کو میرا دوست کہتے تھے"۔ جوزف نے غراتے ہوئے نفرت سے کہا۔

"سوری جوزف۔ میں نہ تو تمہارا دوست تھا، نہ ہوں اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہوں۔ تمہارے ساتھ میرا دوستی کرنے کا مقصد صرف اور صرف عمران پر نظر رکھنے کا تھا۔ اب میرے باس کو تمہاری ضرورت تھی اس لئے میں تمہیں اٹھا کر لے آیا"۔ رگوناتھ نے کہا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے تھے"۔ جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میرا تعلق کافرستان سے ہے۔ تمہارے سامنے ریڈ سٹارز کے چیف کرنل راکیش موجود ہیں۔ یہ تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تمہارے لئے بہتر ہوگا کہ ان کے ساتھ تعاون کرو۔ ورنہ تمہاری صحت کے لئے اچھا نہیں ہوگا"۔ رگوناتھ نے جوزف سے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اوہ، تم کافرستانی ایجنٹ۔ اتنا بڑا دھوکہ۔ جوزف دی گریٹ کے ساتھ اتنا بڑا فریب۔ اوہ، اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ میں نے تم جیسے انسان کو پہچاننے میں کیسے غلطی کر دی"۔ جوزف نے حیرت اور غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ رگوناتھ کافرستانی ایجنٹ تھا یہ سن کر جوزف کا چہرہ غصے سے اور زیادہ سیاہ پڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے اگلنے لگی تھیں۔

"اپنی یہ اوہ، اوہ چھوڑو اور میرے چند سوالوں کا جواب دو"۔ کرنل راکیش نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیسے سوال"۔ جوزف نے اس کی جانب خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارا عمران سے کیا تعلق ہے"۔ کرنل راکیش نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"عمران میرا باس ہے۔ گریٹ باس"۔ جوزف نے بغیر کسی تامل کے جواب دیا۔

"کیا تم بھی عمران کی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو"۔ کرنل راکیش نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کونسی پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ میں ایسی کسی سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ میں تو اتنا جانتا تھا کہ میں باس عمران کا غلام ہوں۔ اس کا ہر حکم ماننا مجھ پر فرض ہے۔ وہ کیا کرتا ہے کیا نہیں اور اس کا تعلق کس تنظیم یا سروس سے ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم اور نہ میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے"۔ جوزف نے سیدھے سادے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے، یہ بتاؤ۔ عمران اور اس کے ساتھی اپنے مشن پر کب اور کہاں سے جا رہے ہیں"۔ کرنل راکیش نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مشن، کونسا مشن"۔ جوزف نے چونک کر کہا۔

"دیکھو جوزف۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں سے کسی مشن پر روانہ ہونے والے ہیں۔ اس مشن میں وہ یقینی طور پر تمہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اس سلسلے میں عمران نے فون پر تمہیں تیار رہنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے تمہیں یہ بھی بتایا ہوگا کہ تمہیں کب اور کہاں جانا ہے۔ کرنل راکیش نے غور سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جوزف نے غضبناک نظروں سے رگوناتھ کی طرف دیکھا جب اس نے بتایا تھا کہ وہ آج کسی وقت عمران کے ساتھ کسی خصوصی مشن پر روانہ ہونے والا ہے۔ رگوناتھ کو وہ چونکہ ہادی کے نام سے جانتا تھا اور وہ برسوں سے اسے اچھی طرح سے جانتا تھا اس لئے کبھی کبھار جوزف اسے اپنے بارے میں بتا دیا کرتا تھا۔ اس سے پہلے بھی کئی بار جوزف نے ہادی کو اپنے پروگرامز کے بارے میں بتایا تھا مگر ہادی اس کی باتیں جیسے صرف دلچسپی لینے کے لئے سنتا تھا۔ اس نے جوزف پر کبھی یہ شک نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ اصل میں کون ہے۔ یہ جوزف کی بہت بڑی غلطی تھی اور اب جوزف کو اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے ایک غیر متعلق آدمی سے اس قدر گہری دوستی کیوں کی تھی اور وہ اسے اپنے بارے میں کیوں بتاتا رہتا تھا۔

"جوزف میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں"۔ کرنل راکیش نے جوزف کو خاموش دیکھ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں"۔

جوزف نے جواباً غرا کر کہا۔

"میں جانتا ہوں، مگر تم مجھے نہیں جانتے کہ میں کرنل راکیش ہوں اور کرنل راکیش کے سامنے پتھر بھی بول پڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں"۔ کرنل راکیش نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اور میں جوزف ہوں۔ جوزف دی گریٹ۔ جو کٹ تو سکتا ہے مگر اپنی مرضی کے خلاف زبان نہیں کھولتا"۔ جوزف نے کرنل راکیش سے بھی زیادہ خوفناک انداز میں پھنکار کر کہا۔

"ہونہہ، تو تم مجھے عمران کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے"۔ کرنل راکیش غرایا۔

"نہیں"۔ جوزف نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"رگوناتھ"۔ کرنل راکیش نے رگوناتھ سے کہا۔

"یس باس"۔ رگوناتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر ہلاتے ہوئے مشین کی طرف بڑھ گیا۔

"تو ہادی اصل میں رگوناتھ ہے۔ یاد رکھنا رگوناتھ تم نے جوزف دی گریٹ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ جوزف سب کو معاف کر سکتا ہے مگر ایک تو پاکیشیا کے دشمنوں اور دوسرے اس انسان کو کسی صورت میں معاف نہیں کرتا جو دوست بن کر دھوکہ دیتا ہے"۔ جوزف نے حلق کے بل غرا کر رگوناتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہونہہ، دیکھا جائے گا"۔ رگوناتھ نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے مشین پر لگا ہوا ایک سرخ بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے سرخ

بٹن دبایا اسی لمحے جوزف کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ جوزف نے جلد
سے دانتوں پر دانت جما کر جبڑے بھینچ لئے تھے۔ اس کو زبردس
جھٹکے لگ رہے تھے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا تھا۔

"پاور اور بڑھاؤ"۔ کرنل راکیش نے رگوناتھ سے کہا وہ غور سے
جوزف کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ رگوناتھ نے اثبات میں سر ہلا کر ایک ڈائل
کو گھمایا تو جوزف کو مسلسل اور زور زور سے جھٹکے لگنے لگے۔ اس کا
چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ آہنی کرسی میں مسلسل
کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے جوزف بری طرح سے جھٹکے کھا رہا
تھا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور اس کے نتھنوں سے عجیب سی
آواز نکلنے لگی تھی۔

"اور بڑھاؤ"۔ کرنل راکیش نے کہا تو رگوناتھ نے ڈائل کو مزید
گھمایا۔ اس بار جوزف کا چہرہ یکلخت سیاہ پڑ گیا تھا اور اسے لگنے والے
جھٹکوں میں اس قدر شدت آ گئی تھی کہ جس آہنی کرسی پر جوزف بندھا
ہوا تھا اس نے بھی لرزنا شروع کر دیا تھا۔ جوزف جبڑے بھینچے اس
خوفناک اذیت کو برداشت کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ لیکن
رگوناتھ نے ڈائل کو ایک بار پھر گھمایا تو جوزف کا منہ کھل گیا اور وہ
اپنے حلق سے نکلنے والی اذیت ناک چیخوں کو کسی بھی طرح سے نہ
روک سکا۔ پھر اچانک اسے یکبارگی زور سے جھٹکا لگا اور اس کا جھٹکے
کھاتا ہوا اور لرزتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔ جیسے ہی جوزف کے ہاتھ پیر
بے جان ہوئے اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں کا سلسلہ بند ہوا

رگوناتھ نے جلدی سے سرخ بٹن کے ساتھ والا سبز بٹن پریس کر دیا۔

"دیکھو کہیں مر تو نہیں گیا"۔ کرنل راکیش نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"یہ بے حد سخت جان ہے باس۔ اتنی آسانی سے مرنے والوں میں
سے نہیں ہے"۔ رگوناتھ نے کہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر جوزف کا
نبض چیک کیا۔

"زندہ ہے"۔ رگوناتھ نے کہا۔

"ہوش میں لاؤ۔ شاید اب یہ کچھ بتانے کے لئے تیار ہو جائے"۔
کرنل راکیش نے کہا۔ رگوناتھ نے اس بار جوزف کو کسی انجکشن
سے ہوش میں لانے کی بجائے ایک ہاتھ جوزف کے منہ پر رکھ دیا اور
دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک پکڑ لی۔ چند لمحوں بعد جوزف کو ایک
زوردار جھٹکا لگا۔ رگوناتھ نے جوزف کی ناک اور منہ بری طرح سے
دبا رکھا تھا۔ جوزف کو ایک بار پھر الیکٹرک شاک جیسے جھٹکے لگے اور
پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ جیسے ہی جوزف نے آنکھیں
کھولیں رگوناتھ نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے اور جوزف گہرے
گہرے سانس لینے لگا۔ اس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا اور اس کا
جسم پسینے سے یوں بھیگ گیا تھا جیسے کسی نے اس پر پانی کی بالٹی
الٹ دی ہو۔ اس کے ہونٹ بری طرح سے کپکپا رہے تھے اور آنکھیں
یوں پھٹی پڑ رہی تھیں جیسے ابھی ابل کر باہر آ گریں گی۔

"عمران کہاں ہے"۔ کرنل راکیش نے اس کی ابتر حالت دیکھتے

ہوئے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں پوچھا۔

"مم، میں نہیں جانتا"۔ جوزف کے منہ سے بھنچی بھنچی آواز نکلی

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر کون کون ہیں۔ وہ کہاں رہتے ہیں"۔ کرنل راکیش نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔ جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ، اس کا مطلب ہے ابھی تمہارے کس بل نہیں نکلے ہیں رگوناتھ"۔ کرنل راکیش نے غراتے ہوئے پہلے جوزف سے اور پھر رگوناتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسی لمحے رگوناتھ نے ایک بار پھر سرخ بٹن پریس کر دیا۔ اس بار پہلے جھٹکے پر ہی جوزف کے حلق سے کربناک چیخیں نکل گئی تھیں۔ اس کا جسم ایک بار پھر زور زور سے جھٹکے کھانے لگا تھا۔

"فل پاور استعمال کرو۔ دیکھتا ہوں یہ میرے سامنے کیسے نہیں بولتا"۔ کرنل راکیش نے چیختے ہوئے کہا تو رگوناتھ نے اثبات میں سر ہلا کر ڈائل کو پورا گھما دیا۔ جوزف کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ خارج ہوئی اور اس کے عضلات اس بری طرح سے پھڑکنے لگے جیسے ابھی پھٹ پڑیں گے۔

"بتاؤ عمران کہاں ہے۔ بتاؤ"۔ کرنل راکیش نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ مگر جوزف کی ہولناک چیخوں میں اس کی آواز بھلا کیا معنی رکھتی تھی۔ پھر جوزف ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی رگوناتھ نے سبز بٹن پریس کر دیا۔ آہنی چیئر سے الیکٹرک پاور ختم ہو گئی تھی مگر جوزف کا جسم بے ہوشی کے باوجود بری طرح سے لرز رہا تھا۔

"بڑا ہی سخت جان ہے۔ یہ اس طرح زبان نہیں کھولے گا۔ مجھے اب اپنا طریقہ ہی استعمال کرنا پڑے گا"۔ کرنل راکیش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اپنا طریقہ"۔ رگوناتھ نے حیرت سے کہا۔

"ہاں، یہ چاہے جس قدر مرضی سخت جان ہو مگر میرے طریقے کے سامنے یہ ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکے گا"۔ کرنل راکیش نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

"مگر باس آپ کریں گے کیا"۔ رگوناتھ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ کروں گا تمہارے سامنے ہی کروں گا۔ تم ایک ہتھوڑی اور کچھ کیل لے آؤ"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

"ہتھوڑی، کیل۔ اوہ، باس آ۔ آپ........." رگوناتھ نے کرنل راکیش کا پروگرام سمجھتے ہوئے بری طرح سے اچھل کر کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ خوف ابھر آیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل راکیش جیسا درندہ صفت اور سفاک انسان کیا کرنا چاہتا ہے۔

"سمجھ گئے ہو تو یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو۔ جاؤ اور ہتھوڑی اور کیل لاؤ"۔ کرنل راکیش نے غرا کر کہا۔

"یس، یس باس"۔ رگوناتھ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور تیز تیز

قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے سے ملحقہ ایک اور کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اور سنو"۔ کرنل راکیش نے کہا تو رگوناتھ رکا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"یس باس"۔ رگوناتھ نے کہا۔

"اگر تمہارے پاس کسی بھی ایسڈ کی کوئی بوتل ہو تو وہ بھی لیتے آنا"۔ کرنل راکیش نے کہا۔

"یس۔ یس باس"۔ رگوناتھ نے کہا اور قدم بڑھاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

"ہونہہ۔ اس حبشی کو شراب پینے کا بے حد شوق ہے۔ آج میں اسے ایسڈ پلاؤں گا۔ جس کا نشہ اس کے لئے ایکی ٹام شراب کی سو بوتلوں سے بھی بڑھ کر ہوگا"۔ کرنل راکیش نے جوزف کے ڈھلکے ہوئے سر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر واقعی بے پناہ سفاکی اور درندگی نظر آ رہی تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جوزف کا ریشہ ریشہ الگ الگ کر دینے کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ ہر قیمت پر جوزف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے وہ جوزف کو سر سے پیروں تک چیرنے کی حد تک بھی جا سکتا تھا۔

عمران نے کار رانا ہاؤس کے گیٹ کے سامنے روکی اور کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجانے لگا۔

عمران نے سائی گان آئی لینڈ جانے کی مکمل تیاری کر لی تھی۔ تمام انتظامات مکمل کر کے وہ سر سلطان کے پاس گیا تھا اور پھر اس نے سر سلطان کو کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل کی پاکیشیا کے خلاف گھناؤنی اور خوفناک سازش کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ پاکیشیا کے خلاف اس قدر بھیانک اور گھناؤنی سازش کا سن کر سر سلطان بری طرح سے لرز اٹھے تھے اور یہ جان کر کہ کافرستان نے پاکیشیا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے لئے اپنی تیاری پوری کر لی ہے اور اس بار انہوں نے پاکیشیا پر میزائل فائر کرنے کا پروگرام سائی گان آئی لینڈ سے بنایا ہے تو سر سلطان کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ سائی گان آئی لینڈ کے بارے میں جان کر پریشان ہو گئے تھے جس کے بارے

میں عمران نے انہیں بتایا تھا کہ اس آئی لینڈ تک پہنچنے میں انہیں نہ صرف شدید مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ یہ بھی ممکن تھا کہ اس آئی لینڈ تک پہنچتے پہنچتے انہیں اتنی دیر ہو جائے کہ اس دوران کافرستانی سائنسدان پاکیشیا پر ٹاپ میزائل فائر کر دیں جنہیں روکنا کسی بھی طرح ممکن نہیں ہوگا۔ عمران نے کہا تھا کہ وہ ان تمام دشواریوں اور مشکلات کے باوجود اپنی ٹیم کے ساتھ سائی گان آئی لینڈ پہنچنے کی کوشش کرے گا اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سائی گان آئی لینڈ کو تباہ کر کے نہ صرف کافرستانی عزائم کو ملیامیٹ کر دے گا بلکہ وہ سائی گان آئی لینڈ پر موجود ایکریمی میزائل لیبارٹری اور لیبارٹری میں موجود ایکریمی اور اسرائیلی سائنسدانوں کو بھی ہلاک کر کے انہیں ایک ایسا ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گا کہ وہ آئندہ صدیوں تک پاکیشیا کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہ کر سکیں گے۔

عمران کے جذبات اور اس کا جوش دیکھ کر سرسلطان کے چہرے پر سکون آگیا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ جس ملک میں عمران جیسے سپوت ہوں اس ملک کو کبھی کوئی آنچ نہیں آسکتی تھی۔ عمران ایک بار جو ارادہ کر لیتا ہے اس کے لئے وہ اپنی جان تک لڑا دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ عمران اور اس کی ٹیم اپنی جدوجہد اور بہترین حکمت عملی سے واقعی کافرستان کی اس بھیانک سازش کا تارپود بکھیر کر رکھ دیں گے۔ عمران کے کہنے پر سرسلطان نے

صدر مملکت اور وزیراعظم سے میٹنگ کر کے ان پر ساری صورتحال واضح کر دی تھی۔

کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل کی اس بھیانک اور گھناؤنی سازش کا سن کر صدر اور وزیراعظم بھی پریشان ہو گئے تھے اور انہوں نے بھی ان ملکوں کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار کیا تھا۔

صدر نے تو باقاعدہ اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے پر زور دیا تھا مگر وہاں ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے عمران بھی موجود تھا۔ اس نے صدر مملکت اور وزیراعظم کو بھی اس بات پر قائل کر لیا تھا کہ ایسے معاملات بین الاقوامی سطحوں پر سامنے لانے سے حل نہیں ہوا کرتے۔ اس سازش کی جب تک بیخ کنی نہ کی جائے اس وقت تک نہ کوئی یقین کرتا ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوتی ہے۔ عمران نے صدر مملکت اور وزیراعظم کو بھی ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے یقین دلا دیا تھا کہ وہ پاکیشیا کے خلاف ہونے والی اس بھیانک سازش کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ ٹاپ میزائلوں کو روکنے کے لئے وہ اپنی پوری طاقت لگا دے گا اور اس کے لئے اسے پورے کے پورے سائی گان آئی لینڈ کو ہی کیوں نہ سمندر برد کرنا پڑے وہ کرے گا۔

سرسلطان کی طرح صدر اور وزیراعظم بھی عمران کی سنجیدگی اور اس کا جوش دیکھ کر مطمئن ہو گئے تھے۔ انہیں ایکسٹو اور عمران کی صلاحیتوں پر پورا یقین تھا جنہوں نے پہلے بھی کئی بار پاکیشیا کو بچانے

کے لئے سردھڑکی بازی لگادی تھی اور اپنی ہمت، دلیری اور جذبہ حب الوطنی کے سبب ہمیشہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہے تھے۔ ان کی وجہ سے دشمنوں کی کئی سازشیں سبوتاژ ہوئی تھیں اور دشمنوں کو ہمیشہ منہ کی کھانا پڑی تھی۔

عمران کے کہنے پر صدر مملکت نے بذات خود حکومت مگوڈیا کے صدر سے بات کی تھی اور انہیں مختصر طور پر ساری صورتحال بتا کر ان سے امداد مانگی تھی کہ وہ ان کے ایجنٹوں کو نہ صرف مگوڈیا میں آنے کی اجازت دیں بلکہ انہیں سائی گان آئی لینڈ تک رسائی کی تمام تر سہولیات بہم پہنچانے میں ان کے ساتھ تعاون کریں۔

مگوڈیا کے صدر نے بھی کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل کے مذموم ارادوں پر بے پناہ غم و غصے کا اظہار کیا تھا اور انہوں نے نہ صرف پاکیشیائی ایجنٹوں کو مگوڈیا آنے کی اجازت دے دی تھی بلکہ ان کی بھرپور امداد کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ جس پر پاکیشیائی صدر نے ان کا دل سے شکریہ ادا کیا تھا۔

ادھر بلیک زیرو نے بھی عمران کے کہنے کے مطابق ان کی ضروریات کا تمام سامان حاصل کر لیا تھا۔ عمران کی ہدایات پر بلیک زیرو نے ایک طیارہ بھی چارٹرڈ کرا لیا تھا۔ عمران وقت ضائع کئے بغیر ڈائریکٹ مگوڈیا پہنچنا چاہتا تھا۔

بلیک زیرو نے تمام سامان اس چارٹرڈ طیارے میں پہنچا دیا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بھی اس نے ایئرپورٹ پر پہنچنے کی

ہدایات دے دیں تھیں۔ جبکہ عمران رانا ہاؤس سے جوزف کو لینے خود پہنچ گیا تھا۔

عمران مسلسل کار کا ہارن بجا رہا تھا مگر جوزف نے ابھی تک نہ گیٹ کھولا تھا اور نہ ہی وہ باہر آیا تھا۔

"ہونہہ، اب اس کالے دیو کو کیا ہو گیا ہے۔ باہر کیوں نہیں آ رہا"۔ عمران نے کار کا ہارن مسلسل بجاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کے باوجود بھی جوزف نے گیٹ نہ کھولا تو عمران کی پیشانی پر سلوٹیں سی پھیل گئیں۔

"کیا بات ہے۔ جوزف اس طرح لاپرواہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ کار کا انجن بند کر کے کار سے باہر نکل آیا۔ گیٹ کے قریب آ کر اس نے چھوٹے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کو اس طرح کھلا دیکھ کر عمران کا ماتھا ٹھنکا وہ تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ صحن بالکل خالی تھا۔

عمران کی عقابی نظریں چاروں طرف گردش کرنے لگیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ جلدی جلدی کمروں کو دیکھنے لگا۔ کچن میں داخل ہوا تو وہ بے اختیار ٹھٹھک گیا۔ چولہے پر ایک برتن پڑا تھا جس کا پانی سوکھ چکا تھا۔ برتن چولہے کی آگ میں جل کر سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔ چولہے کے قریب دو مگ اور کافی کا سامان پڑا تھا۔ اس کے علاوہ کچن میں بہت ہلکی ایک نامانوس بو پھیلی ہوئی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر چولہا بند کیا اور گہری نظروں سے کچن کا جائزہ لینے لگا۔

"ہونہہ، تو جوزف کو باقاعدہ اغوا کیا گیا ہے۔ اسے اغوا کرنے والا کوئی اجنبی نہیں تھا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز حس نے فوراً اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ کچن میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات موجود تھے۔

"مگر وہ کون ہو سکتا ہے۔ جس سے جوزف جیسا انسان اس حد تک کلوز ہو سکتا ہے۔ وہ جو کوئی بھی تھا جوزف اسے بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ جوزف سے ملنے کے لئے آیا ہوگا۔ جوزف نے اس سے بات چیت کے بعد اسے کافی کی آفر کی ہوگی۔ پھر جوزف کافی بنانے کے لئے کچن میں آیا ہوگا تو اس شخص نے کچن میں گیس پسٹل سے گیس والے کیپسول فائر کر دیئے ہوں گے۔ تب وہ جوزف کو اٹھا کر لے جانے میں کامیاب ہو سکا ہوگا۔ یہاں کی سچوئیشن تو یہی منظر پیش کر رہی ہے ورنہ جوزف اس آسانی سے کسی کے ہاتھ آجائے یہ کیسے ممکن تھا"۔ عمران نے کچن کا جائزہ لیتے ہوئے اور حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے سوچا۔ پھر اس کے خیالات کو اس وقت تقویت مل گئی جب اسے کچن میں دو گیس کیپسول کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے دکھائی دیئے۔

عمران کچن سے باہر آ گیا اور ایک بار پھر دالان اور صحن کو غور سے دیکھنے لگا۔ صحن میں جوزف کے جوتوں کے علاوہ اسے ایک اور شخص کے جوتوں کے بھی نشان نظر آئے۔ عمران جھک کر ان جوتوں کے نشانات کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ گیٹ سے باہر آیا اور اپنی کار کے اردگرد دوسری کار کے ٹائروں کے نشانات دیکھنے لگا۔ پھر اس نے پرخیال انداز میں سرہلایا اور دوبارہ اندر آ گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ اس کمرے میں آیا جہاں ٹیلی فون موجود تھا۔

ایک کرسی پر بیٹھ کر عمران نے فون اپنی طرف کھسکایا اور ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"یس ڈائمنڈ کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ بلیک پینتھر سے بات کراؤ"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس، ایک منٹ ہولڈ کیجئے پلیز"۔ دوسری طرف سے پرنس آف ڈھمپ کا نام سن کر چونکتے ہوئے اور نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس بلیک پینتھر سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ، یس پرنس"۔ دوسری طرف سے بلیک پینتھر نامی شخص نے عمران کی آواز پہچان کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ بلیک پینتھر زیرزمین دنیا کا خاص آدمی تھا جس نے زیرزمین دنیا میں اپنا خاصا نام کما رکھا تھا۔ اس کا اصل نام تو حمزہ تھا لیکن وہ چونکہ عمران کا خاص آدمی تھا اس لئے عمران نے اس کا کوڈ نام بلیک پینتھر رکھا ہوا تھا۔ بلیک پینتھر بے حد تیز، ذہین اور انتہائی فعال نوجوان تھا جس نے اپنی

بہترین حکمت عملی اور عقل سے کام لے کر بہت کم عرصے میں زیرزمین دنیا میں اپنے نام کا سکہ جما لیا تھا۔

عمران اور بلیک پینتھر نے زیرزمین دنیا کے مجرموں اور بدمعاشوں کے خلاف ایسا نیٹ ورک بنا لیا تھا کہ زیرزمین دنیا میں ہونے والے ہر چھوٹے بڑے جرم اور ردوبدل کی اطلاعات آسانی سے بلیک پینتھر کو مل جاتی تھیں۔ بلیک پینتھر نے عمران ہی کے مشوروں سے ڈائمنڈ کلب کی بنیاد رکھی تھی۔ جرم کی دنیا پر بلیک پینتھر کا سکہ جمائے رکھنے کے لئے اس کلب میں ہر قسم کے غیرقانونی دھندے ہوتے تھے۔ اس کلب میں ایسے افراد کو رکھا گیا تھا جو بظاہر تو خطرناک غنڈے اور بڑے مجرم تھے لیکن در حقیقت یہ وہ لوگ تھے جنہیں عمران نے انٹیلی جنس، ملٹری انٹیلی جنس اور ان سپیشل ایجنسیوں سے چنا تھا جو ملک کے مفاد کے لئے کام کرتی تھی۔ وہ سب بے حد تربیت یافتہ، ذہین اور ہر قسم کی سچویشن کو ڈیل کرنے میں بے پناہ مہارت رکھتے تھے۔ یہ وہ افراد تھے جن کے رینک سارجینٹ اور عام سپاہیوں سے زیادہ نہیں تھے۔ ان کی صلاحیتیں دیکھ کر عمران نے انہیں بلیک پینتھر گروپ کے لئے منتخب کیا تھا۔ عمران کے خیال کے مطابق اگر وہ لوگ اپنے شعبوں میں رہتے تو ان کی صلاحیتوں کو زنگ لگ سکتا تھا اور مستقبل میں ان کے لئے آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ جبکہ بلیک پینتھر گروپ میں شامل ہو کر نہ صرف ان کی صلاحیتیں نکھر سکتی تھیں بلکہ وہ ملک و قوم کے لئے بیش بہا خزانہ ثابت ہو سکتے تھے۔

بلیک پینتھر اور اس کے گروپ کا کام نہ صرف زیرزمین دنیا کی خبریں حاصل کرنا تھا بلکہ وہ خفیہ طور پر بڑے مگرمچھوں کے خلاف بھی کام کرتے رہتے تھے۔ ان کا ٹارگٹ ایسے لوگ ہوتے تھے جو کسی بھی لحاظ سے ملک و قوم کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔

بلیک پینتھر کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا اس کا رینک کیپٹن کا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس میں کیپٹن حمزہ کو تقریباً پس پشت ڈال دیا گیا تھا اور اس کی صلاحیتوں سے وہاں کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔ وہ شروع سے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر ملک و قوم کی صحیح معنوں میں خدمت کرنا چاہتا تھا لیکن وہاں اس کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی تھی۔ تب اس نے ذاتی طور پر سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو خط لکھا اور انہیں اپنی خواہش کے بارے میں بتایا۔ اس وقت اتفاق سے عمران بھی سر سلطان کے آفس میں موجود تھا۔ سر سلطان نے کیپٹن حمزہ کا خط عمران کو دے دیا۔ کیپٹن حمزہ نے خط میں اپنی سیکرٹ سروس میں شمولیت کی خواہش کے ساتھ ساتھ حب الوطنی کے چند ایسے جذباتی الفاظ لکھے تھے جسے پڑھ کر عمران اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ اس نے کیپٹن حمزہ سے اسی وقت ملنے کا فیصلہ کر لیا۔

عمران چونکہ سیکرٹ سروس میں زیادہ افراد کا حامی نہیں تھا اس لئے اس نے ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے کیپٹن حمزہ سے اس

بات کی معذرت کر لی کہ اسے سیکرٹ سروس میں شامل کیا جا سکتا ہے البتہ عمران نے ذاتی طور پر کیپٹن حمزہ کی صلاحیتوں کا فائدہ اٹھانے کا ضرور فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے کیپٹن حمزہ سے اپنے ساتھ مل کر کام کرنے کی آفر کی اور کام کی نوعیت بتائی تو کیپٹن حمزہ نے فوراً حامی بھر لی۔ وہ ویسے بھی عمران کے ساتھ مل کر کام کرنے کو اپنے لئے اعزاز سمجھتا تھا۔ اس طرح بلیک پینتھر اور اس کا گروپ معرض وجود میں آ گیا اور پھر بلیک پینتھر اور اس کے گروپ نے زیرزمین دنیا کے مجرموں میں گھس کر نہ صرف ان کی بیخ کنی کرنا شروع کر دی تھی بلکہ انہوں نے نہایت تیزی سے جرائم کی دنیا میں اپنے نام کا سکہ جما لیا تھا۔

بلیک پینتھر اور اس کے گروپ کی کارکردگی سے عمران بے حد خوش تھا۔ بلیک پینتھر اور اس کے گروپ سے عمران اس وقت کام لیتا تھا جب سیکرٹ سروس کے ممبر کسی دوسرے کیس میں مصروف ہوتے تھے۔

اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبر چونکہ سائی گان آئی لینڈ مشن پر جانے کے لئے ایئرپورٹ روانہ ہو گئے تھے اور عمران کو جوزف کی ضرورت تھی اس لئے اس نے بلیک پینتھر سے رابطہ کیا تھا۔

"بلیک پینتھر کیا تم زیرزمین دنیا کے کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جس کا دایاں پیر بائیں پیر سے قدرے چھوٹا ہو اور وہ دائیں پیر کی نسبت بائیں پیر پر زیادہ دباؤ ڈال کر چلتا ہو۔ اس کی نشانی کے طور پر

بھی بتا دوں کہ اس کے پاس نئے ماڈل کی ایم ایم بلیکی کار بھی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ایم ایم بلیکی کار۔ دایاں پیر چھوٹا۔ اوہ۔ اوہ آپ شاید ہادی کی بات کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے بلیک پینتھر نے چند لمحے سوچنے کے بعد چونکتے ہوئے کہا۔

"ہادی۔ کون ہے یہ ہادی"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ جنگی بار کا مالک ہے۔ اس کا دایاں پیر بائیں پیر سے چھوٹا ہے اور وہ بائیں پیر پر دباؤ ڈال کر قدرے لنگڑا کر چلتا ہے اور میں نے اس کے پاس نئے ماڈل کی ایم ایم بلیکی کار بھی دیکھی تھی"۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

"گڈ، تو پھر ایسا کرو کہ فوری طور پر میرے پاس آ جاؤ"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں ہیں پرنس۔ مجھے کہاں آنا ہے"۔ بلیک پینتھر نے کہا۔ وہ عمران سے سوال و جواب نہیں کرتا تھا۔ اس کا کام صرف عمران کی ہدایات پر عمل کرنا تھا۔

"تم رائل چوک کے کمرشل پلازہ کے پاس آ جاؤ۔ میں وہیں سے تمہیں پک کر لوں گا۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ تم پوری تیاری کے ساتھ آنا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں پرنس، میں سمجھتا ہوں"۔ بلیک پینتھر نے جلدی سے کہا۔

"اس بات کا جواب یا تو جوزف دے سکتا ہے یا پھر وہ شخص
نے جوزف کو اغوا کیا ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ممبروں کو ہدایات دے دیتا ہوں"۔ بلا
زیرو نے کہا۔ عمران نے فون بند کر دیا۔ پھر اس نے کمرے سے
نکل کر رانا ہاؤس کے آپریشن روم میں جا کر وہاں کا خودکار حفا
سسٹم آن کیا اور پھر رانا ہاؤس سے نکلتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں اس کی کار رائل چوک کے کمرشل پلازہ کی جا
اڑی جا رہی تھی۔ جہاں اس نے بلیک پینتھر کو پہنچنے کی ہدایات د
تھیں۔ اس کے چہرے پر ہنوز سنجیدگی طاری تھی۔ جوزف کو ا
کرنے کا مقصد چونکہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اس لئے وہ خاصا
ہوا نظر آ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں عمران رائل چوک کے کمرشل پلازہ
قریب پہنچ گیا۔ اس نے کمرشل پلازہ کے قریب کار روکی ہی تھی
ایک طرف سے ایک لمبا تڑنگا اور خوش شکل نوجوان چلتا ہوا اس
کار کے قریب آ گیا۔ وہ نہایت قوی ہیکل تھا۔ اس کا جسم انتہ
سڈول اور ٹھوس تھا۔ اس کی پیشانی چوڑی اور آنکھیں بے حد چمک
تھیں جو اس کی بے پناہ ذہانت کی غماز تھیں۔ یہ کیپٹن حمزہ تھا
اصل میں بلیک پینتھر تھا۔

"میں آ گیا ہوں پرنس"۔ بلیک پینتھر نے کار کی کھڑکی کے قریب
کر عمران کو مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب

بلیک پینتھر عمران کا جواب سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ عمران
ھی طرح سے سمجھ چکا تھا کہ عمران کس طبیعت کا مالک ہے۔

"آپ کیا کر سکتے ہیں"۔ بلیک پینتھر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں کھری کھری سنا سکتا ہوں۔ تمہیں اٹھا کر نیچے پٹخ سکتا
ہوں اور تمہارا سر گنجا کر کے اس پر طبلہ بھی بجا سکتا ہوں"۔ عمران نے
تو بلیک پینتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو پھر کار میں بیٹھو۔ الو کی طرح دھوپ میں کیوں کھڑے ہو"۔
عمران نے کہا تو بلیک پینتھر ہنستا ہوا دوسری طرف آیا اور سائیڈ والی
سیٹ کا دروازہ کھول کر عمران کے برابر بیٹھ گیا۔

"ہادی کیا چیز ہے"۔ عمران نے دوبارہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھنے میں وہ ایک عام منحنی سا آدمی ہے مگر حقیقت میں وہ چھٹا
ہوا بدمعاش ٹائپ کا آدمی ہے۔ سمگلنگ سے لے کر قتل تک ہر کام
کرتا ہے۔ بار کے تہہ خانوں میں اس نے باقاعدہ جوا خانہ بنا رکھا ہے
جہاں شہر کے شرفاء کو بھی اکثر آتے جاتے دیکھا گیا ہے"۔ بلیک پینتھر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ ایسا آدمی ہے تو اب تک وہ زندہ کیوں ہے۔ تم نے اور
تمہارے آدمیوں نے اس پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا"۔ عمران نے سرد
لہجے میں کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

"میرے آدمی اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں پرنس۔ لیکن وہ خاصا
ہوشیار اور ہاتھ پاؤں بچا کر کام کرنے والا انسان ہے۔ ابھی تک

ہمارے ہاتھ اس کے خلاف کوئی ایسا ثبوت نہیں لگ سکا ہے جس کی
بنیاد پر ہم اس کے خلاف ایکشن لے سکیں۔ جیسے ہی ہمیں اس کے
خلاف ٹھوس ثبوت ملیں گے اس کے خلاف ایکشن میں آجائیں گے"۔
بلیک پینتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کہاں ہے جیکی بار"۔ عمران نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"رنگ روڈ کی طرف چلیں۔ وہاں گرین بلڈنگ کی بیسمنٹ میں
اس کی بار ہے"۔ بلیک پینتھر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا
دیا اور پھر کار نہایت تیزی سے شہر کی سڑکوں پر دوڑنے لگی۔

کافرستانی وزیراعظم اپنے جہازی سائز کے آفس میں بیٹھے کسی فائل
کے مطالعے میں مصروف تھے کہ میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے
فون سیٹوں میں سے ایک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وزیراعظم نے
چونک کر سر اٹھایا۔ فائل بند کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس"۔ وزیراعظم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس پنڈت نارائن بول رہا ہوں
جناب"۔ دوسری طرف سے پنڈت نارائن کی آواز سنائی دی اور پنڈت
نارائن کی آواز سن کر وزیراعظم کے چہرے پر ناخوشگوار سے تاثرات
پھیل گئے۔

"یس مسٹر پنڈت نارائن۔ کس لئے فون کیا ہے"۔ وزیراعظم
نے ناگوار اور انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس وقت وہ پاکیشیا پر ٹاپ
میزائل سے کئے جانے والے حملے کی پروفیسر راٹھور کی بنائی ہوئی

رپورٹ پڑھ رہا تھا جو اسے پروفیسر راٹھور نے سائی گان آئی لینڈ سے روانہ کی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق اگلے پندرہ روز میں پاکیشیا پر چاروں میزائل فائر کر دیئے جائیں گے۔ جس سے پاکیشیا کا وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا۔ اس فائل میں حملے کا مکمل ٹائم فریم بنا دیا گیا تھا۔ جسے وزیراعظم نہایت دلچسپی اور انہماک سے پڑھ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت پنڈت نارائن کی کال اس کے لئے کوفت کا باعث بنی تھی۔

"جناب میرے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے سے ایک اہم رپورٹ ہے۔ اس سلسلے میں میرا آپ سے ملنا بہت ضروری ہے۔ کیا آپ اپنے قیمتی وقت میں سے مجھے کچھ وقت دے سکتے ہیں"۔ دوسری طرف سے پنڈت نارائن نے کہا۔ اس نے شاید وزیراعظم کا ناگوار پن محسوس کر لیا تھا اس لئے اس نے ٹو دی پوائنٹ بات کی تھی اور اس کی بات سن کر وزیراعظم حقیقتاً بری طرح سے چونک پڑا تھا۔ پنڈت نارائن نے جیسے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اوہ کیا رپورٹ ہے تمہارے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں"۔ وزیراعظم نے چونکتے ہوئے اور تیز لہجے میں کہا۔

"سر، اسی لئے میں آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگ رہا ہوں۔ میں ساری تفصیل آپ کے پاس آ کر آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اب جائیں"۔ وزیراعظم نے چونک کر کہا۔

"تھینک یو سر"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ اس کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔ وزیراعظم نے فون بند کر کے انٹرکام پر ملٹری سیکرٹری کو پنڈت نارائن کی آمد کی اطلاع دے دی۔ کچھ دیر کے بعد پنڈت نارائن وزیراعظم کے سامنے تھا۔ اس کا چہرہ جوش سے تمتما رہا تھا۔

"ہاں تو بتائیں مسٹر پنڈت نارائن۔ آپ کے پاس کیا اطلاع ہے"۔ وزیراعظم نے پوچھا۔

"سر، کیا آپ نے ریڈ سٹار ایجنسی کو پاکیشیا میں کسی مشن پر بھیجا ہے"۔ پنڈت نارائن نے اچانک کہا تو وزیراعظم بری طرح سے چونک اٹھا۔

"ریڈ سٹار ایجنسی۔ نہیں، کیوں"۔ وزیراعظم نے کہا۔ اس کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"سر میری اطلاع کے مطابق کرنل راکیش اس وقت پاکیشیا میں ہیں۔ وہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کو سائی گان آئی لینڈ جانے سے روکنے کے لئے وہاں پہنچے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اوہ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کرنل راکیش اتنی جلدی پاکیشیا کیسے پہنچ گیا۔ اس سلسلے میں اس نے مجھے انفارم کیوں نہیں کیا اور آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرنل راکیش علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سائی گان آئی لینڈ جانے سے روکنے کے لئے وہاں پہنچا ہے"۔ وزیراعظم نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"کرنل راکیش نے پاکیشیا میں موجود میرے ایک آدمی جو پاکیشیا میں فارن ایجنٹ کے طور پر کام کیا ہے، سے رابطہ کیا تھا اور انہوں نے میرے اس آدمی جس کا نام رگوناتھ ہے کو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کام سونپا تھا۔ پھر رگوناتھ نے کرنل راکیش کو بتایا کہ وہ ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو نہ صرف عمران کا ساتھی ہے بلکہ سپیشل مشنز پر وہ علی عمران اور اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔

"کرنل راکیش کے کہنے پر رگوناتھ نے اس آدمی جو کہ اصل میں عمران کا باڈی گارڈ ایک حبشی ٹائپ جوزف تھا کو اٹھوا لیا۔ کرنل راکیش جوزف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے فوری طور پر پاکیشیا روانہ ہو گئے۔ یہ رپورٹ مجھے رگوناتھ کے نمبر ٹو سارن نے دی ہے وہ ہمارا آدمی ہے۔

ادھر دوسری طرف میرے ایک اور فارن ایجنٹ کالی داس نے مجھے رپورٹ دی کہ اس نے علی عمران کے ساتھیوں کو ایئرپورٹ پر دیکھا تھا۔ وہ چونکہ اپنے اصلی حلیوں میں تھے اس لئے کالی داس نے ان کو آسانی سے پہچان لیا تھا۔ کالی داس نے اس کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کیں تو اسے معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک سپیشل طیارہ چارٹرڈ کرایا گیا ہے۔ اس طیارے کی منزل مگوڈیا ہے۔ ادھر سر مگوڈیا وہ آئی لینڈ ہے جہاں سے سائی گان آئی لینڈ زیادہ سے زیادہ دو ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ علی عمران اور اس

کے ساتھی یقینی طور پر مگوڈیا کے راستے سائی گان آئی لینڈ پہنچنا چاہتے ہیں۔

مگوڈیا میں مسلم حکومت ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس ملک سے باقاعدہ سفارتی تعلقات کے تحت بات چیت کر کے ان کی امداد حاصل کی گئی ہے۔ ورنہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرح بغیر میک اپ کے چارٹرڈ طیارے میں وہاں نہ جاتے۔ بہرحال یہ طے ہے کہ علی عمران کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مگوڈیا سے سائی گان آئی لینڈ پہنچنے کا پروگرام ہے اور کالی داس کی اطلاع کے مطابق وہ لوگ پاکیشیا ایئرپورٹ سے مگوڈیا کے لئے نکل چکے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے جلدی جلدی ساری تفصیل وزیراعظم کو بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ، ویری بیڈ۔ ویری بیڈ"۔ آخر وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا"۔ وزیراعظم کے منہ سے نکلا۔

" یس سر، اگر انہیں روکا نہ گیا تو وہ یقینی طور پر سائی گان آئی لینڈ پہنچ جائیں گے اور........" پنڈت نارائن نے کہا۔

" مگر شیطانوں کے اس ٹولے کو روکا کس طرح سے جا سکتا ہے۔ اس کا کوئی طریقہ تو ہو"۔ وزیراعظم نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔

" ایک طریقہ ہے سر"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مطلب کی طرف آتے ہوئے جلدی سے کہا۔

" وہ کیا۔ جلدی بتاؤ"۔ وزیراعظم نے چونک کر کہا۔

" سر، اگر آپ اجازت دیں تو ہم انہیں روک سکتے ہیں۔ بلکہ اس

بار میں نے اس قدر فول پروف پلاننگ کی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح سے میرے ہاتھوں نہیں بچ سکیں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہونہہ، تو کیا تم ان کے خلاف مگوڈیا میں جا کر کام کرو گے"۔ وزیر اعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر، مگوڈیا مسلم ریاست ہے۔ اول تو وہ ہمیں مگوڈیا میں آنے ہی نہیں دیں گے دوسرے وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ہم کسی بھی طرح کھل کر کام نہیں کر سکیں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"پھر تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ وزیر اعظم نے پنڈت نارائن کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر مگوڈیا کے مغرب میں ایک اور آئی لینڈ ہے جس کا نام جاڈیا ہے۔ وہ جزیرہ مگوڈیا سے تقریباً دو سو کلومیٹر دور ہے۔ وہاں مسلم حکومت بھی نہیں ہے۔ اس ملک کے ساتھ ہمارے سفارتی تعلقات بہت اچھے ہیں۔ اگر آپ ان سے بات کریں تو ہم وہاں پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف زبردست ایکشن لے سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی سائی گان آئی لینڈ کی طرف سمندری راستے سے سفر کریں گے تب بھی ہماری نظروں سے نہیں بچ سکیں گے اور اگر وہ ہوائی ذریعہ اپنائیں گے تب بھی ہم ان کو آڑے ہاتھوں لے سکتے ہیں۔

مگوڈیا کے جنوب میں گھنے جنگل ہیں۔ شمال کی طرف گہری اور خوفناک دلدلیں ہیں جبکہ مغرب کی جانب اونچی اونچی پہاڑیاں ہیں اس لئے وہ لامحالہ مشرق کی طرف سے آئیں گے کیونکہ مشرق کی سمت سے ہی سائی گان آئی لینڈ کو راستہ جاتا ہے۔ ہم اگر سمندر میں ہی ان کے لئے پکٹنگ کر لیں تو ہم انہیں آسانی کے ساتھ اپنا شکار بنا سکتے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اوہ، ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی اس وقت جاڈیا کی حکومت ہمارے کام آسکتی ہے۔ ویسے بھی جاڈیا اور مگوڈیا کے درمیان ہر وقت شدید کشیدگی رہتی ہے وہ آئے دن ایک دوسرے پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ اگر ہم ان سے کہیں کہ جاڈیا کے خلاف کام کرنے کے لئے مگوڈیا نے پاکیشیائی جاسوسوں کی امداد حاصل کی ہے تو وہ سمندر میں دور دور تک اپنی فوج پھیلا دیں گے جو نہ مگوڈیا کے کسی شپ کو وہاں سے گزرنے دیں گے اور نہ ہی کوئی طیارہ اس طرف سے گزر سکے گا۔ اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جاڈیا کی پوری فوج حرکت میں آجائے گی جس سے عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکیں گے۔ ویری گڈ، واقعی یہ ترکیب شاندار ہے۔ بے حد شاندار"۔ وزیر اعظم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"یس سر، لیکن عمران اور اس کے ساتھی جاڈیا کی فوج کے بس کے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ میں ہی ٹکر لے سکتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہونہہ، ایرو ایئر کرافٹس کے سلسلے میں جب علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان میں آئے تھے تب آپ ان کا کچھ نہیں بگاڑ پائے تھے پھر آپ ایک غیر ملک میں جا کر ان کے خلاف کیا خاک کام کریں گے"۔ وزیراعظم نے جھلا کر کہا۔

"سر اس وقت مجھ سے چند کوتاہیاں سرزد ہوئی تھیں جن کی وجہ سے علی عمران اور اس کے ساتھی میرے ہاتھوں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر اب میں نے اپنی کوتاہیوں پر قابو پا لیا ہے۔ اس بار وہ کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکیں گے"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے کہا۔

"سوچ لیں، اگر اس بار بھی ایسا ہوا تو ...." وزیراعظم نے پنڈت نارائن کو ترچھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر، ایسا نہیں ہوگا۔ آپ مجھے ایک موقع دیں۔ صرف ایک موقع"۔ پنڈت نارائن کا لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کو لاسٹ چانس دے دیتا ہوں۔ لیکن ناکامی کی صورت میں آپ نہ سیکرٹ سروس کے چیف رہیں گے اور نہ ہی اس بار آپ کو معاف کیا جائے گا۔ اس منصوبے کی تباہی کافرستان کی شکست ہے اور میں کسی بھی طور پر کافرستان کی شکست برداشت نہیں کر سکتا"۔ وزیراعظم نے چند لمحے توقف کے بعد کہا تو پنڈت نارائن کا چہرہ کھل اٹھا۔

"تھینک یو سر۔ تھینک یو ویری مچ۔ اس بار شکست صرف اور

ف عمران اور اس کے ساتھیوں کے حصے میں آئے گی۔ کافرستان کی لمت ہم سب کی عظمت ہے اور میں کافرستان کی عظمت بچانے کے ے علی عمران تو کیا پوری دنیا سے ٹکر لے سکتا ہوں"۔ پنڈت نارائن ے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"گڈ، مجھے آپ کے جذبات کی قدر ہے۔ میں ابھی جاڈیا کے اعلیٰ کام سے بات کرتا ہوں۔ میں ان سے سفارش کروں گا کہ وہ آپ کو و آپ کے ساتھیوں کو جاڈیا آنے کی اجازت دیں اور پاکیشیا کے ہ سوسوں سے مقابلے میں آپ کی معاونت کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ہ میری سفارش کو رد نہیں کریں گے"۔ وزیراعظم نے کہا تو پنڈت رائن نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

جوزف نے ایک زوردار جھرجھری لی اور پھر اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے ہی لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سارے جسم میں آگ سی لگی ہوئی ہو۔ کرنل راکیش نے اس پر ظلم کی انتہا کر دی تھی۔ کرنل راکیش نے پہلے ہتھوڑی سے اس کے پیروں کی تمام انگلیوں کو نہایت بے دردی سے توڑ دیا تھا پھر اس نے اس کے زخموں پر تیزاب ٹپکایا تھا جس سے جوزف کی حالت انتہائی غیر ہو گئی تھی۔

کرنل راکیش اس کے ساتھ انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اس نے جس بے دردی اور سفاک پن سے جوزف کی جس طرح کھال ادھیڑی تھی اس سے کرنل راکیش کی درندگی کھل کر جوزف کے سامنے آ گئی تھی۔ جوزف نے کرنل راکیش کے ہر ظلم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ اس نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ نہیں

یا تھا جس پر غصے میں آکر کرنل راکیش نے اس کی کمر پر تیزاب ت دیا تھا۔ تیزاب اس قدر تیز اور خطرناک تھا کہ اس نے نہ صرف وزف کا لباس بلکہ اس کی کمر کی پوری کھال جلا دی تھی اور جوزف کی ریاں نظر آنے لگ گئی تھیں۔

جوزف اس خوفناک اذیت کی تاب نہ لا کر بار بار بے ہوش ہو وتا تھا جس پر کرنل راکیش کے حکم سے رگوناتھ اسے ہر بار ہوش یں لے آتا تھا اور جوزف کے ہوش آنے پر کرنل راکیش اس پر پھر ے ظلم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیتا۔ یہاں تک کہ اس نے جوزف کو یک دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے اس کے دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی تھیلیوں پر بڑے بڑے کیل ٹھونک دیئے تھے۔

جوزف کی حالت انتہائی دگرگوں تھی۔ یہ تو اس کا ٹھوس اور ولادی جسم تھا جو اس قدر خوفناک اذیتیں سہنے کے باوجود ابھی تک ائم تھا ورنہ جوزف کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ شاید اب تک ان وفناک اذیتوں میں سے ایک بھی اذیت برداشت نہ کر پاتا اور ذیت کے پہلے ہی مرحلے پر ہلاک ہو چکا ہوتا۔

"ہونہہ، آخر تم کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ اس قدر ظلم اگر میں نے کسی پہاڑ پر بھی توڑے ہوتے تو وہ بھی اپنا منہ کھول دیتا۔ مگر تم"۔ کرنل راکیش نے جو جوزف کے سامنے زخمی شیر کی طرح ادھر دھر ٹہل رہا تھا گرجتے ہوئے کہا۔ رگوناتھ بھی اس کے قریب ہی کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ایک خالی سرنج تھی شاید اس نے ایک بار پھر

جوزف کو انجکشن لگا کر اسے ہوش دلایا تھا۔

"میں جوزف دی گریٹ ہوں۔ جس کے ارادے پہاڑوں
اونچے اور چٹانوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اگر تمہارے دل میں کوئی
حسرت ہو تو وہ بھی نکال لو۔ لیکن جوزف دی گریٹ کی زبان
تمہارے سامنے نہیں کھلے گی۔ کبھی نہیں"۔ شدید تکلیف اور اذیت
میں ہونے کے باوجود جوزف نے انتہائی سرد اور زہریلے ناگ کی طرح
سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"۔ کرنل راکیش نے جبڑے بھینچ کر انتہائی نفرت زدہ
انداز میں ہنکارہ بھرا۔ اس کے چہرے پر بے بسی کے آثار تھے۔ جسے
دیکھ کر جوزف زخمی سی ہنسی ہنس رہا تھا۔

"باس، میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا اس سے کچھ اگلوا لینا آسان
نہیں ہوگا"۔ رگوناتھ نے کہا اور کرنل راکیش پلٹ کر اسے کھا
جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"تم کس مرض کی دوا ہو۔ برسوں سے یہاں رہ رہے ہو۔ اتنا بھی
نہیں کر سکے کہ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں
معلومات حاصل کر سکو کہ وہ کہاں آتے جاتے ہیں اور ان کے پتے
ٹھکانے کہاں ہیں"۔ کرنل راکیش نے رگوناتھ پر الٹتے ہوئے کہا۔ اس
کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا جس سے رگوناتھ بری طرح سے سہم گیا تھا۔

"علی عمران جس فلیٹ میں رہتا ہے مجھے اس کا پتہ معلوم ہے باس
مگر......"۔ رگوناتھ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر، مگر کیا"۔ کرنل راکیش نے چونک کر پوچھا۔

"اس فلیٹ میں علی عمران اپنے ایک ملازم کے ساتھ رہتا ہے۔
جس روز آپ نے مجھے کال کی تھی میں اسی دن سے اپنے آدمیوں سے
اس فلیٹ کی نگرانی کروا رہا ہوں۔ مگر علی عمران نے ابھی تک فلیٹ کا
رخ نہیں کیا۔ اس لئے میں نے آپ کو اس جوزف کی ٹپ دی تھی"۔
رگوناتھ نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ، اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی اور ٹپ نہیں ہے۔
عمران کہیں تو آتا جاتا ہوگا۔ کسی نہ کسی سے تو ملتا ہوگا"۔ کرنل
راکیش نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس، یس باس۔ ایک آدمی ہے جو ہمیں عمران اور اس کے
ساتھیوں کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ بلکہ اس سے ہمیں عمران اور
اس کے ساتھیوں کے پروگرام کے بارے میں بھی تمام انفارمیشن مل
سکتی ہے"۔ اچانک رگوناتھ نے چونکتے ہوئے کہا تو کرنل راکیش بھی
چونک پڑا۔

"اوہ، کون ہے وہ۔ جلدی بتاؤ"۔ کرنل راکیش نے تیز لہجے میں
کہا۔ جوزف بھی چونک کر رگوناتھ کی جانب دیکھنے لگا تھا۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان۔ سر سلطان ہی ایک ایسے
انسان ہیں جس سے عمران کا زیادہ ملنا جلنا ہے بلکہ میری انفارمیشن
کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کنٹرول بھی انہی کے ہاتھ میں
ہے"۔ رگوناتھ نے کہا اور اس کے منہ سے سر سلطان کا نام سن کر

جوزف نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ اس کے رگ و پے میں
کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

"سر سلطان، اوہ احمق انسان۔ تم نے اس کے بارے میں
کیوں نہیں بتایا۔ اس قدر اہم آدمی کو چھوڑ کر میں خواہ مخواہ اس پتھر
اپنا وقت ضائع کرتا رہا"۔ کرنل راکیش نے غصے سے رگوناتھ
گھورتے ہوئے کہا۔

"سس، سوری باس"۔ رگوناتھ نے کرنل راکیش کو غصے میں
دیکھ کر سہم کر کہا۔

"واٹ سوری۔ جاؤ اور جلد سے جلد سر سلطان کو اٹھا کر یہاں لے
آؤ۔ وہ بوڑھا آدمی ہوگا۔ اس کی بوڑھی ہڈیوں میں اتنی جان نہیں ہوگی
کہ وہ جوزف کی طرح اپنی ہٹ دھری پر قائم رہ سکے"۔ کرنل راکیش
نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ رگوناتھ نے کہا اور تیزی سے باہر جانے والے
دروازے کی طرف لپکا۔

"رکو، میری بات سنو"۔ اچانک جوزف نے حلق کے بل غراتے
ہوئے کہا تو نہ صرف رگوناتھ رک کر اس کی طرف پلٹ پڑا بلکہ کرنل
راکیش بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"سر سلطان کو یہاں لانے کی ضرورت نہیں ہے"۔ جوزف نے
غراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم بتاؤ گے عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ"۔ کرنل

راکیش نے جوزف کے قریب آتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، میں بتاؤں گا"۔ جوزف نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے
اچانک اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر کے ایک زوردار جھٹکا
دیا۔ اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور اس کی ہتھیلیوں میں
گھسے ہوئے کیل دیوار سے یکلخت اکھڑ گئے۔ اس سے پہلے کہ کرنل
راکیش اور رگوناتھ کچھ سمجھتے اچانک جوزف نے کرنل راکیش کو
اس زور سے دھکا دیا کہ کرنل راکیش اچھل کر پیچھے کھڑے رگوناتھ
سے جا ٹکرایا۔ وہ دونوں ایک ساتھ گرے تھے۔

جوزف زخمی سانڈ کی طرح کرنل راکیش کی طرف بڑھا لیکن کرنل
راکیش بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے کروٹ بدلی
اور اچھل کر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی اس نے اپنی ایک ٹانگ
اٹھا کر پوری قوت سے جوزف کے سینے پر مار دی۔ جوزف کو ایک
زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ ایک تو وہ
بری طرح سے زخمی تھا اور دوسرے اس کی کمر تیزاب سے جلی ہوئی تھی
اس لئے پشت کے بل گرنے کی وجہ سے اس کا سانس گھٹ گیا تھا۔
اس کے دماغ پر یکلخت اندھیروں نے یلغار کر دی۔ جوزف نے سر
جھٹک کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے کرنل راکیش
نے جوزف جیسے دیو کو اپنے دونوں ہاتھوں میں کسی ننھے بچے کی طرح
اٹھا کر فضا میں اچھال دیا۔ اس نے جوزف کو پوری قوت سے کمرے
کی ایک دیوار پر مارنے کی کوشش کی تھی مگر اس سے پہلے کہ جوزف

دیوار سے ٹکراتا اس نے اچانک کمان کی طرح مڑ کر اپنا رخ پلٹا اور وہ کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا کرنل راکیش سے آ ٹکرایا۔ اس کی مہارت واقعی حیرت انگیز تھی۔ کرنل راکیش اچھل کر پشت کے بل دور جا گرا تھا۔ جوزف نے اپنی ساری توانائی مجتمع کرتے ہوئے کسی ماہر بازی گر کی طرح اپنا جسم گھمایا اور زمین پر پیروں کے بل آ کھڑا ہوا۔ وہ اپنے زخمی پیروں پر کھڑا تھا جو اس کی قوت برداشت کا واقعی ایک بہت بڑا ثبوت تھا۔

اسی لمحے اس کے قریب کھڑے رگوناتھ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالنا چاہا مگر اسی لمحے جوزف نے پلٹ کر اس کے سر پر اس قدر قوت سے گھونسہ مارا کہ رگوناتھ اچھل کر دور جا گرا اور چند لمحے تڑپ کر یوں ساکت ہو گیا جیسے اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہو۔

"پہلے میں اس درندے سے نپٹ لوں۔ پھر تم سے بات کرتا ہوں غدار لومڑ"۔ جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت، تم نے کرنل راکیش پر حملہ کیا ہے۔ میں تمہیں چیر کر رکھ دوں گا"۔ کرنل راکیش نے کھڑے ہو کر جوزف کی جانب قہربار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرا جو حال کیا ہے۔ اس سے بدتر میں تمہارا حال کروں گا کافرستانی چوہے"۔ جوزف نے غرا کر کہا۔ اسی لمحے کرنل راکیش نے جوزف پر چھلانگ لگائی۔ اس نے جوزف کے قریب آ کر قلابازی کھائی

اور اپنے پیر جوڑ کر جوزف کی ٹھوڑی پر مارنے کی کوشش کی مگر جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں پیر پکڑ کر اپنا گھٹنا موڑ کر کرنل راکیش کے پیٹ میں مار دیا۔ کرنل راکیش ایک خوفناک چیخ مار کر اوپر کو اچھلا تھا۔ اسی لمحے جوزف نے اس کے پیروں کو جھٹکا دے کر اسے ایک بار پھر زمین پر پٹخ دیا۔ لیکن کرنل راکیش یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے زمین پر سپرنگ لگے ہوئے ہوں اور ان سپرنگوں نے فوراً ہی کرنل راکیش کو اوپر اچھال دیا ہو۔ اس نے اچانک لوٹنی لگانے والے انداز میں چھلانگ لگائی اور نہایت تیزی سے جوزف کے قریب آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے جوزف پر جوجستو کا نہایت خوفناک وار کیا۔ اس کا دایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جوزف کے پہلو پر پڑا تھا اور جوزف جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹتا چلا گیا تھا۔ اسی لمحے کرنل راکیش نے انتہائی مہارت سے قلابازی کھائی اور دونوں پیر جوڑ کر جوزف پر اس انداز میں مارے کہ جوزف اچھل کر پشت کے بل گر پڑا اور جوزف کو اپنے جسم میں درد کی تیزی لہر سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کے لئے اندھیرا سا آ گیا تھا۔ لیکن اس نے زور سے سر جھٹک کر اس اندھیرے سے فوراً ہی نجات حاصل کر لی تھی۔

کرنل راکیش نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور اس نے فضا ہی میں گھٹنے موڑ کر پوری قوت سے جوزف کے سینے پر مار کر اس کی پسلیاں توڑنی چاہئیں مگر شدید تکلیف میں ہونے کے باوجود جوزف

تیزی سے کروٹ بدل گیا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل راکیش زمین پر آتا جوزف کی لات نیم دائرے کی صورت میں گھومی اور کرنل راکیش کی کمر سے ٹکرائی ۔ کرنل راکیش اچھل کر پیچھے جا گرا۔ اس بار جوزف نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ کرنل راکیش بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

" تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی ہو گی جوزف۔ اب تم میرے وار سے کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکو گے"۔ کرنل راکیش نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم بزدل چوہے۔ تم نے جوزف دی گریٹ پر جو ظلم کیا ہے اس کا تمہیں پورا پورا حساب دینا ہو گا"۔ جوزف نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔

جوزف کے زخموں سے خون بری طرح سے رس رہا تھا اور اسے اپنے جسم کا رواں رواں چٹختا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ تکلیف کی شدید لہریں اسے اپنے سارے جسم میں دوڑتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں مگر اس کے باوجود جوزف کسی دیو کی طرح تنا کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر انتقام کے سائے لہرا رہے تھے اور اس کی آنکھیں غصے سے یوں سرخ ہو رہی تھیں جیسے یکلخت ان میں خون ہی خون بھر گیا ہو۔

اسی لمحے کرنل راکیش کے حلق سے زخمی درندے جیسی غراہٹ نکلی۔ اس نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور پھر فضا میں ہی گھوم گیا اور پھر وہ اس قدر تیزی سے جوزف کی طرف آیا جیسے ٹانگیں مار کر وہ ایک

ہی جھٹکے میں جوزف کی گردن توڑ دے گا۔ مگر جوزف نے اسی لمحے جھپٹ کر اپنے دونوں ہاتھ آگے کر کے کرنل راکیش کی ہوا میں پھیلی ہوئی ٹانگیں پکڑیں اور اسے زور سے جھٹکا دیا۔ کرنل راکیش اس زور سے زمین سے ٹکرایا کہ دھماکے کی زوردار آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس بار کرنل راکیش کے حلق سے بھی نکلنے والی چیخ بے حد لرزہ خیز تھی۔ وہ زمین پر گر کر تیزی سے پلٹا مگر اسی لمحے جوزف نے جھپٹ کر اسے یکدم اوپر اٹھا لیا اور اپنے سر کی ٹکر کرنل راکیش کی ناک پر مار دی۔ کرنل راکیش جوزف کے ہاتھوں میں ذبح کئے ہوئے بکرے کی طرح ڈکرانے لگا تھا۔ اس کی ناک سے یکلخت خون کا فوارہ چھوٹ نکلا تھا۔ جوزف نے کرنل راکیش کو سر سے بلند کر کے پوری قوت کے ساتھ سامنے دیوار کی طرف پھینک دیا۔ کرنل راکیش دیوار سے ٹکرا کر زوردار دھماکے سے زمین پر آ گرا تھا اور یوں تڑپنے لگا تھا جیسے اس کی کئی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ جوزف آگے بڑھا اور اس نے ایک بار پھر کرنل راکیش کو اٹھا کر دیوار پر دے مارا اور کرنل راکیش بری طرح سے چیختا ہوا تڑپنے لگا۔

جوزف نے چھلانگ لگائی اور کرنل راکیش کے سینے پر چڑھ گیا۔ اس کے بھاری بھر کم بوجھ تلے آ کر کرنل راکیش کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اسی لمحے جوزف نے اپنی ایک انگلی نیزے کی طرح بڑھائی اور کرنل راکیش کی بھیانک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ جوزف نے کرنل راکیش کی آنکھ میں

انگلی گھسیڑ دی تھی۔ کرنل راکیش کی آنکھ کا ڈھیلا باہر آ گیا تھا۔ اب
اس کی آنکھ خون اور غلیظ مواد سے بھرا ہوا گڑھا معلوم ہو رہا تھا۔

پھر جوزف نے یہی حشر اس کی دوسری آنکھ کا کیا تھا۔ کرنل
راکیش جوزف کے نیچے دبا بری طرح سے تڑپ اور چیخ رہا تھا۔ لیکن
اس وقت جوزف کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا۔ جیسے اس کے
سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفقود ہو گئی ہوں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے
کرنل راکیش نے جوزف کے ساتھ جو ظلم کیا تھا جوزف اس سے اس
کا پورا پورا بدلہ لینا چاہتا ہو۔

کرنل راکیش جوزف کو گرانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا مگر
جوزف اسے اپنے نیچے سے نکلنے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔ پھر جوزف
نے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا تو کڑک کی زوردار آواز کے
ساتھ کرنل راکیش کا بازو ٹوٹ گیا۔ کرنل راکیش کی چیخیں کمرے
کی چھتیں اڑا رہی تھیں مگر جوزف اس پر کوئی رحم نہیں کھا رہا تھا۔
اس نے اسی طرح جھٹکے سے کرنل راکیش کا دوسرا بازو بھی توڑ دیا۔
کرنل راکیش تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہو گیا تھا۔

اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر جوزف پر جیسے جنون سا طاری ہو گیا
تھا۔ اس نے زور زور سے کرنل راکیش کے چہرے پر تھپڑوں کی
بارش کر دی۔ چند ہی لمحوں میں کرنل راکیش کو ہوش آ گیا اور وہ
ایک بار پھر ہولناک انداز میں چیخنے لگا۔

" اب بتاؤ۔ اب تمہیں یقیناً پتہ چل گیا ہو گا کہ ظلم اور تشدد کسے

کہتے ہیں"۔ جوزف نے سفاکی سے کہا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ گیا۔

"ج۔ جوزف۔ تت، تم۔ تم"۔ کرنل راکیش کے حلق سے بھنچی
بھنچی آواز نکلی۔ اسی لمحے جوزف نے کرنل راکیش کی دونوں ٹانگیں
پکڑیں اور اسے اٹھا کر پوری قوت سے دیوار کے ساتھ مار دیا۔ کرنل
راکیش کا سر اس زور سے دیوار سے ٹکرایا کہ "پڑاخ" کی آواز سنائی دی
اور کرنل راکیش کا سر کسی ناریل کی طرح پھٹ گیا۔ جوزف نے اس
کی ٹانگیں اسی طرح سے پکڑ رکھی تھیں اور پھر اس نے کرنل راکیش
کو شدید غصے اور نفرت کے عالم میں کسی دھوبی کے کپڑے کی طرح
اٹھا اٹھا کر زمین پر مارنا شروع کر دیا۔ کرنل راکیش کی کھوپڑی کے
ٹکڑے ہو گئے تھے۔ جوزف جس طرح اسے اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخ رہا تھا
اس سے یقینی طور پر کرنل راکیش کی ہڈیاں چور چور ہو گئی تھیں اور
وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا تھا۔

جوزف نے غصے اور نفرت سے کرنل راکیش کو ایک طرف
پھینک دیا۔ اس کا سارا جسم خون سے نہایا ہوا تھا۔

جیسے ہی جوزف نے کرنل راکیش کی لاش پھینکی اسی لمحے اسے
رگوناتھ کی پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" بس جوزف، اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے"۔ رگوناتھ کی آواز
سن کر جوزف زخمی ناگ کی طرح سے پلٹا تھا۔ رگوناتھ دیوار کے ساتھ
لگا کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اسے ہوش میں دیکھ کر
جوزف کی آنکھوں میں واقعی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے

جس قوت سے اس کے سر پر گھونسہ مارا تھا اس سے رگو ناتھ کو کئی گھنٹوں تک ہوش نہیں آنا چاہئے تھا مگر وہ نہ صرف ہوش میں تھا بلکہ موت بن کر جوزف کے سامنے کھڑا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اس نے جان بوجھ کر ساکت ہو جانے کی اداکاری کی تھی وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ جوزف چونکہ کرنل راکیش سے برسرپیکار اس لئے اس کی توجہ رگو ناتھ کی طرف سے ہٹ گئی تھی۔ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر رگو ناتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔

" تم، سرخ لومڑ۔ تم مجھے مارو گے"۔ جوزف نے اس کی طرف غضبناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اب تمہارا زندہ رہنا میرے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس لئے "۔ رگو ناتھ نے غراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے جوزف پر فائرنگ کر دی۔ اسے ٹریگر پر انگلی دباتے دیکھ کر جوزف نے خود کو بچانے کے لئے تیزی سے اپنا جسم گھمایا مگر زخمی ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ تیزی سے نہ گھوم سکا تھا جس کی وجہ سے رگو ناتھ کے مشین پسٹل سے نکلی ہوئی ایک گولی اس کے دائیں کندھے کو چھیدتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی اور جوزف کے حلق سے دھاڑ نما خوفناک آواز نکلی اور وہ بائیں طرف کو جھک گیا۔ اگر اس نے خود کو تیزی سے نہ گھمایا ہوتا تو مشین پسٹل سے نکلنے والی بے شمار گولیاں اس کے جسم میں گھس جاتیں۔ اس سے پہلے کہ رگو ناتھ اس پر دوبارہ فائرنگ کرتا اسی لمحے جوزف کی ٹانگ حرکت میں آئی اور اس کے قریب پڑی

ہوئی ایک کرسی اڑتی ہوئی رگو ناتھ سے جا ٹکرائی۔ رگو ناتھ کے ہاتھ سے مشین پسٹل چھوٹ کر دور جا گرا اور اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ کرسی اس کے ہاتھ اور سینے سے ٹکرائی تھی جس کی وجہ سے وہ دوہرا سا ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا جوزف جس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا۔ تیزی سے اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اچانک سیدھے ہوتے ہوئے رگو ناتھ کی گردن پکڑ لی۔

جوزف کا چہرہ تکلیف کی وجہ سے بگڑا ہوا تھا اس کے ذہن میں بار بار اندھیرے کی یلغار ہو رہی تھی اور اس کا جسم یوں جھٹکے کھا رہا تھا جیسے اس کی روح قفس عنصری سے نکلنے کے لئے بے تاب ہو رہی ہو مگر اس کے باوجود جوزف نے رگو ناتھ کی گردن پوری قوت سے پکڑ کر اسے دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے ننھے بچے کی طرح اوپر اٹھا لیا تھا۔ رگو ناتھ بری طرح سے تڑپتا ہوا اس سے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کرنے لگا مگر جوزف کی گرفت اس قدر سخت تھی جیسے اس نے باقاعدہ رگو ناتھ کی گردن میں شکنجہ کس دیا ہو۔ رگو ناتھ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا جہاں سے بھنچی بھنچی آواز نکل رہی تھی اور اس کی آنکھیں اس حد تک پھیل گئی تھیں جیسے ابھی پھٹ پڑیں گی۔ پھر رگو ناتھ کی بھنچی بھنچی آواز معدوم ہوتی چلی گئی۔

اس سے پہلے کہ رگو ناتھ بے ہوش یا ہلاک ہوتا جوزف نے اسے ایک جھٹکے سے زمین پر پھینک دیا۔ اس سے پہلے کہ رگو ناتھ اٹھتا جوزف نے اس کا گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا اور پھر اس نے یکلخت فائر

کرکے رگو ناتھ کی ایک ٹانگ بے کار کر دی۔ رگو ناتھ ماہی بے آب کی طرح تڑپتے ہوئے چیخنے لگا مگر جوزف نے دوسرا فائر کرکے اس کی دوسری ٹانگ کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے تھے۔

"تم جیسے غدار اور اعتماد توڑنے والے سرخ لومڑوں کو میں کسی بھی صورت میں نہیں بخشتا"۔ جوزف نے غرا کر کہا اور اس نے ایک بار پھر فائرنگ کرکے اس کا ایک ہاتھ بے کار کر دیا۔ پھر جوزف کے ذہن میں یکلخت اندھیرا سا ہوتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے رگو ناتھ پر مسلسل فائرنگ شروع کر دی اور رگو ناتھ کا جسم شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنتا چلا گیا۔

جوزف رگو ناتھ پر اس وقت تک فائرنگ کرتا رہا جب تک مشین پسٹل کا میگزین خالی نہیں ہو گیا۔ مشین پسٹل سے جب ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ تو جوزف نے اسے ایک طرف پھینک دیا اور حقارت بھری نظروں سے رگو ناتھ کی لاش کو دیکھنے لگا۔ اس نے شدید زخمی اور تکلیف میں ہونے کے باوجود ان دونوں سے بدلہ لے لیا تھا اور ان دونوں کا اس قدر بھیانک حشر کر دیا تھا کہ ان کی لاشیں دیکھنے والا لرز لرز اٹھتا۔

اچانک جوزف کو باہر سے فائرنگ اور بھاگتے قدموں کی تیز آواز سنائی دی۔ فائرنگ کی آواز سن کر جوزف بے اختیار اچھل پڑا۔ مگر اب اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اپنے پاؤں پر بھی کھڑا رہ سکتا۔ اسی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور جوزف اچھل کر گر پڑا اور پھر اچانک

جیسے پوری عمارت دھماکوں سے گونج اٹھی۔ اسی لمحے جوزف کے دل و دماغ پر اندھیرے کی یلغار ہونے لگی۔ اس نے سر جھٹک کر اندھیرا دور کرنا چاہا مگر بے سود۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن پر اندھیرا پوری طرح سے حاوی ہو گیا تھا۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کیونکہ جوزف کی جو حالت تھی اس کا زندہ بچ جانا ناممکنات میں سے ہی تھا۔

عمران نے کار جیکی بار کی پارکنگ میں روکی اور پھر وہ بلیک تھنڈر کے ساتھ کار سے باہر آگیا۔ پھر وہ دونوں بار میں داخل ہو گئے۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی۔ عمران اور بلیک تھنڈر اس راہداری میں چلتے ہوئے راہداری کے سرے پر آگئے۔

" میں یہاں کے راستے اور کوڈ جانتا ہوں پرنس۔ اگر آپ میری پیروی کریں تو زیادہ بہتر ہو گا"۔ بلیک تھنڈر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ بلیک تھنڈر زیرزمین دنیا میں گھومتا رہتا ہے اس لئے وہ ان راستوں اور ان کے کوڈز سے اچھی طرح واقف ہو گا۔

دونوں راہداری کے سرے پر موجود ایک دروازے کے قریب آکر رک گئے۔ بلیک تھنڈر نے آگے بڑھ کر دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی۔ دوسرے ہی لمحے دروازے میں ایک چھوٹی سی

کی کھلی اور دوسری طرف سے ایک غنڈے کی خوفناک شکل دکھائی دی۔

" کون ہو تم"۔ اس غنڈے نے ان دونوں کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

" آندرے نے بھیجا ہے۔ کوڈ ہے سفید پرندہ"۔ بلیک تھنڈر نے کہا۔

" کتنے پرندے ہیں"۔ غنڈے نے اسی انداز میں پوچھا۔

" دو"۔ بلیک تھنڈر نے کہا۔ اس کی بات سن کر غنڈے کے چہرے پر موجود تناؤ کم ہو گیا۔ اس نے کھڑکی بند کی اور دوسرے ہی لمحے اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری میں تین مسلح غنڈے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

عمران اور بلیک تھنڈر آگے بڑھ گئے اور تیز تیز چلتے ہوئے سامنے موجود ایک اور دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں بھی ایک مسلح غنڈہ موجود تھا۔

" سفید پرندے"۔ بلیک تھنڈر نے کہا تو اس غنڈے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس نے دروازے کی سائیڈ پر لگے ایک کنٹرول پینل کے چند بٹن دبائے تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ عمران اور بلیک تھنڈر سیڑھیاں اتر کر ایک وسیع و عریض ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں بڑی بڑی میزیں بچھی ہوئی تھیں اور ان پر بڑے

بڑے شریف اور معزز لوگ انتہائی جوش و خروش سے جوا کھیلنے
مصروف تھے۔ ہال کی دیواروں کے پاس غنڈے ہاتھوں میں مش
گنیں لئے بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے اور کچھ ہال میں ادھر اد
گھومتے پھر رہے تھے۔ جن کی تعداد دس تھی۔

ہال کی مشرقی دیوار کے پاس ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جہاں کاؤنٹر م
نوٹ گننے اور جواریوں کو شراب کے ساتھ ٹوکن دینے میں مصروف
تھا۔ کاؤنٹر کے ساتھ ایک کمرے کا دروازہ تھا جہاں دو غنڈے بڑے
چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

" وہ ہادی کا کمرہ ہے"۔ بلیک پینتھر نے عمران سے مخاطب ہو کر ا
تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک پینتھر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

" ہمیں ہادی سے ملنا ہے"۔ بلیک پینتھر نے کاؤنٹر مین سے مخاطب
ہو کر کہا۔

" ماسٹر ہادی یہاں نہیں ہے۔ کیا کام ہے تمہیں"۔ کاؤنٹر مین
اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا اس کا انداز بے حد اکھڑا ہوا تھا۔

" آندرے نے بھیجا ہے۔ سپیشل ڈیل ہے"۔ بلیک پینتھر
کہا۔

" آندرے، سپیشل ڈیل۔ اوہ، مگر ماسٹر ہادی تو یہاں نہیں ہے۔
سارن موجود ہے۔ اس سے مل لو وہ ماسٹر ہادی کا نمبر ٹو ہے"۔ کاؤ
مین نے اس بار ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے جلدی سے کہا۔

" نہیں، ہم نے صرف ہادی سے ملنا ہے۔ بہت بڑی ڈیل ہے جس

لئے ہم ہادی کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتے"۔ بلیک پینتھر
کہا۔ کاؤنٹر مین چند لمحے غور سے بلیک پینتھر کو دیکھتا رہا پھر اس
کاؤنٹر پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر

یس باس، میں کاؤنٹر سے دلشاد بول رہا ہوں۔ یہاں دو آدمی آئے
۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بڑی سپیشل ڈیل کے لئے ماسٹر ہادی سے ملنا
ہتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ماسٹر ہادی یہاں موجود نہیں ہیں
ی جگہ آپ موجود ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ بہت بڑی ڈیل ہے جس کے
ے وہ ماسٹر ہادی کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتے"۔ کاؤنٹر مین نے
۔ پھر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

" یس باس، اوکے"۔ اس نے دوسری طرف سے بات سن کر
ؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" ماسٹر ہادی کسی ڈیل کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں۔
ن کی واپسی اگلے دو تین روز تک ممکن نہیں۔ ڈیل کرنی ہے تو باس
رن سے مل لو ورنہ تم جا سکتے ہو"۔ کاؤنٹر مین نے ایک بار پھر روکھا
یہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ بلیک پینتھر نے استفہامیہ نظروں سے
ان کی طرف دیکھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ ہم تمہارے باس سارن سے ہی مل لیتے ہیں"۔
یک پینتھر نے کہا۔

" اس کمرے میں چلے جاؤ۔ باس اندر ہی ہیں"۔ کاؤنٹر مین نے

کاؤنٹر سے ملحق کمرے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
عمران اور بلیک پینتھر نے اثبات میں سرہلائے اور کمرے کی طرف
بڑھ گئے۔ کاؤنٹر مین نے دروازے کے قریب موجود مسلح غنڈوں
اشارہ کیا تو انہوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔ ان میں سے ایک
غنڈے نے کمرے کا دروازہ کھول دیا تو عمران اور بلیک پینتھر
دروازے سے گزر کر اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں جہازی سائز کی میز
کے پیچھے ایک لحیم و شحیم آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ شکل و صورت سے وہ بھی
ایک غنڈہ ہی دکھائی دے رہا تھا۔ جیسے ہی عمران اور بلیک پینتھر اندر
داخل ہوئے ان کے عقب میں غنڈے نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔
لحیم و شحیم غنڈہ تیز اور گہری نظروں سے عمران اور بلیک پینتھر کو
گھور رہا تھا۔ عمران کی تیز نظروں نے دیکھ لیا تھا کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔
نہ اندر کی آواز باہر جا سکتی تھی اور نہ باہر کی آواز اندر آ سکتی تھی۔

"بولو، کیا ڈیل کرنے آئے ہو"۔ اس غنڈے نے جو ماسٹر ہادی کا
نمبر ٹو سارن تھا ان دونوں کو گھورتے ہوئے کرخت انداز میں کہا۔

"ہادی کہاں ہے"۔ عمران نے اس کے سامنے پہنچ کر انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی نظر آ رہی
تھی۔

"کاؤنٹر مین نے تمہیں بتایا نہیں۔ ماسٹر ہادی شہر سے باہر گیا ہوا
ہے۔ تم بتاؤ کس لئے آئے ہو یہاں"۔ سارن نے سخت لہجے میں کہا۔

عمران نے جیب سے اچانک ریوالور نکالا اور نہایت تیزی سے
سارن کے سر پر پہنچ گیا۔ اسے اپنی طرف آتے اور اس کے ہاتھ میں
ریوالور دیکھ کر سارن بری طرح سے چونک اٹھا۔ اس نے تیزی سے
میز پر پڑا ہوئے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اسی لمحے عمران کے
ریوالور سے ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی نکلی اور انٹرکام کے پرخچے اڑ
گئے۔ ریوالور پر چونکہ سائیلنسر فٹ تھا اس لئے دھماکے کی آواز پیدا
نہیں ہوئی تھی۔

"یہ، یہ کیا۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کون ہو تم"۔ سارن نے بری
طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہادی کے بارے میں بتاؤ ورنہ دوسری گولی تمہاری کھوپڑی کا بھی
انٹرکام جیسا حشر کرے گی"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ بلیک
پینتھر نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔

"وہ یہاں نہیں ہے۔ میں کہہ چکا ہوں۔ اور........" سارن نے اتنا
ہی کہا تھا کہ عمران کے ریوالور سے گولی نکلی اور سارن کے دائیں بازو
کو چھیدتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ عمران نے اس کا ہاتھ
غیر محسوس انداز میں میز کے نیچے جاتے دیکھ لیا تھا وہ شاید میز کے نیچے
لگا ہوا کوئی خفیہ بٹن دبا کر باہر موجود مسلح غنڈوں کو الرٹ کرنا چاہتا
تھا۔

گولی لگتے ہی سارن حلق کے بل چیخ اٹھا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ
کر ایک ہاتھ اس کی گردن پر ڈال دیا۔ دوسرے ہی لمحے سارن کو ایک

زوردار جھٹکا لگا اور وہ میز کے پیچھے سے نکل کر اڑتا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر آ گرا۔ اس کے منہ سے بے اختیار دردناک چیخ نکل گئی تھی۔

اس سے پہلے کہ سارن اٹھنے کی کوشش کرتا عمران نے اس کے سر پر زوردار ٹھوکر مار دی۔ سارن چیخ کر ایک بار پھر نیچے گر پڑا۔ عمران نے اسے دوسری لات مارنے کے لئے ٹانگ اٹھائی تھی کہ سارن نے تیزی سے کروٹ بدلی اور اس نے لات گھما کر عمران کے پہلو میں مارنے کی کوشش کی مگر عمران تیزی سے کمان کی طرح مڑ گیا۔ سارن کی لات عمران کے پہلو کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ سارن نے پیچھے ہٹ کر تیزی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر عمران نے اس کے دوسرے ہاتھ پر بھی گولی چلا دی۔ سارن حلق کے بل چیخ اٹھا۔

"بتاؤ ہادی کہاں ہے"۔ عمران نے اس کے پہلو میں زوردار ٹھوکر رسید کرتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا"۔ سارن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

عمران نے یکے بعد دیگرے دو گولیاں اس کے دونوں پیروں میں مار دیں تو سارن کٹے ہوئے بکرے کی طرح ڈکرانے لگا۔

"بتاؤ، ورنہ میں تمہارے سارے جسم کو شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنا دوں گا"۔ عمران نے اس کے سر پر ایک اور زوردار ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

"ب، بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں"۔ اس بار سارن نے دہشت بھرے

لہجے میں کہا۔ عمران نے جس بے دردی سے اس پر فائرنگ کی تھی اس سے اس کے سارے کس بل نکل گئے تھے۔

"بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"وہ، وہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہے"۔ سارن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے اس کا ہیڈ کوارٹر۔ بتاؤ"۔ عمران نے ریوالور کا رخ اس کے چہرے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کے بارے میں میں نہیں جانتا"۔ سارن نے کہا۔

عمران نے صاف محسوس کیا کہ وہ ایک بار پھر جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور سارن کی گردن پکڑ کر اسے کسی ننھے بچے کی طرح اٹھا کر ایک جھٹکے سے سامنے صوفے پر پھینک دیا۔ پھر عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے سارن کی دائیں آنکھ کی طرف بڑھا۔ سارن کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اور اس نے ماہی بے آب کی طرح تڑپنا شروع کر دیا۔ عمران کی انگلی نیزے کی طرح اس کی دائیں آنکھ میں اتر گئی تھی۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے اس کے سر پر زور زور سے مکے مارنے شروع کر دیئے۔ دو تین گھونسے کھا کر ہی سارن کو ہوش آ گیا اور اس نے دردناک انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔

"بتاؤ، ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ صدیوں تک تمہاری روح بلبلاتی رہے گی"۔ عمران نے کہا۔ سارن کا چہرہ خون سے تر ہو گیا تھا۔ اس کا سارا جسم تکلیف کی شدت سے کانپ رہا تھا۔

وہ اکلوتی آنکھ سے عمران کی جانب یوں وحشت بھرے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے قصائی کھڑا ہوا۔

"مجھے مت مارو۔ رحم کرو۔ مجھ پر رحم کرو۔ میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں"۔ سارن نے دہشت زدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہادی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ اسے بتا دیا۔

"ہادی نے جس سیاہ فام وحشی کو اغوا کیا تھا اس کے بارے میں تم کیا جانتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"سیاہ فام وحشی۔ اوہ، تو تم جوزف کے لئے یہاں آئے ہو"۔ سارن نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے جوزف کا نام سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دوڑنے لگیں کہ وہ صحیح جگہ پر پہنچا ہے۔

"ہاں، کہاں ہے جوزف اور ہادی نے اسے اغوا کیوں کیا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"ماسٹر ہادی نے جوزف کو کرنل راکیش کے حکم سے اغوا کیا تھا"۔ سارن نے کہا تو عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

"کرنل راکیش۔ کون کرنل راکیش۔ کہیں تم اس کرنل راکیش کی بات تو نہیں کر رہے جو پہلے کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس میں تھا اور بعد میں اسے ریڈ سٹارز ایجنسی کا چیف بنا دیا گیا تھا"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں، میں اسی کرنل راکیش کی بات کر رہا ہوں"۔ سارن نے

ثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو کیا کرنل راکیش اس وقت پاکیشیا میں ہے"۔ عمران نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں، وہ اور ماسٹر ہادی ایک ساتھ ہیں۔ ماسٹر ہادی نے ہی کرنل راکیش کو جوزف کی ٹپ دی تھی۔ کرنل راکیش اصل میں پاکیشیا کے کسی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ماسٹر ہادی نے کہا کہ اس کا ایک دوست ہے جوزف جو نہ صرف اس علی عمران کا ساتھی ہے بلکہ علی عمران اور اس کے ساتھی جب بھی کسی خفیہ مشن پر جاتے ہیں تو وہ اس جوزف کو لازمی طور پر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ جس پر کرنل راکیش نے ماسٹر ہادی کو حکم دیا کہ وہ جوزف کو اٹھوا لے۔ وہ خود پاکیشیا پہنچ کر اس جوزف سے معلومات حاصل کرے گا۔ ماسٹر ہادی نے جوزف کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا۔ پھر کرنل راکیش یہاں آیا تو ماسٹر ہادی اس کے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلا گیا۔ کرنل راکیش کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جلادوں کا جلاد ہے جس کے سامنے پتھر بھی بول پڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وہ دونوں ہیڈ کوارٹر میں ہی ہیں اور یقیناً جوزف سے پوچھ گچھ کر رہے ہوں گے۔ یہی رپورٹ میں نے اپنے چیف پنڈت نارائن کو ابھی کچھ دیر پہلے دی ہے"۔ سارن شرافت کے ساتھ ساری تفصیل بتاتا چلا گیا۔

"ہونہہ، اس کمرے سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے"۔ عمران نے

ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کرنل راکیش کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔
کرنل راکیش کی درندہ صفتی اور اس کا جلاد پن پوری طرح عیاں تھا۔
وہ جانتا تھا کہ جوزف اس کے سامنے کسی بھی طرح زبان نہیں کھولے
گا مگر کرنل راکیش اس پر ظلم کی انتہا کر دے گا اور اس سے کوئی بعید
نہیں تھی کہ وہ جوزف کو ہلاک کر دے۔ اس لئے عمران جلد سے جلد
یہاں سے نکل کر ماسٹر بادی کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہ کرنل
راکیش جیسے سنگدل اور جلاد صفت انسان سے جوزف کو بچا سکے۔ اگر
وہ باہر موجود غنڈوں سے بھڑنے کی کوشش کرتا تو لامحالہ اسے خاصا
وقت لگ سکتا تھا اس لئے وہ سارن سے خفیہ راستے کے بارے میں
پوچھ رہا تھا۔

"خفیہ راستہ، ہاں ہے۔ مگر......" سارن نے ہکلاتے ہوئے
کہا۔

"اگر مگر مت کرو سارن۔ راستے کے بارے میں بتاؤ ورنہ"۔
عمران نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا تو سارن نے سہم کر جلدی
سے اسے خفیہ راستے کے بارے میں بتا دیا۔

"کیپٹن حمزہ اسے آف کر دو"۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن
کر سارن کا رنگ اڑ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ احتجاج کرتا بلیک
پینتھر کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے تڑتڑاہٹ ہوئی اور سارن
زمین پر خون میں نہا کر بری طرح سے تڑپنے لگا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"آؤ ہمیں فوری طور پر ماسٹر بادی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا ہے۔

وزف کی زندگی شدید خطرے میں ہے"۔ عمران نے بلیک پینتھر سے
ناطب ہو کر کہا۔

"کیا میں اپنے آدمیوں کو فون کروں"۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

"نہیں، زیادہ بھیڑ بھاڑ سے معاملہ خراب ہو سکتا ہے۔ آؤ"۔ عمران
نے خفیہ راستہ کھولتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں نہایت تیزی سے
س خفیہ راستے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں
یک کار میں سوار نہایت تیزی سے ماسٹر بادی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف
ڑتے جا رہے تھے۔

"یہ عمران کو کیا ہو گیا ہے۔وہ کیوں اس مشن سے ڈراپ ہو گیا ہے۔چیف نے تو کہا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ جائے گا اور اس مشن میں ہمیں لیڈ کرے گا۔ پھر وہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں آیا"۔جولیا نے غصے اور قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔وہ سب اس وقت بیس سیٹوں والے ایک تیز رفتار طیارے میں سوار تھے اور طیارہ انتہائی تیز رفتاری سے مکوڈیا کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

"معلوم نہیں،آپ کو چیف نے ہی حکم دیا تھا کہ آپ ہمیں لے کر مکوڈیا پہنچ جائیں۔عمران بعد میں آئے گا"۔صفدر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اسے بعد میں آنے کی کیا ضرورت تھی وہ ہمارے ساتھ بھی تو آ سکتا تھا"۔جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔صفدر نے مسکرا کر کندھے اچکائے

"مس جولیا چیف نے مشن کے بارے میں کیا کہا تھا۔کیا ہمیں مکوڈیا میں عمران صاحب کا انتظار کرنا ہو گا یا ہم اپنے طور پر اس مشن پر کام کر سکتے ہیں"۔خاور نے جولیا کے چہرے پر جھلاہٹ دیکھ کر گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"فی الحال ہمیں چیف نے مکوڈیا پہنچنے کی ہدایات دی ہیں۔ہم انہیں مکوڈیا پہنچنے کی اطلاع دیں گے تب وہ ہمیں بتائیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے"۔جولیا نے کہا۔

"ہم اپنے ساتھ اس قدر حساس اسلحہ اور گولہ بارود لے جا رہے ہیں جیسے ہم کسی جزیرے پر نہیں بلکہ کسی دشمن ملک کی فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے جا رہے ہوں"۔صدیقی نے کہا۔

"سائی گان آئی لینڈ کے بارے میں چیف نے جو تفصیلات بتائی تھیں اس حساب سے وہاں شاید ہمارے لئے یہ اسلحہ بھی کم پڑ جائے۔ ہو سکتا ہے اس جزیرے پر ہمیں دشمنوں کی پوری فوج کے ساتھ ہی لڑنا پڑے"۔صفدر نے کہا۔

"میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ ہمیں اس قدر اسلحہ دے کر مکوڈیا کیوں بھیجا جا رہا ہے"۔تنویر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھا تھا۔

"کیوں،چیف نے مشن کی جو تفصیلات بتائی تھیں تم نے نہیں سنی تھیں"۔جولیا نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ بات نہیں ہے"۔تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

"تو پھر"۔ جولیا نے کہا۔

"ہمارے پاس اس قدر اسلحہ موجود ہے کہ ہم آسانی سے بڑی سے بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پھر ہمارا نگوڈیا جانے کا کیا مقصد ہے۔ اس چارٹرڈ طیارے میں ہم سیدھے سائی گان آئی لینڈ بھی تو جا سکتے تھے وہاں ہمیں پیراشوٹوں کے ذریعے اتار دیا جاتا پھر حالات کے مطابق ہمیں وہی کرنا چاہیئے تھا جو ہمیں کرنا تھا"۔ تنویر نے کہا۔

"یعنی ڈائریکٹ ایکشن"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مسٹر تنویر، سائی گان آئی لینڈ پر اس وقت ایکریمیا کا مکمل ہولڈ ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ہم ان کی نظروں سے بچ کر وہاں پیراٹروپنگ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہمارا طیارہ راستے میں ہی میزائل مار کر اڑا دینا تھا"۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو نگوڈیا جا کر ہم کیا کریں گے۔ نگوڈیا سے سائی گان آئی لینڈ کا فاصلہ بہت زیادہ ہے جسے تیر کر عبور کرنا ناممکن ہے۔ وہاں پہنچنے کے لئے ہمیں لامحالہ کسی نہ کسی چیز پر سفر تو کرنا ہی ہوگا۔ ہم طیارے میں جائیں یا کسی شپ میں ہم ان کی نظروں میں آئے بغیر کیسے وہاں پہنچ سکیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"تنویر بات تو ٹھیک کر رہا ہے۔ وہاں پہنچنے کے لئے ہمیں کوئی نہ کوئی ذریعہ تو اپنانا ہی ہوگا۔ اگر وہ لوگ طیارے کو میزائل مار کر گرا سکتے ہیں تو شپ یا لانچ کو بھی تو نشانہ بنا سکتے ہیں"۔ نعمانی نے تنویر

نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"فضائی راستے کی بجائے ہم سمندر میں ان کا کھل کر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس راکٹ گنیں اور اینٹی میزائل بھی موجود ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر میزائل فائر کیا تو ہم اینٹی میزائل سے اسے راستے میں ہی ہٹ کر دیں گے۔ اس کے علاوہ اگر انہوں نے سمندر میں ہمیں گھیرنے کی کوشش کی تو ہم وہاں بھی ان کا بھرپور مقابلہ کر سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن اگر انہوں نے فضائی حملہ کر دیا تو۔ سائی گان آئی لینڈ میں گن شپ ہیلی کاپٹر بھی تو ہو سکتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ان کو بھی دیکھ لیا جائے گا"۔ جولیا نے بے پرواہی سے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں سمندر کے اندر کسی آبدوز میں سفر کر کے سائی گان آئی لینڈ پہنچنا چاہیئے"۔ صدیقی نے کہا۔

"کیوں، کیا سمندر کے نیچے انہوں نے کوئی حفاظتی انتظام نہیں کیا ہوگا"۔ خاور نے جلدی سے کہا۔

"ہمارے لئے ہر راستے میں خطرات موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں بہرحال سائی گان آئی لینڈ پہنچنا ہے۔ نہ صرف وہاں پہنچنا ہے بلکہ اپنے مشن کو مکمل بھی کرنا ہے"۔ جولیا نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہوگا"۔ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"مس جولیا، گو نگوڈیا ہمارا دوست ملک ہے اور اس ملک نے

ہماری مدد اور تعاون کرنے کی بھی حامی بھر لی ہے لیکن کیا وہ ہمارے ساتھ اس قدر اسلحہ دیکھ کر چونک نہیں جائے گا۔ ہمیں وہاں یہ سا سامان لے جانے کی کیا وہ لوگ آسانی سے اجازت دے دیں گے۔ خاور نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"چیف اور صدر مملکت نے نگوڈیا کے صدر سے تفصیلی بات کی تھی۔ چیف نے ہمیں اس قدر اسلحہ دے کر بھیجا ہے تو لازمی طور پر انہوں نے اس کی اجازت دی ہوگی ورنہ چیف کو کیا ضرورت تھی کہ وہ سارا اسلحہ ہمارے ساتھ بھیجتا"۔ جولیا نے کہا تو وہ سب پرخیال انداز میں سر ہلانے لگے۔

تقریباً آٹھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد ان کا طیارہ نگوڈیا ایئر پورٹ پر لینڈ کر چکا تھا۔ ایئر پورٹ پر انہیں نگوڈیا کی سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام نے رسیو کیا۔ اس کے ساتھ کئی آدمی تھے۔ چیف عبدالسلام نے انہیں ساتھ لیا اور ایئر پورٹ سے نکل آیا۔ البتہ سامان اس نے اپنے آدمیوں کے حوالے کر دیا تھا۔ جولیا سے اس نے کہا تھا کہ ان کا سامان ضرورت کے وقت ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔ جس پر جولیا اور اس کے ساتھیوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کو ایک ہوٹل میں پہنچا دیا گیا۔ اس ہوٹل کا نام سلور ہوٹل تھا جو ایک فائیو سٹار ہوٹل تھا۔ وہاں ان کے باقاعدہ کمرے بک تھے۔ چار کمرے تھے جن میں ایک جولیا کے لئے مخصوص تھا جبکہ باقی کمرے دوسرے ممبروں کے لئے تھے۔ وہ سب

چونکہ طویل سفر سے تھکے ہوئے تھے اور دوسرے عمران بھی ان کے ساتھ نہیں تھا اس لئے سوائے آرام کے ان کے پاس اور کوئی کام نہیں تھا۔

جولیا نے کمرے میں آکر پہلا کام ایکسٹو کو فون کرنے کا کیا تھا۔ ایکسٹو نے بھی انہیں فی الحال ریسٹ کرنے کو کہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ جیسے ہی عمران ان کے پاس پہنچے گا تب وہ اپنے مشن پر کام کر سکیں گے۔

دو گھنٹے ریسٹ کے بعد وہ سب جولیا کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ جولیا نے انہیں چیف کے بارے میں بتا دیا۔

"ہونہہ، یہ کیا بات ہوئی۔ عمران چاہے مہینوں نہ آئے۔ اس وقت تک کیا ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے"۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا بات کرتے ہو تنویر۔ عمران صاحب کے مہینوں نہ آنے والی کون سی بات ہے۔ وہ کسی معاملے میں الجھ گئے ہوں گے۔ ایک آدھ روز میں آجائیں گے وہ"۔ نعمانی نے جلدی سے کہا۔

"لیکن ایسا کیا معاملہ ہو سکتا ہے جس میں عمران صاحب الجھ سکتے ہیں"۔ خاور نے بھی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ تو خود عمران صاحب ہی بتا سکتے ہیں"۔ نعمانی نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ سب چونک پڑے۔

"لو، لگتا ہے عمران صاحب پہنچ گئے ہیں"۔ نعمانی نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو آٹھ افراد ہاتھوں میں ریوالور پکڑے انتہائی تیزی سے اندر گھس آئے۔ ان میں سے ایک نے جو ان کا انچارج معلوم ہوتا تھا نعمانی کو زوردار دھکا دے کر پیچھے کر دیا تھا۔ ان لوگوں کو دیکھ کر جولیا اور دوسرے ممبر جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ سب سادہ لباسوں میں تھے۔

"کیا مطلب، کون ہیں آپ لوگ اور اس طرح اندر آنے کا مطلب"۔ جولیا نے انچارج کی جانب حیرت اور غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ریوالور برداروں نے کمرے میں پھیل کر نہایت تیزی سے ان سب کو کور کر لیا تھا۔

"ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ چلنا ہے"۔ انچارج نے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن کیوں۔ ہم یہاں باقاعدہ حکومت کی اجازت سے آئے ہیں اور مسٹر عبدالسلام ہمیں یہاں پہنچا کر گئے ہیں۔ کہاں ہیں مسٹر عبدالسلام میں ان سے بات کرتی ہوں"۔ جولیا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ دوسرے ممبروں کے چہروں پر بھی شدید حیرت لہرا رہی تھی۔

"خاموش رہیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ آپ سب کو یہاں سے لے جانے کا حکم دیا گیا ہے"۔ انچارج نے اسی طرح کرخت انداز میں کہا۔

"مگر"۔ جولیا نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن انچارج نے ہاتھ اٹھا کر اسے بنے سے روک دیا۔

"حارث ان سب کو ہتھکڑیاں پہنا دو۔ اگر کوئی مزاحمت کرے تو سے گولی سے اڑا دینا"۔ انچارج نے سفاک لہجے میں کہا اور اس کا ہتھکڑیاں پہنانے کا اور گولی مارنے کا حکم سن کر وہ سب حیرت زدہ رہ گئے۔

"یہ سب کیا ہے۔ آپ ہمیں ہتھکڑیاں کیوں پہنا رہے ہیں۔ ہم مجرم نہیں ہیں"۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اور، اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ آپ لوگوں کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

"ملٹری ہیڈ کوارٹر جا کر آپ کو آپ کے تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا"۔ انچارج نے کہا۔

"نہیں، ہم اس طرح آپ لوگوں کے ساتھ کہیں نہیں جائیں گے"۔ جولیا نے اچانک سرد لہجے میں کہا تو انچارج چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"آپ کہنا کیا چاہتی ہیں"۔ انچارج نے جولیا کے سامنے آ کر اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ایک تو آپ سادہ لباسوں میں ہیں۔ دوسرے ہم مجرم نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کا اس طرح یہاں آنا اور ہمیں ہتھکڑیاں پہنانے کا حکم دینا ہمیں مشکوک بنا رہا ہے۔ آپ لوگوں کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے

نہیں ہے یا پھر"۔ جولیا نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد درشت تھا۔

"یا پھر"۔ انچارج نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یا پھر آپ لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم کون ہیں"۔ جولیا نے کہا تو انچارج بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ ثبوت چاہتی ہیں مس جولیا کہ ہم لوگ کون ہیں"۔ انچارج نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہاں، ملٹری انٹیلی جنس اس طرح سادہ لباسوں میں نہیں گھومتی پھرتی"۔ جولیا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو یہ بات ہے۔ بہرحال آپ نے کیا کہا تھا کہ آپ لوگوں کو یہاں سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر عبدالسلام نے پہنچایا ہے"۔ انچارج نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"طلحہ"۔ انچارج نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

"یس باس"۔ ایک ریوالور بردار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کی مسٹر عبدالسلام سے بات کراؤ ٹرانسمیٹر پر"۔ انچارج نے کہا تو اس آدمی نے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا اور اس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ جولیا اور دوسرے ممبر حیران و پریشان ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سارا چکر کیا ہے۔ ایکسٹو نے تو کہا تھا کہ ٹگوڈیا کی حکومت ان کے ساتھ

تعاون کرنے پر آمادہ ہے اور انہوں نے ان کی ہر ممکن مدد کا بھی وعدہ کیا تھا پھر اس طرح ملٹری انٹیلی جنس کا وہاں آنا اور ان سب کو گرفتار کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

جلد ہی ٹرانسمیٹر پر کال مل گئی۔ ریوالور بردار طلحہ نے ٹرانسمیٹر انچارج کے حوالے کر دیا۔

"یس مسٹر عبدالسلام میں ملٹری انٹیلی جنس کا انچارج کرنل ہاشم بول رہا ہوں۔ اوور"۔ انچارج نے تیز لہجے میں کہا۔

"فرمائیں کرنل، کیوں کال کی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عبدالسلام کی آواز سنائی دی۔ آواز چونکہ خاصی اونچی تھی اس لئے تمام ممبر اسے بخوبی سن رہے تھے۔

"آپ کے مہمان ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر رہے ہیں۔ اوور"۔ انچارج کرنل ہاشم نے کہا۔

"اوہ، میری ان سے بات کرائیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عبدالسلام نے کہا۔

"یس بات کریں۔ مس جولیانا فٹزواٹر"۔ کرنل ہاشم نے ٹرانسمیٹر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے طنز بھرے لہجے میں کہا۔ جولیا نے اس سے ٹرانسمیٹر لے لیا۔

"یہ سب کیا ہے مسٹر عبدالسلام۔ یہ لوگ ہمیں اریسٹ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ کیا میں جان سکتی ہوں کہ ہمیں کس جرم میں اریسٹ کیا جا رہا ہے۔ اوور"۔ جولیا نے بے حد غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا آپ لوگ ان کے ساتھ چلے جائیں۔ اس وقت ام میں آپ لوگوں کی بھلائی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عبدالسلا نے کہا تو جولیا اور دوسرے ممبر دم بخود رہ گئے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کا لہجہ بھی بے حد بدلا ہوا اور سخت تھا۔ جس کی یہ لوگ خواب میں بھی توقع نہیں کر سکتے تھے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر عبدالسلام۔ اوور"۔ جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جو کہہ رہا ہوں اسے آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس وقت مگوڈیا کی صورتحال بے حد خراب ہے۔ آپ لوگوں کو وقتی طور پر چند مجبوریوں کی بناء پر حراست میں لیا جا رہا ہے۔ ہماری حکومت کی پاکیشیا کے ساتھ بات چیت چل رہی ہے۔ ہو سکتا ہے آپ لوگوں کو جلد سے جلد واپس پاکیشیا روانہ کر دیا جائے۔ اوور"۔ عبدالسلام نے کہا تو جولیا اور اس کے ساتھیوں کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔

"واپس پاکیشیا۔ مگر یہ سب اچانک۔ آپ کھل کر بات کیوں نہیں کر رہے۔ اگر آپ لوگوں کو اس طرح ہمیں واپس ہی بھجوانا تھا تو ہمیں یہاں آنے کی اجازت ہی کیوں دی گئی تھی۔ اوور"۔ جولیا نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا، وقت آنے پر آپ کو سب کچھ بتا دیا جائے گا۔ آپ پلیز ان لوگوں سے تعاون کریں۔ اوور"۔ عبدالسلام نے اس بار نرم مگر بے حد جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، کیا میں موجودہ صورتحال کے بارے میں اپنے سفارت خانے یا پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے بات کر سکتی ہوں۔ اوور"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں، آپ کچھ نہیں کر سکتیں۔ جو کریں گے ہم کریں گے۔ آپ بس ان لوگوں کے ساتھ چلے جائیں۔ ورنہ ان کو زبردستی کرنے سے میں بھی نہیں روک سکوں گا۔ اوور"۔ عبدالسلام نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ مگر ہم ہتھکڑیاں نہیں پہنیں گے۔ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے اور نہ ہی ہم یہاں کسی غیر قانونی طریقے سے آئے ہیں۔ اوور"۔ جولیا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، آپ ٹرانسمیٹر انچارج کو دیں۔ میں اس سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کو ہتھکڑیاں نہ لگائیں۔ اوور"۔ عبدالسلام نے کہا۔ جولیا نے انچارج کرنل ہاشم کو درشت نظروں سے گھورتے ہوئے ٹرانسمیٹر اس کو دے دیا جو اس کی جانب بدستور استہزائیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

عبدالسلام نے انچارج کو ہدایات دیں کہ انہیں ہتھکڑیاں نہ پہنائی جائیں اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"چلیں"۔ کرنل ہاشم نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جولیا کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" چلو "۔ جولیا غرائی اور اس نے آگے قدم بڑھا دیئے ۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں نے بھی جولیا کی تقلید میں قدم آگے بڑھا دیئے تھے ۔ وہ لوگ انہیں بدستور کور کئے ہوئے ہوٹل سے باہر لے آئے ۔ ہوٹل کے باہر واقعی چند ملٹری جیپیں اور ایک فوجی ٹرک موجود تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اس ٹرک میں سوا کر دیا گیا۔ یہ ٹرک ہر طرف سے بند تھا۔ ان کے ٹرک میں سوار ہوتے ہی ایک مسلح فوجی نے آگے بڑھ کر ٹرک کا پچھلا دروازہ بند کر دیا اور اس کی بھاری کنڈا لگا کر اس پر باقاعدہ موٹا سا تالا لگا دیا۔ پھر جیپیں اور ٹرک سٹارٹ ہوئے اور ایک فوجی جیپ ٹرک کے پیچھے جبکہ دو اس ٹرک کے آگے دوڑنے لگیں ۔

" اس عمارت پر ہمیں تیز اور نان اسٹاپ ایکشن کرنا ہے ۔ کرنل راکیش سمیت کسی کو وہاں سے زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے "۔ عمران نے بلیک پینتھر سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک پینتھر نے پچھلی سیٹ کے نیچے سے دو مشین گنیں اور چند ہینڈ گرنیڈز نکال لئے تھے جن میں سے چند بم عمران اور چند بلیک پینتھر کی جیبوں میں پہنچ چکے تھے اور مشین گنیں ان کی گود میں پڑی تھیں ۔ عمران آندھی اور طوفان کی طرح ماسٹر ہادی کے ہیڈ کوارٹر کی جانب اڑا جا رہا تھا جس کا پتہ سارن نے بتایا تھا۔

کچھ دیر بعد مضافاتی علاقے میں ایک سڑک نے جیسے ہی موڑ کاٹا انہیں ایک بہت بڑی حویلی نما عمارت نظر آ گئی ۔ حویلی نما عمارت کا گیٹ لوہے کا تھا اور اس کے باہر دو مسلح غنڈے کھڑے تھے ۔

" اڑا دو انہیں "۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے یکلخت

ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھایا تو کار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار کو اس طرح آندھی اور طوفان کی طرح پھاٹک کی طرف آتے دیکھ کر دونوں مسلح غنڈے چونک اٹھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی مشین گنیں سیدھی کرتے بلیک پینتھر نے کار کی کھڑکی سے مشین گن کی نال نکال کر اچانک ان پر فائرنگ کر دی۔ دونوں غنڈے خون میں لت پت ہو کر وہیں ڈھیر ہو گئے اور پھر کار جیسے ہی پھاٹک کے قریب پہنچی عمران اور بلیک پینتھر نے سیٹوں کی پشت سے ٹیک لگا کر اپنے جسم اکڑا لئے۔ اسی لمحے کار پوری قوت سے گیٹ سے جا ٹکرائی۔ اندر سے شاید گیٹ کا کنڈا کھلا ہوا تھا۔ اس لئے کار جیسے ہی گیٹ سے ٹکرائی۔ اس کے دونوں حصے تیزی سے کھل کر سائیڈوں کی دیواروں سے جا ٹکرائے۔ کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور نہایت تیزی سے سامنے برآمدے میں دوڑتی چلی گئی۔ عمران نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کار کو موڑا اور پھر یکدم اس نے بریک پیڈل پر دباؤ ڈال دیا۔ کار کے ٹائر پورے زور سے چرچرائے تھے جیسے ہی کار رکی عمران اور بلیک پینتھر مشین گنیں اٹھائے تیزی سے کار سے باہر آ گئے۔

برآمدے میں موجود مسلح غنڈے جو حیرت بھرے انداز میں کار کو اس طرح اندر آتے، مڑتے اور رکتے دیکھ رہے تھے اس سے پہلے کہ سنبھلتے اچانک عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آواز کے ساتھ برآمدے میں موجود آٹھ کے آٹھ غنڈے ڈھیر ہوتے چلے

گئے۔ فائرنگ ہوتے ہی اچانک عمارت کے پچھلے حصے سے تین غنڈے فائرنگ کرتے ہوئے اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ بلیک پینتھر نے مڑ کر اچانک ان پر برسٹ مارا تو وہ چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئے۔

اسی لمحے عمارت سے بے شمار غنڈے باہر نکل آئے۔ عمران اور بلیک پینتھر نے کار کی آڑ لیتے ہوئے ان پر مسلسل گولیاں برسانا شروع کر دیں۔

"ادھر چھت پر"۔ عمران نے چیخ کر بلیک پینتھر سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک پینتھر نے چھت پر چند غنڈوں کو آتے دیکھا۔ وہ شاید اوپر سے ان پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ بلیک پینتھر نے مشین گن اوپر کر کے ان پر فائرنگ کر دی۔ چار غنڈے ہولناک آوازوں میں چیختے ہوئے نیچے آ گرے۔

سامنے پورچ تھا وہاں ایک کار کھڑی تھی جس کی آڑ سے دو غنڈے مسلسل اس طرف فائرنگ کر رہے تھے۔ عمران نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا۔ اس نے ہینڈ گرنیڈ کی دانتوں سے پن کھینچی اور اسے پوری قوت سے پورچ کی جانب اچھال دیا۔ جیسے ہی ہینڈ گرنیڈ پورچ میں گرا ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اس کار کے ساتھ ان غنڈوں کے بھی پرخچے اڑ گئے جو کار کی آڑ میں موجود تھے۔

عمارت کے اندرونی حصے سے بھی فائرنگ ہو رہی تھی۔ عمران نے وہاں بھی ایک بم اچھال دیا۔ ہولناک دھماکے سے عمارت کی

ایک دیوار اڑ گئی تھی اور اس طرف سے فائرنگ بھی رک گئی تھی۔

"سامنے راہداری ہے۔ میں پیچھے سے جاتا ہوں"۔ بلیک تھنڈر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیزی سے سامنے کی طرف بھاگا جبکہ بلیک تھنڈر عمارت کے دوسرے حصے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

عمران بھاگتا ہوا ایک راہداری میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ راہداری میں داخل ہوا سامنے سے اس پر اچانک گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے چپک گیا۔ اس نے گن والا ہاتھ راہداری کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا تو مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ایک چیخ بلند ہوئی اور پھر کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ عمران دیوار کی اوٹ سے نکل آیا۔

عمارت سے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ بلیک تھنڈر اپنے کام میں مصروف تھا۔ عمران کے راستے میں بھی جو آ رہا تھا وہ اسے اڑا رہا تھا۔ وہ راہداری میں موجود کمروں میں جھانکنے لگا۔ ایک کمرے میں اسے ایک لمبا تڑنگا نوجوان دکھائی دیا جو شکل و صورت سے ہی غنڈہ معلوم ہو رہا تھا۔ وہ بڑے خوفزدہ انداز میں ایک دیوار سے لگا کھڑا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا"۔ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"مم، میں۔ میں"۔ اس نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ عمران کے

ہاتھ میں موجود مشین گن دیکھ کر اور عمارت میں گونجنے والی فائرنگ اور دھماکوں سے شاید وہ بری طرح سہم گیا تھا۔

"میں، میں مت کرو۔ اپنا نام بتاؤ جلدی"۔ عمران نے درشت لہجے میں کہا۔

"سس، سکندر۔ میرا نام سکندر ہے"۔ نوجوان نے جلدی سے کہا۔ عمران نے صاف محسوس کیا کہ اس نے اسے اپنا نام غلط بتایا ہے۔ عمران نے یکلخت اس کے دائیں طرف فائرنگ کر دی۔ دیوار کا پلاسٹر ادھڑتا چلا گیا اور نوجوان بوکھلا کر دوسری طرف ہو گیا۔

"اپنا اصلی نام بتاؤ ورنہ اس بار گولیاں تمہارے سینے پر پڑیں گی"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"سس، سس۔ سریندر۔ میں سریندر ہوں"۔ نوجوان نے دہشت زدہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل راکیش اور ماسٹر ہادی کہاں ہیں اور جس سیاہ فام وحشی کو یہاں لایا گیا تھا وہ کہاں ہے"۔ عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کک، کون۔ میں کسی کو نہیں جانتا۔ میں تو یہاں"۔ ابھی سریندر نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسی وقت بلیک تھنڈر بھاگتا ہوا وہاں آ گیا۔ اسے دیکھ کر سریندر بوکھلا گیا۔ وہ چونکہ ابھی عمران کی آڑ میں تھا اس لئے بلیک تھنڈر کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی۔

"میں نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے پرنس"۔ بلیک تھنڈر نے کمرے

میں داخل ہو کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسی لمحے اس کی نظر سریندر پر پڑ گئی۔ سریندر نے اچانک چھلانگ لگائی اور دروازے کی طرف بھاگا مگر اسی لمحے بلیک پینتھر نے اس کی ٹانگوں پر فائر کھول دیا۔ سریندر بری طرح سے چیختا ہوا اچھل کر گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔

"یہ ماسٹر ہادی کا ساتھی ہے پرنس"۔ بلیک پینتھر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ، اسی لئے اس نے تمہیں دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کی تھی کہ تم اسے پہچان نہ جاؤ"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اپنی مشن گن بلیک پینتھر کو تھمائی اور قدم بڑھاتا ہوا سریندر کے قریب آ گیا۔

"تو تم ماسٹر ہادی کے ساتھی ہو۔ کہاں ہے جوزف"۔ عمران نے تڑپتے ہوئے سریندر کے پہلو میں ٹھوکر رسید کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

"بتاؤ کہاں ہے جوزف۔ بتاؤ ورنہ میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا"۔ عمران نے سریندر کو نفرت سے ٹھوکریں مارتے ہوئے کہا۔ پھر جب عمران کی ٹھوکریں اس کی زخمی ٹانگ پر پڑنے لگیں تو سریندر کی چیخوں سے پورا کمرہ گونج اٹھا۔

"بب، بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں"۔ سریندر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ، وہ تہہ خانے میں ہے۔ ڈارک روم میں۔ باس رگو ناتھ اور چیف کرنل راکیش اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں"۔ سریندر نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران کے وحشیانہ رویے نے اسے بری طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"کہاں ہے تہہ خانے کا راستہ"۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا تو سریندر نے اسے تہہ خانے کا راستہ بتا دیا۔ اسی لمحے عمران کی ٹانگ چلی اور ایک زوردار ٹھوکر سریندر کے سر پر پڑی۔ سریندر کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ یکلخت ساکت ہو گیا۔

"کیپٹن حمزہ اسے اٹھاؤ اور تہہ خانے میں لے چلو"۔ عمران نے کہا تو بلیک پینتھر نے اثبات میں سر ہلا کر مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور زخمی سریندر کو اٹھا کر دوسرے کاندھے پر ڈال لیا۔

عمران اور بلیک پینتھر آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ اس کمرے میں آ گئے جہاں سے تہہ خانے کا راستہ تھا۔ جیسے ہی عمران نے تہہ خانے کا راستہ کھولا اسے وہاں دو غنڈے دکھائی دیئے۔ عمران نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور یکے بعد دیگرے ان پر فائرنگ کر دی۔ دونوں غنڈے اچھل کر گرے اور تڑپ تڑپ کر ساکت ہو گئے۔

"آؤ"۔ عمران نے کہا اور تیز تیز سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ تہہ خانہ بالکل خالی نظر آ رہا تھا۔ وہاں شاید ان دو مسلح غنڈوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک کمرے کے قریب آ کر رک گئے۔ کمرے کے دروازے پر ڈارک روم لکھا ہوا اسے صاف نظر آ گیا تھا۔

عمران نے دروازے پر ایک زوردار لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔

جیسے ہی دروازہ کھلا عمران اچھل کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں جوزف کے علاوہ دو اور افراد لاشوں کی صورت میں پڑے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ دونوں رگوناتھ اور کرنل راکیش کی لاشیں ہیں۔ جوزف کی حالت انتہائی دگرگوں نظر آ رہی تھی۔ عمران تیزی سے جوزف کی طرف بڑھا جس کی سانسیں ابھی چل رہی تھیں۔

"کیپٹن حمزہ، جوزف ابھی زندہ ہے۔ سریندر کو کرسی پر ڈال کر جوزف کو اٹھاؤ اور اسے فاروقی ہسپتال لے جاؤ"۔ عمران نے جوزف کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ زندہ ہے پرنس"۔ بلیک ہینتھر سریندر کو ایک خالی کرسی پر ڈال کر جوزف کے قریب آیا اور جوزف کی سانسیں چلتی دیکھ کر اس نے جلدی سے کہا۔

"تو جلدی کرو۔ اٹھاؤ اسے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے بلیک ہینتھر نے جوزف کی کمر اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھایا اور پھر اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر اپنے کاندھوں پر ڈال لیا۔ جوزف کا اس قدر بھیانک حشر دیکھ کر وہ کانپ اٹھا تھا۔ جوزف کی

حالت اس قدر خراب تھی کہ اسے واقعی جلد سے جلد طبی امداد کی ضرورت تھی۔ اس لئے بلیک ہینتھر نے وقت ضائع کئے بغیر جوزف کو اٹھا کر وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی بلیک ہینتھر جوزف کو لے کر باہر نکلا عمران سریندر کی طرف آ گیا۔

"ہاں، اب تم بتاؤ۔ کون ہو تم"۔ عمران نے اس کی طرف غضبناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مم، میں بتا چکا ہوں۔ میرا نام سریندر ہے"۔ سریندر نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، دیکھو سریندر۔ میں تم سے جو کچھ پوچھوں۔ مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دینا۔ ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"مم، میں تم سے پورا تعاون کروں گا"۔ سریندر نے عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی درندگی اور اس کی پھنکارتی ہوئی آواز سن کر کانپتے ہوئے کہا۔

"تو بتاؤ۔ کرنل راکیش کافرستان سے یہاں کیوں آتا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"کرنل راکیش یہاں ایک خطرناک شخص علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے آیا تھا"۔ سریندر نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

"کیا مطلب، مجھے تفصیل بتاؤ اور تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو"۔

عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں باس رگو ناتھ کے بعد اس ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہوں۔ باس کا نمبر ٹو سارن ہے جو آفس کے کام سنبھالتا ہے اور میں یہاں کا کام سنبھالتا ہوں۔

باس کی عادت ہے کہ وہ سارن اور مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ کافرستان سے کرنل راکیش آ رہے ہیں۔ جن کے حکم سے باس کے ایک پرانے دوست جوزف کو اغوا کر کے یہاں لایا جا رہا ہے۔ جوزف جو کسی علی عمران کا ساتھی ہے، سے وہ کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میرے پوچھنے پر باس نے بتایا تھا کہ کرنل راکیش، علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو ہلاک کرنے کے لئے یہاں آ رہے ہیں۔ وہ چونکہ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ نہیں جانتے تھے۔ اس لئے ان کے حکم سے جوزف کو اغوا کیا جانا تھا۔

کرنل راکیش ایک انتہائی سخت گیر، تشدد پسند اور خطرناک انسان ہے جو جوزف سے ان کے بارے میں معلومات اگلوانے کے لئے جوزف پر خوفناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ پھر باس جوزف کو لے کر یہاں آ گئے اور میں نے اسے لے جا کر ڈارک روم میں قید کر دیا۔ پھر باس واپس چلے گئے۔ انہوں نے مجھے جوزف پر کڑی نظر رکھنے کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ میں کسی بھی طرح جوزف کو ہوش میں نہ آنے دوں۔

میں نے جوزف کی نگرانی کے لئے یہاں دو مسلح افراد چھوڑ دیئے تھے اور میں اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ اس کے بعد باس اور ان کے ساتھ کرنل راکیش یہاں آئے اور پھر وہ جوزف سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے میک روم میں چلے گئے۔ اس کے بعد وہاں کیا ہوا تھا میں نہیں جانتا۔ پھر میں نے اچانک باہر بے تحاشہ فائرنگ کی آوازیں سنی۔ اس سے پہلے کہ میں باہر آتا تم وہاں آ گئے"۔ سریندر نے فرفر بولتے ہوئے کہا۔ شاید کرنل راکیش اور اپنے باس کی لاشیں اور عمران کے خوفناک انداز نے اس پر دہشت طاری کر دی تھی۔ جس کی وجہ سے اس نے عمران کو ساری تفصیل بتا دی تھی۔

"ہونہہ، کیا تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جانتے ہو"۔ عمران نے ہنکارہ بھر کر پوچھا۔

"نہیں اگر جانتا ہوتا تو باس کو یہاں جوزف کو لانے کی کیا ضرورت تھی"۔ سریندر نے جلدی سے کہا۔

"تم نے مجھے چونکہ ساری باتیں سچ سچ بتا دی ہیں اس لئے میں تمہارے ساتھ صرف اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ تمہیں اذیت ناک موت نہ ماروں"۔ عمران نے ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ سریندر کی طرف کرتے ہوئے کہا تو سریندر کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔

"کک، کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے"۔ اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"نہیں، تم کافرستان کے ایجنٹ ہو۔ تم رگو ناتھ کے ہر جرم میں

برابر کے شریک رہے ہو۔ اس لئے تمہیں معافی نہیں دی جا سکتی۔ عمران نے سفاکی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سریندر کچھ کہتا عمران کے ہاتھ میں موجود ریوالور سے دھماکہ ہوا اور سریندر کھوپڑی پاش پاش ہو کر بکھرتی چلی گئی۔

پنڈت نارائن کا چہرہ جوش و جذبات سے تمتما رہا تھا۔ کرنل اوگارو نے اسے جو رپورٹ دی تھی اسے پڑھ کر پنڈت نارائن کو یقین آگیا تھا کہ اس بار علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر کسی بھی صورت میں اس کے ہاتھوں زندہ نہ بچ سکیں گے۔

کرنل اوگارو جاڈیا آئی لینڈ کی سپیشل فورس کا سربراہ تھا۔ پنڈت نارائن اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ ایک چارٹرڈ طیارے میں جاڈیا پہنچا تھا۔ اس نے اعلیٰ حکام سے مل کر ان پر صورتحال واضح کی کہ پاکیشیا کے چند جاسوس جو خاص طور پر بھاری اسلحہ لے کر ان کے دشمن ملک گوڈیا میں پہنچے ہیں جن کا مقصد کسی نہ کسی طرح جاڈیا میں داخل ہو کر وہاں تباہی پھیلانا تھا۔

پنڈت نارائن نے اعلیٰ حکام کو وہ تمام فائلیں بھی دکھائی تھیں جن کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں نے کافرستان، اسرائیل

اور ایکریمیا میں خوفناک تباہیاں پھیلائی تھیں۔اس کے علاوہ پنڈت
نارائن نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف انہیں ہائر
[illegible] جس سے پہلے انہوں نے علی عمران
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہائی بے رحم خوفناک اور درندہ صفت
دہشت گردوں کا ٹولہ بنا کر پیش کیا تھا۔اس نے کہا تھا کہ علی عمران
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر اصل میں کافرستان کے مجرم ہیں۔
جن کے پیچھے وہ ایک عرصہ سے لگے ہوئے ہیں۔

اب ان کے متعلق انہیں خفیہ ذرائع سے اطلاعات ملی تھیں کہ وہ
مگوڈیا کی ایما۔پر جاڈیا میں تباہیاں پھیلانا چاہتے ہیں۔وہ چونکہ کسی بھی
طرح آج تک کسی ایجنسی یا حکومت کے ہاتھ نہیں آئے اس لئے وہ
اس بار انہیں رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتا ہے۔

پنڈت نارائن نے ان کو اس بات پر قائل کر لیا تھا کہ علی عمران
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے صرف وہی ٹکر لے سکتا ہے۔اگر وہ
لوگ اسے اور اس کے ساتھیوں کو جاڈیا میں کھل کر کام کرنے کی
اجازت دیں تو وہ اس دہشت گرد ٹولے کو کسی بھی صورت میں جاڈیا
میں گھسنے نہیں دے گا۔وہ ان سب کو ہمیشہ کے لئے سمندر برد کر
دے گا۔اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس جاڈیا میں گھس آئیں گے اور پھر ان کے ہاتھوں ہونے والی
خوفناک تباہیوں سے جاڈیا کو جاڈیا کی پوری فوج بھی مل کر نہیں
روک سکے گی۔

اعلیٰ حکام نے پنڈت نارائن کو جاڈیا میں رہنے اور اسے وہاں
عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کھل کر کام کرنے کی اجازت
دے دی تھی اور اسے ہر طرح کے تعاون اور امداد کا یقین بھی دلا دیا
تھا۔

اعلیٰ حکام کے فیصلے کے مطابق جاڈیا کی سپیشل فورس کے چیف
کرنل اوگارو کو بھی پنڈت نارائن کے انڈر کر دیا گیا تھا جس پر پنڈت
نارائن نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ویسے بھی اسے کسی ایسے آدمی کی
ضرورت تھی جو جزیرہ جاڈیا کے بارے میں سب کچھ جانتا ہو اور اس کی
جزیرہ جاڈیا میں اس قدر اپروچ ہو کہ وہ اس کے ساتھ کہیں بھی آسانی
سے آجا سکے۔

سپیشل فورس کا چیف کرنل اوگارو انتہائی ذہین، تیز اور ہوشیار
آدمی تھا۔اس کا جسم کسرتی اور ٹھوس تھا۔چہرے مہرے سے وہ انتہائی
سخت گیر اور وحشی ٹائپ کا انسان لگتا تھا۔پنڈت نارائن سے البتہ وہ
بے حد پرتپاک انداز میں ملا تھا۔

کرنل اوگارو سے ملاقات کے دوران پنڈت نارائن کو اس سے یہ
بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی سپیشل فورس کے بے شمار آدمی جزیرہ
مگوڈیا میں کام کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ ان کے ایک آدمی نے
جس کا نام کیپٹن ماروگ تھا، نے ایک معرکے کے دوران مگوڈیا
سیکرٹ سروس کے اصل چیف کرنل عبدالسلام کو ہلاک کر دیا تھا اور
اس کی لاش ناقابل شناخت کر دی تھی۔پھر اسی کیپٹن ماروگ نے

اور ایکریمیا میں خوفناک تباہیاں پھیلائی تھیں۔ اس کے علاوہ پنڈت نارائن نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف انہیں ایسی ایسی من گھڑت کہانیاں سنائی تھیں جس سے اس نے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو انتہائی بے رحم، سفاک اور درندہ صفت دہشت گردوں کا ٹولہ بنا کر پیش کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر اصل میں کافرستان کے مجرم ہیں۔ جن کے پیچھے وہ ایک عرصہ سے لگے ہوئے ہیں۔

اب ان کے متعلق انہیں خفیہ ذرائع سے اطلاعات ملی تھیں کہ وہ گوڈیا کی ایما پر جاڈیا میں تباہیاں پھیلانا چاہتے ہیں۔ وہ چونکہ کسی بھی طرح آج تک کسی ایجنسی یا حکومت کے ہاتھ نہیں آئے اس لئے وہ اس بار انہیں رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتا ہے۔

پنڈت نارائن نے ان کو اس بات پر قائل کر لیا تھا کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے صرف وہی ٹکر لے سکتا ہے۔ اگر وہ لوگ اسے اور اس کے ساتھیوں کو جاڈیا میں کھل کر کام کرنے کی اجازت دیں تو وہ اس دہشت گرد ٹولے کو کسی بھی صورت میں جاڈیا میں گھسنے نہیں دے گا۔ وہ ان سب کو ہمیشہ کے لئے سمندر برد کر دے گا۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جاڈیا میں گھس آئیں گے اور پھر ان کے ہاتھوں ہونے والی خوفناک تباہیوں سے جاڈیا کو جاڈیا کی پوری فوج بھی مل کر نہیں روک سکے گی۔

اعلیٰ حکام نے پنڈت نارائن کو جاڈیا میں رہنے اور اسے وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کھل کر کام کرنے کی اجازت دے دی تھی اور اسے ہر طرح کے تعاون اور امداد کا یقین بھی دلا رہا تھا۔

اعلیٰ حکام کے فیصلے کے مطابق جاڈیا کی سپیشل فورس کے چیف کرنل اوگارو کو بھی پنڈت نارائن کے انڈر کر دیا گیا تھا جس پر پنڈت نارائن نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ ویسے بھی اسے کسی ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو جزیرہ جاڈیا کے بارے میں سب کچھ جانتا ہو اور اس کی جزیرہ جاڈیا میں اس قدر اپروچ ہو کہ وہ اس کے ساتھ کہیں بھی آسانی سے آجا سکے۔

سپیشل فورس کا چیف کرنل اوگارو انتہائی ذہین، تیز اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس کا جسم کسرتی اور ٹھوس تھا۔ چہرے مہرے سے وہ انتہائی سخت گیر اور وحشی ٹائپ کا انسان لگتا تھا۔ پنڈت نارائن سے البتہ وہ بے حد پرتپاک انداز میں ملا تھا۔

کرنل اوگارو سے ملاقات کے دوران پنڈت نارائن کو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی سپیشل فورس کے بے شمار آدمی جزیرہ گوڈیا میں کام کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ ان کے ایک آدمی نے جس کا نام کیپٹن ماروگ تھا، نے ایک معرکے کے دوران گوڈیا سیکرٹ سروس کے اصل چیف کرنل عبدالسلام کو ہلاک کر دیا تھا اور اس کی لاش ناقابل شناخت کر دی تھی۔ پھر اس کیپٹن ماروگ نے

موقع کا فائدہ اٹھا کر کرنل عبدالسلام کا میک اپ کر لیا تھا۔ اس معرکے میں چونکہ کیپٹن ماروگ بھی شدید زخمی تھا۔ جب اس نے کرنل عبدالسلام کا میک اپ کیا تو اس کے ساتھی اسے کرنل عبدالسلام سمجھ کر لے گئے جہاں کیپٹن ماروگ کئی ماہ ایک ملٹری ہسپتال میں زیر علاج رہا تھا۔ اس دوران کیپٹن ماروگ نے کرنل عبدالسلام کی تمام تر عادت کو اپنا لیا تھا۔ باقی کی معلومات اسے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود کرنل عبدالسلام کے آفس سے مل گئی تھیں۔ جو اس کی فائلوں میں درج تھیں۔ اب کیپٹن ماروگ ایک عرصہ سے جزیرہ گوڈیا کی سیکرٹ سروس کا چیف بن کر اپنا کام نہایت خوش اسلوبی سے نبھا رہا تھا۔

کرنل اوگارد نے پنڈت نارائن کو یہ بھی بتایا تھا کہ کیپٹن ماروگ نے گوڈیا کی سیکرٹ سروس کے چیف کا عہدہ سنبھال کر ان کے لئے بہت سی آسانیاں پیدا کر دی تھیں۔ اب ان کے پاس ایسے بہت سے خفیہ راستے تھے جہاں سے وہ آسانی سے جزیرہ گوڈیا میں آ جا سکتے تھے۔

کرنل اوگارد کے کہنے کے مطابق اگر وہ چاہیں تو جزیرہ گوڈیا کی سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر نہایت آسانی سے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جزیرہ گوڈیا میں ہی ہمیشہ کے لئے دفن کر سکتے تھے۔

یہ تمام باتیں ایسی تھیں جسے سن کر پنڈت نارائن کا چہرہ جوش و

جذبات سے تمتما اٹھا تھا۔ اسے اس بات کی زیادہ خوشی تھی کہ اسے سمندر میں رہ کر علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ بلکہ وہ سپیشل فورس کے ہمراہ گوڈیا میں ہی ان کے خلاف آسانی سے کام کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے کرنل اوگارو کے ساتھ فوری طور پر جزیرہ گوڈیا میں جانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر کرنل اوگارو، اس کے ساتھی اور پنڈت نارائن اور اس کے ساتھی ایک آبدوز میں سوار ہو کر گوڈیا کے مغربی پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے۔ جہاں انہیں گوڈیا کی سیکرٹ سروس کے چیف نے بذات خود پک کیا تھا اور پھر وہ سب ایک بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر گوڈیا کے جنوب میں موجود گھنے جنگلوں میں آ گئے تھے جہاں جاڈیا کے جاسوسوں کا خفیہ اڈہ تھا۔

وہ اڈہ قدیم زمانے کے کھنڈرات تھے۔ جنہیں جزیرہ جاڈیا کے جاسوسوں نے اپنے استعمال کے لئے اپنے ڈھب پر تیار کر لیا تھا۔ اس خفیہ اڈے کا نام سیکرٹ ہارٹ تھا۔

سیکرٹ ہارٹ میں بے شمار جدید اور پیچیدہ کمپیوٹرائزڈ مشینیں نصب تھیں۔ وہاں اسلحے کا بھی بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ اس کے علاوہ اس اڈے کی ایسی حد بندی کی گئی تھی جیسے وہ کوئی فوجی چھاؤنی ہو۔ وہاں ہیلی پیڈ بھی تھا اور شہر کی طرف جانے والے خفیہ راستے بھی بنا دیئے گئے تھے۔ اصل میں جاڈیا جزیرے کے حکام جزیرہ گوڈیا پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ اس لئے وہ نہایت خفیہ طور پر گوڈیا میں گولہ

بارود بھیج رہے تھے۔ بلکہ سپیشل فورس اور بہت سی ایجنسیوں کے افراد نہایت خفیہ طریقے سے مگوڈیا میں اپنے پنجے گاڑ رہے تھے۔ جس کی خبر تاحال اعلیٰ حکام کو نہ تھی اور یہ سب سیکرٹ سروس کے نقلی چیف کیپٹن ماروگ کی ایماء پر ہو رہا تھا۔

سیکرٹ ہارٹ کے خفیہ میٹنگ ہال میں پنڈت نارائن، کرنل اوگارو اور کیپٹن ماروگ کی میٹنگ بھی ہوئی تھی۔ جس میں کیپٹن ماروگ نے انہیں بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصل مشن جزیرہ جاڈیا نہیں بلکہ ان کا ہدف سائی گان آئی لینڈ ہے۔ وہ اس جزیرے سے سائی گان آئی لینڈ جانا چاہتے ہیں۔ جن کی مدد کے لئے اعلیٰ حکام نے اس کی سروس کو مامور کیا تھا۔

کرنل اوگارو اور کیپٹن ماروگ چونکہ یہودی نژاد تھے اس لئے پنڈت نارائن نے ان پر تمام حقیقت واضح کر دی تھی کہ سائی گان آئی لینڈ اس وقت ان کے لئے کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ وہاں پر ایکریمی سائنسدانوں کے ساتھ کافرستانی سائنسدان مل کر پاکیشیا پر ایک بڑا اور انتہائی خوفناک حملہ کرنے والے ہیں جس سے پاکیشیا کا نام ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔

کیپٹن ماروگ نے جب پنڈت نارائن کو بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جو چھ افراد پر مشتمل ہیں اور جن میں ایک سوئس نژاد لڑکی بھی شامل ہے وہ جزیرہ مگوڈیا پہنچ چکے ہیں تو پنڈت نارائن بری طرح سے اچھل پڑا۔ کیپٹن ماروگ نے پنڈت نارائن کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اپنے ساتھ واقعی بے پناہ اور نہایت خوفناک اسلحہ لائے تھے جن پر اس نے فوری قبضہ کر لیا تھا۔

اس وقت وہ تینوں اسی میٹنگ ہال میں ہی تھے اور کیپٹن ماروگ کی بات سن کر پنڈت نارائن بے چین ہو گیا تھا۔

" اوہ، کیا ان کے ساتھ علی عمران نہیں آیا"۔ پنڈت نارائن نے بے چین ہو کر پوچھا۔

" نہیں، میں نے ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ وہ بعد میں آئے گا"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

" اوہ، وہ شاید کرنل راکیش کے سلسلے میں الجھ کر پاکیشیا میں ہی رک گیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" اب آپ کا کیا خیال ہے پنڈت نارائن۔ کیا ان لوگوں کو گھیر لیا جائے یا اس علی عمران کا انتظار کیا جائے"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

" ان لوگوں کو موقع دینا میرے خیال میں صحیح نہیں ہو گا۔ میں علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان لوگوں کے ساتھ علی عمران نہ بھی ہو تو وہ اپنے کسی بھی مشن کی انجام دہی کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہاں آرام کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہو گا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے مشن کا آغاز کریں یا ان کے بارے میں اعلیٰ حکام کو کوئی رپورٹ ملے ہمیں یا تو ان کو ختم کر دینا چاہئے یا پھر ان کو غائب کر دینا چاہئے"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"کیا مطلب، کیا ان کی آمد کی اطلاع اعلیٰ حکام کو نہیں ہے"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

"ہے مگر ابھی تک ان میں سے کسی نے اعلیٰ حکام سے بات نہیں کی۔ البتہ میں نے رپورٹ کر دی ہے کہ وہ لوگ پہنچ چکے ہیں اور اپنے ساتھی علی عمران کا انتظار کر رہے ہیں"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"تم نے ان کو کہاں ٹھہرایا ہے"۔ کرنل اوکارو نے پوچھا۔

"فی الحال تو میں نے ان سب کو ایک ہوٹل میں ٹھہرایا ہے۔ علی عمران کے آنے کے بعد یا تو وہ گورنمنٹ کے ریسٹ ہاؤس میں آجائیں گے یا پھر اپنے مشن کے لئے نکل کھڑے ہوں گے"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"وہ لوگ سائی گان آئی لینڈ جانے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کریں گے۔ کیا اس کے بارے میں تمہیں کوئی انفارمیشن ہے"۔ پنڈت نارائن نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"نہیں۔ اعلیٰ حکام سے بات کرنے کے بعد ہی وہ کوئی فیصلہ کریں گے"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"پھر تو واقعی انہیں غائب کرنا ہی مناسب رہے گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"وہ کیوں۔ اگر ہوٹل میں ہی ان کا خاتمہ کر دیا جائے تو کیا یہ مناسب نہیں ہو گا"۔ کرنل اوکارو نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ عمران ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر ان کا خاتمہ کر دیا گیا تو عمران ہوشیار ہو جائے گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ ان کو غائب کر دیا جائے۔ ان کے غائب ہونے سے عمران یقینی طور پر یہاں ان کی تلاش میں الجھ جائے گا اور ہم موقع کا فائدہ اٹھا کر اس کو گھیر لیں گے اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"لیکن ان لوگوں کے غائب ہونے پر کہیں حکومت چونک نہ جائے۔ ان لوگوں کی ساری ذمہ داری کیپٹن ماروگ پر ہے"۔ کرنل اوکارو نے کہا۔

"اعلیٰ حکام کو سنبھالنا میرا کام ہے۔ میں ان کو رپورٹ دے دوں گا کہ عمران یہاں پہنچ گیا تھا۔ وہ لوگ عمران کے آتے ہی فوری طور پر سائی گان آئی لینڈ کے اپنے مشن پر روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے لئے میں ایک سپیشل شپ ان کے کھاتے میں ڈال دوں گا۔ وہ شپ مع اسلحہ کے جزیرہ جاڈیا پہنچ جائے گا۔ اس طرح ہمارے بحری جہازوں میں ایک اور جہاز کا اضافہ ہو جائے گا"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"ترکیب تو اچھی ہے مگر تم ان لوگوں کو ہوٹل سے غائب کیسے کرو گے"۔ کرنل اوکارو نے پوچھا۔

"میں سپیشل فورس کے آدمی وہاں بھیجوں گا جو خود کو ان پر ملٹری انٹیلی جنس کے افراد ظاہر کریں گے۔ ان لوگوں کو باقاعدہ حراست میں لیا جائے گا اور پھر ہم انہیں خفیہ طور پر سیکرٹ پارٹ میں لے جائیں گے۔ جو ان کے لئے آخری آرام گاہ ثابت ہو گا"۔ کیپٹن ماروگ

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، مگر یہ سب کھڑاک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں بے ہوش کر کے بھی تو وہاں سے نکال کر لایا جا سکتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں، انہیں فائیو سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا گیا ہے وہاں کسی اور ایجنسی کے آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر انہیں وہاں سے بے ہوش کر کے نکالا گیا تو وہ لوگ لامحالہ چونک پڑیں گے"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"گڈ، تم واقعی بے حد ذہین ہو کیپٹن ماروگ"۔ پنڈت نارائن نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"ذہین ہے تو اس وقت گوڈیا کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے"۔ کرنل اوگارو نے کہا تو پنڈت نارائن نے ہنس کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے مجھے فوراً اپنے آدمی وہاں بھجوا دینے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو عمران پہنچ جائے اور وہ اعلیٰ حکام سے مل کر معاملہ خراب کر دے گا"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا تو پنڈت نارائن اور کرنل اوگارو نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ اٹھ کھڑا ہوئے اور پھر وہ تینوں میٹنگ روم سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"کیا کہتے ہو صفدر۔ کیا واقعی ان لوگوں کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے"۔ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

وہ سب ٹرک کے فولادی فرش پر بیٹھے تھے۔ ٹرک کی چادریں بھی فولادی تھیں۔ ٹرک کا فرش لرز رہا تھا اور اس کے نیچے انجن کے تیز شور کی آواز گونج رہی تھی۔ انہیں ٹرک کے پیچھے آنے والی جیپوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ دوسرے جب انہیں ٹرک میں سوار کر دیا گیا تھا تو دروازہ بند ہوتے ہی انہیں باہر سے کنڈا لگنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اسی لئے انہوں نے فی الحال اس ٹرک سے نکلنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی بلکہ آرام سے فرش پر بیٹھ گئے تھے۔ ٹرک میں ایک بلب روشن تھا جس کی وجہ سے وہاں اندھیرا نہیں تھا۔

"اس بات کی تصدیق عبدالسلام نے کی تھی کہ ان کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے پھر اس میں شک کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے"۔

صفدر نے جواب دیا۔

"ان کا انداز اور سادہ لباس مجھے کھٹک رہا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس خواہ کسی بھی ملک کی کیوں نہ ہو اس طرح کارروائی نہیں کرتی"۔ جولیانے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہے۔ اگر یہ ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق نہیں رکھتے تو پھر ملٹری ٹرک اور جیپیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ان لوگوں کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے یا نہیں یہ ہم بعد میں سوچیں گے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ انہوں نے اس طرح ہمیں گرفتار کیوں کیا ہے اور مسٹر عبدالسلام نے جب ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی تو اس کا رویہ بھی بے حد بدلا ہوا تھا۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ اسی کی ایماء پر ہوا ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔ اس کا انداز واقعی بے حد روکھا اور سخت تھا"۔ صفدر نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے خاور کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر عبدالسلام کو ہمیں اس طرح گرفتار ہی کروانا تھا تو اسے ہمیں ہوٹل میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ ہمیں ایئرپورٹ پر بھی تو حراست میں لے سکتا تھا"۔ جولیا نے مسلسل سوچتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ نے جس عبدالسلام سے بات کی تھی میرے خیال میں وہ اصل عبدالسلام نہیں تھا"۔ اچانک چوہان نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب، تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جس وقت چیف عبدالسلام ہمیں ایئرپورٹ پر رسیو کرنے آیا تھا اس وقت جب وہ ہم سے بات کر رہا تھا تو اس کے لہجے میں قدرے لکنت تھی۔ وہ پورا جملہ بولتے ہوئے ایک لمحے کے لئے رک جاتا تھا۔ لیکن ٹرانسمیٹر پر اس نے جب آپ سے بات کی تھی تو اس کی آواز ہم بھی سن رہے تھے۔ اس کی آواز تو واقعی عبدالسلام جیسی ہی تھی لیکن اس کے لہجے میں وہ لکنت نہیں تھی۔ اس کے علاوہ چیف عبدالسلام ہر جملے کے آغاز میں "ویل" کا استعمال ضرور کرتے تھے مگر اب اس نے ایک بار بھی ویل کہہ کر بات نہیں کی تھی"۔ چوہان نے کہا۔

"اوہ واقعی، یہ اہم پوائنٹس تو ہم نے نوٹ ہی نہیں کئے تھے۔ لیکن اس کی آواز"۔ جولیانے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آواز سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اس دنیا میں ہزاروں ایسے انسان ہیں جو دوسروں کی آوازوں کی نقل کر لیتے ہیں۔ جیسے ہمارے عمران صاحب"۔ چوہان نے کہا تو جولیانے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس کا مطلب ہے ہمیں بے وقوف بنایا گیا ہے"۔ جولیا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مگر ہمیں اس طرح بے وقوف بنانے والے یہ لوگ ہیں کون۔ ان کو ہمارے نام بھی معلوم تھے"۔ صفدر نے بھی الجھن زدہ

لہجے میں کہا۔

"کہیں یہ لوگ کافرستانی ایجنٹ تو نہیں"۔ اچانک تنویر نے کہا۔

"کافرستانی ایجنٹ"۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔

"ہاں، ہم ایک لحاظ سے اس وقت کافرستان کے منصوبے کو ہی سبوتاژ کرنے نکلے ہیں۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں کو اس بات کی خبر مل گئی ہو کہ ہم سائی گان آئی لینڈ میں ان کے سائنسدان اور ٹاپ میزائل کو تباہ کرنے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں روکنے کے لئے شاید انہوں نے یہاں اپنے ایجنٹ بھیج دیئے ہوں۔ یہ سب مجھے انہی کی پلاننگ معلوم ہوتی ہے"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہم اس مشن کے لئے کون سا میک اپ کر کے نکلے تھے۔ ہو سکتا ہے کافرستانی ایجنٹوں کو اس بات کی خبر مل گئی ہو کہ ہم اپنے مشن کا آغاز گوڈیا سے کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے ایجنٹوں کا نیٹ ورک بھی پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے یقینی طور پر ہمیں پہچان لیا ہو گا۔ یہاں ان کے پاس ایسا انتظام ہو گا کہ وہ خود کو ملٹری انٹیلی جنس کے افراد ظاہر کر کے ہم پر آسانی سے ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں"۔ نعمانی نے کہا۔

"بہر حال صورتحال بے حد مخدوش ہے۔ مجھے تو اب گوڈیا سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام کی شخصیت بھی مشکوک معلوم ہو رہی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ہمیں یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھے رہنا

چاہئے"۔ خاور نے کہا۔

"تو کیا کرنا چاہئے۔ ہمارا سارا اسلحہ بھی تو عبدالسلام کے پاس ہے۔ خالی ہاتھوں ہم ان کا کیا مقابلہ کریں گے"۔ نعمانی نے سر جھٹک کر کہا۔

"خیر خالی ہاتھ تو ہم اب بھی نہیں ہیں۔ مشن پر روانہ ہونے سے پہلے عمران صاحب نے ہمیں جو سپیشل سامان دیا تھا وہ اب بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے ہماری تلاشی نہیں لی تھی۔ کیوں مس جولیا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا چپٹی نال والا عجیب سا پسٹل نکال لیا۔ جس پر ٹریگر کی بجائے چند مختلف رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے۔

"ہاں، یہ تو ہے"۔ جولیا نے کہا۔ اس نے اپنے بالوں سے ایک کلپ اتار کر ہاتھ میں لے لیا۔ ان کے دیکھا دیکھی تنویر نے بیلٹ کے ایک حصے کے جوڑ کو کھول کر اس میں سے دو دو قطر کی سیاہ گولیاں نکال لیں جن کی تعداد دس تھی۔ نعمانی نے بوٹ کی ایڑی کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا تھا۔ خاور کے پاس ایک سنہرے فریم والی عینک تھی جبکہ صدیقی نے اپنی خفیہ جیب سے ایک زہریلی سوئیاں پھینکنے والی چھوٹی سی مشین نکال لی تھی۔ جبکہ چوہان کے پاس ایک پین تھا جس کے سرے سے سرخ رنگ کی ریز نکلتی تھی۔ اس ریز سے فولادی چادروں کو بھی آسانی سے کاٹا جا سکتا تھا۔

"ان چیزوں سے ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں، لیکن میرا خیال ہے ہمیں ابھی کچھ نہیں کرنا چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ کیوں"۔ سب نے چونک کر کہا۔

"پہلے معلوم تو ہو کہ یہ لوگ کون ہیں اور یہ ہمیں کہاں لے رہے ہیں۔ خطرے کی صورت میں ہم ان چیزوں کو استعمال میں لائیں گے۔ فی الحال ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو"۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"اگر ہمیں نقصان پہنچانے کا ارادہ ہوتا تو یہ لوگ اس طرح ہمیں باقاعدہ اریسٹ نہ کرتے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں، یہ تو ہے۔ وہ لوگ ہمیں ہوٹل سے بے ہوش کر کے بھی اٹھا سکتے تھے اور ہوٹل میں ہمارا خاتمہ بھی کر سکتے تھے۔ ہمارا زندہ اور ہوش میں ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لوگ باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہمیں لے جا رہے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن یہ ہمیں لے جا کہاں رہے ہیں"۔ تنویر نے پوچھا۔

"یہ تو منزل آنے پر ہی پتہ چلے گا"۔ صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"میں تو کہتا ہوں ان ہتھیاروں کا استعمال کر کے ہم انہیں یہیں روک لیتے ہیں۔ یہ خود ہی اگل دیں گے کہ یہ کون ہیں اور اس طرح یہ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں"۔ تنویر نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔

"نہیں، اگر ہم نے ایسا کیا اور یہ لوگ صحیح ہوئے تو ٹگوڈیا کی ری فورس ہمارے پیچھے لگ جائے گی اور ہم یہاں جس مقصد کے ے آئے ہیں وہ پیچھے رہ جائے گا اور ہم یہاں چھپنے کے لئے بھاگتے پھریں گے"۔ جولیا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی ہمیں اندازہ تو ہونا چاہئے کہ ہم جا کس طرف رہے ہیں۔ پس آنے کے لئے ہمیں راستوں کا تو علم ہونا چاہئے"۔ تنویر نے جھلا ر کہا۔

"یہ کام میں کر سکتا ہوں"۔ خاور نے کہا اور اس نے سنہرے فریم لی عینک آنکھوں پر لگا لی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ فریم کے سائیڈوں یں چند چھوٹے چھوٹے بٹن لگے ہوئے تھے۔ خاور نے ایک بٹن پریس یا تو فریم کے شیشوں کا رنگ بدل گیا۔ ان کا رنگ نیلا ہو گیا تھا اور ن شیشوں سے ہلکی ہلکی نیلی روشنی سی پھوٹنے لگی تھی۔ اسی لمحے جیسے ور کی آنکھوں کے سامنے سے ٹرک کی فولادی چادر ہٹ گئی اور اسے رک کے باہر کا منظر واضح طور پر دکھائی دینے لگا تھا۔

"یہ غالباً ایس ایس ٹی گلاسز ہیں۔ جن سے فولاد کی موٹی دیواروں ے آر پار آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں، مجھے ٹرک کے باہر کا منظر صاف نظر آ رہا ہے۔ ہم لوگ اس وقت شہر سے باہر جانے والی سڑک سے گزر رہے ہیں"۔ خاور نے ثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹرک کے چاروں طرف باہر جھانک کر ان لوگوں کو ان راستوں کی تفصیل بتانے لگا۔ جہاں

جہاں جہاں سے ٹرک اور فوجی جیپیں گزر رہی تھیں ان کا تین گھنٹے اسی طرح سفر جاری رہا۔

"اب ٹرک جنگل میں داخل ہو رہا ہے"۔ خاور نے عینک اتارتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا جنگل میں"۔ جولیا اور صفدر نے چونک کر ایک ساتھ کہا اور تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ دوسرے ممبر بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"عینک دکھانا مجھے"۔ جولیا نے کہا تو خاور نے عینک اسے دے دی۔ جولیا نے عینک آنکھوں سے لگائی اور باہر دیکھنے لگی۔

"اوہ واقعی، یہ لوگ تو ہمیں گھنے جنگلوں کی طرف لے جا رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے تو کہا تھا کہ یہ لوگ ہمیں ملٹری ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے۔ پھر ان کا اس طرف آنے کا مطلب"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ ان کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ ہم لوگ ان سے یہیں نپٹ لیتے ہیں۔ ورنہ یہ لوگ ہمیں جنگل میں لے جا کر گولیوں سے بھون دیں گے"۔ تنویر نے کہا۔ جولیا نے عینک اتار کر صفدر کو دے دی۔

"ہو سکتا ہے ان کا ملٹری ہیڈ کوارٹر اسی جنگل میں ہو۔ جنگل میں راستے تو بنے ہوئے ہیں"۔ صفدر نے ٹرک کے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر تقریباً دو گھنٹوں کے مزید سفر کے بعد وہ کھنڈرات میں پہنچ

گئے۔ عینک خاور کے پاس واپس آ گئی تھی۔ اس نے جب انہیں کھنڈرات کے بارے میں بتایا تو وہ سب ایک بار پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کھنڈرات۔ اوہ کم از کم ان کھنڈرات میں ملٹری ہیڈ کوارٹر نہیں ہو سکتا"۔ جولیا نے عینک لگا کر ٹرک سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔ حد بندی میں اسے وہاں بے شمار مسلح افراد ادھر ادھر گھومتے دکھائی دے رہی تھیں۔ اسی لمحے جیپیں اور ٹرک کھنڈرات کے احاطے میں جا کر رک گئے۔ سامنے کھنڈرات سے بے شمار مسلح افراد باہر نکلے اور انہوں نے تیزی سے ٹرک کے گرد گھیرا ڈال لیا اور پھر اسی کھنڈر سے جولیا نے تین آدمیوں کو باہر نکلتے دیکھا۔

"پنڈت نارائن"۔ اچانک جولیا نے کہا اور اس کے منہ سے پنڈت نارائن کا نام سن کر وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

"پنڈت نارائن، کیا مطلب"۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، پنڈت نارائن یہاں ہے اور اس کے ساتھ مگوڈیا سیکرٹ سروس کا چیف عبدالسلام اور ایک تیسرا آدمی بھی موجود ہے"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور عینک اتار کر صفدر کو دے دی۔ صفدر اور پھر باری باری ان سب نے عبدالسلام اور پنڈت نارائن کو دیکھا تو ان کے چہروں پر شدید تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔

"اس کا مطلب ہے عبدالسلام کا تعلق پنڈت نارائن سے ہے اور ہمیں یہاں پنڈت نارائن کے حکم سے لایا گیا ہے"۔ صفدر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہم سب اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ پنڈت نارائن ہمیں کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں اس کی فطرت جانتا ہوں"۔ تنویر نے کہا۔

"مس جولیا اب"۔ خاور نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب کیا۔ ثابت ہو چکا ہے کہ ہم اس وقت دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ ہمیں ان کے نرغے سے نکلنا ہے۔ کیسے، یہ سب تم اچھی طرح سے جانتے ہو"۔ جولیا نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"یہاں مسلح افراد کی تعداد بے حد زیادہ ہے۔ ان کے پاس ہر قسم کا اسلحہ نظر آ رہا ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنے کے لئے شدید جدوجہد کرنا پڑے گی"۔ صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور تشویش تھی۔

"کچھ بھی ہو۔ ہم کسی بھی صورت میں ان کے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ چاہے اس کے لئے ہمیں فاسٹ اور انتہائی خوفناک ایکشن کیوں نہ کرنا پڑے"۔ جولیا نے اسی لہجے میں کہا۔

"مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم یہاں سے فاسٹ اور ڈائریکٹ ایکشن کئے بغیر نہیں نکل سکتے"۔ تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔ وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا کیونکہ اس کا ڈائریکٹ ایکشن کا اور وہ بھی فاسٹ اب جو پورا ہونے والا تھا۔

"ہم سب تیار ہیں مس جولیا"۔ خاور نے کہا۔

"اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لیں۔ وہ لوگ ٹرک کو چاروں طرف سے گھیر چکے ہیں اور ایک آدمی ٹرک کا تالا کھولنے آ رہا ہے"۔ صفدر نے

کہا۔ سنہری فریم والی عینک اس کی آنکھوں پر تھی اس لئے وہ باہر کا منظر صاف دیکھ رہا تھا۔

"سب سے پہلے میں ایکشن لوں گی۔ جیسے ہی دروازہ کھلے گا میں ان پر کلپ سے فلیش ماروں گی۔ تم سب سائیڈوں کی دیواروں کے ساتھ لگ جاؤ اور تنویر تمہارے پاس بی ایکس ایم کے بم ہیں۔ جیسے ہی ان لوگوں پر کلپ سے فلیش ماروں تم دو بم ٹرک کے دائیں بائیں اچھال دینا۔ اس سے ان میں ہڑبونگ مچ جائے گی اور اس ہڑبونگ کا فائدہ اٹھا کر ہم ٹرک سے باہر نکل جائیں گے"۔ جولیا نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ سب تیار ہو گئے۔ ان سب نے عمران کے دیئے ہوئے سائنسی اور خوفناک ہتھیار اپنے ہاتھوں میں لے لئے تھے۔ وہ سب دم سادھے کھڑے تھے۔ ان میں سب سے آگے جولیا تھی جو ٹرک کی دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی جبکہ بائیں طرف تنویر چپکا ہوا تھا۔ جس کے ہاتھوں میں وہی سیاہ رنگ کی گولیاں تھیں جو اس نے بیلٹ سے نکالی تھیں جو اصل میں انتہائی طاقتور اور خوفناک مائیکرو بی ایکس ایم بم تھے۔

باہر سے کنڈا کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر ٹرک کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا جولیا نے چیخ کر "ایکشن" کہتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کلپ کا ایک بٹن دبا دیا۔

جیسے ہی عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

" عمران صاحب، جوزف کی حالت اب کیسی ہے"۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس کی حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ کرنل راکیش نے اس پر جس قدر خوفناک ٹارچر کیا ہے یہ جوزف کا ہی حوصلہ تھا جو وہ سہہ گیا تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو اب تک وہ شاید زندہ نہ ہوتا"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور کرسی پر اس طرح دھم سے بیٹھ گیا جیسے وہ بری طرح سے تھک گیا ہو۔ اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے۔

کرنل راکیش اور ماسٹر ہادی عرف رگوناتھ کو تو جوزف انتہائی سخت مقابلے کے بعد ہلاک کر چکا تھا۔ اس لئے عمران نے سریندر کو ہوش میں لا کر ساری حقیقت اگلوالی تھی۔ کرنل راکیش اور رگوناتھ

کا حشر دیکھ کر اور عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی درندگی نے اسے شدید ہراساں کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس نے عمران کو رگوناتھ اور کرنل راکیش کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں موجود مشینری کو عمران نے مشین گنوں سے فائرنگ کر کے تباہ کر دیا تھا۔ اس عمارت میں عمران کو رگوناتھ کے بہت سے ساتھیوں کے نام و پتے بھی ملے تھے۔ عمران نے رگوناتھ کے باقی ساتھیوں اور خاص طور پر جیکی بار میں موجود کافرستانی ایجنٹوں کو گرفتار کرنے کی ڈیوٹی سوپر فیاض کے سپرد کر دی تھی۔ اس نے سوپر فیاض کو اس ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ بتا دیا تھا جہاں تہہ خانوں میں اسے بھاری اسلحہ بھی ملا تھا۔ بغیر کوئی معرکہ سر کئے اتنے بڑے ریکٹ کا ہاتھ آنا سوپر فیاض کے لئے کسی بھی طرح قارون کے خزانے سے کم نہ تھا۔ اسے اپنے کاندھوں پر ایک اور پھول سجتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس لئے وہ عمران کے سامنے بچھا جا رہا تھا لیکن عمران کو جوزف کی فکر تھی جب اس نے نہایت مخدوش حالت میں بلیک تھنڈر کے ساتھ فاروقی ہسپتال بھجوایا تھا۔

عمران نے وہیں سے فون کر کے بلیک زیرو کو ساری صورتحال بتا دی تھی اور پھر وہ خود بھی فوری طور پر فاروقی ہسپتال میں جا پہنچا تھا۔ بلیک تھنڈر وہیں موجود تھا۔ اس نے عمران کو بتایا کہ جوزف کو ڈاکٹر فاروقی آپریشن روم میں لے گئے ہیں اور وہ پچھلے ایک گھنٹے سے جوزف کا آپریشن کرنے میں مصروف ہیں۔ جوزف کی اس قدر خوفناک حالت

نے عمران جیسے انسان کو بھی لرزا کر رکھ دیا تھا۔ وہ جوزف کے لئے انتہائی پریشان تھا۔ اور دل ہی دل میں جوزف کے بچ جانے کی دعائیں مانگ رہا تھا۔

جوزف کے لئے عمران جیسے انسان کو اس قدر پریشان دیکھ کر بلیک پینتھر بے حد حیران ہو رہا تھا۔ وہ جوزف کو عمران کے ملازم کی حیثیت سے جانتا تھا اور ایک ملازم کے لئے اس کا اس قدر پریشان ہونا واقعی بلیک پینتھر کے لئے حیران کن بات تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے جوزف عمران کا ملازم نہ ہو بلکہ اس کا بھائی ہو۔

عمران کے یہ جذبات بلیک پینتھر کو مرعوب کئے بغیر نہ رہ سکے اس کے دل میں عمران کی قدر و منزلت اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران اپنے دوستوں اپنے ساتھیوں کے لئے دل میں کس قدر شدید جذبات رکھتا ہے۔ پانچ گھنٹوں کے طویل آپریشن کے بعد جب او ٹی سے ڈاکٹر فاروقی تھکے ماندے باہر نکلے تو عمران دیوانوں کی طرح ان کی طرف لپکا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی نے عمران کو بتایا کہ انہوں نے جوزف کا آپریشن تو کر دیا ہے مگر اس کی حالت بدستور تشویشناک ہے۔ زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے اور انتہائی خوفناک اذیتوں سے وہ دوچار ہوا تھا۔ اس کے باوجود ڈاکٹر فاروقی نے عمران کو تسلی دی تھی کہ اگر جوزف کو اگلے دس گھنٹوں تک ہوش آ گیا تو اس کے زندہ بچنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر فاروقی کی باتیں سن کر عمران کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی۔ اس نے بلیک پینتھر کو وہیں رکنے کی ہدایات دی تھیں اور خود دانش منزل آ گیا تھا۔

" ڈاکٹر فاروقی کیا کہتے ہیں۔ کیا جوزف بچ جائے گا"۔ بلیک زیرو نے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر پوچھا۔

" نہیں بلیک زیرو، جوزف کو کچھ نہیں ہو گا۔ وہ بچ جائے گا۔ وہ عمران کا ساتھی ہے اور عمران کا ساتھی اس طرح نہیں ہلاک ہو سکتا۔ کبھی نہیں"۔ عمران جذبات کی شدت سے بلیک زیرو کے سامنے پھٹ پڑا تھا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ عمران کو اس قدر شدید جذبات اور غصے میں دیکھ کر بلیک زیرو بوکھلا گیا۔

" آپ کے لئے کافی لاؤں"۔ بلیک زیرو نے ڈرتے ڈرتے عمران سے کچھ دیر کے بعد مخاطب ہو کر پوچھا۔

" نہیں"۔ عمران نے جواب دیا اور اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔ بلیک زیرو چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتا رہا پھر خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" عمران صاحب جزیرہ مگوڈیا سے جولیا کا فون آیا تھا"۔ چند لمحے توقف کے بعد بلیک زیرو نے پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید عمران کو ذہنی کیفیت سے باہر لانا چاہتا تھا جو جوزف کے لئے اس وقت شدید پریشان تھا۔

" کیا وہ بحفاظت وہاں پہنچ گئے ہیں"۔ عمران نے بلیک زیرو کی بات سن کر آنکھیں کھول کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں، جولیا نے بتایا ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی اس وقت مگوڈیا

کے ایک ہوٹل میں ہیں۔ جزیرہ مگوڈیا کی سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام نے انہیں ایئرپورٹ پر رسیو کیا تھا۔ پھر وہ ان کو ہوٹل میں لے گیا تھا جہاں ان کے نام سے پہلے سے ہی کمرے بک تھے"۔ بلیک زیرو نے عمران کو سیدھے ہوتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"ہوٹل میں۔ عبدالسلام انہیں ہوٹل میں کیوں لے گیا ہے۔ اسے تو ان سب کو کسی سیکرٹ پوائنٹ پر لے جانا چاہئے تھا"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جولیا نے یہ بھی بتایا تھا کہ عبدالسلام نے ان کا تمام سامان بھی اپنے قبضے میں لے لیا تھا"۔ بلیک زیرو نے مزید کہا تو عمران کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں لہرانے لگیں۔

"کیا وہ سب میک اپ میں گئے تھے"۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"نہیں، آپ نے اس سلسلے میں کوئی ہدایات نہیں دی تھیں۔ اس لئے وہ بغیر میک اپ میں ہی روانہ ہو گئے تھے"۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس کا جواب سن کر عمران کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا بلیک زیرو۔ تم نے ان کو وہاں کیا پکنک منانے کے لئے بھیجا ہے"۔ عمران نے درشت لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کا رنگ زرد ہو گیا۔

"وہ، وہ......" بلیک زیرو نے عمران کو شدید غصے میں دیکھ کر

ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، کیا تم یہاں جھک مارنے کے لئے بیٹھے ہو"۔ عمران نے ے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب میں۔ میں"۔ بلیک زیرو اس قدر بوکھلایا ہوا تھا ۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ عمران کو کیا جواب دے۔

"کبھی اپنی عقل سے بھی کام لے لیا کرو۔ جو لوگ ہمیں سائی گان ن لینڈ جانے سے روکنے کے لئے یہاں آ سکتے ہیں۔ کیا وہ لوگ جزیرہ وڈیا میں نہیں پہنچ سکتے۔ ایک تو تم نے انہیں بغیر میک اپ کے ں بھجوا دیا ہے دوسرے اس مگوڈیا سیکرٹ سروس کے احمق چیف نے انہیں ہوٹل میں جا ٹھہرایا ہے تا کہ وہ سب آسانی سے دشمنوں کا رگٹ بن جائیں"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کو قعی اپنی حماقت پر شرمندہ ہونا پڑا۔

"اب شرمندہ ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فوراً جولیا کو کال کرو ور اسے کہو کہ میک اپ کر کے فوری طور پر اس ہوٹل کو چھوڑ دیں ور پھر میری عبدالسلام سے بات کراؤ"۔ عمران نے بلیک زیرو کو رمندہ ہوتے دیکھ کر سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر"۔ بلیک زیرو نے دھیمے لہجے میں کہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون پر مگوڈیا کے اس ہوٹل کے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے جہاں ے جولیا نے اسے فون کیا تھا۔ جولیا نے ٹیلی فون کے نمبروں کے ساتھ اسے اپنے کمروں کے نمبر بھی نوٹ کرا دیئے تھے۔

"میری کمرہ نمبر سکس ون میں موجود مس جولیا نافٹزواٹر سے بات کرائیں"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو نے کہا۔

"ویری گڈ، وہ لوگ وہاں اصلی ناموں سے رہ رہے ہیں۔ تمہاری اور ان کی ذہانت پر اب واقعی ماتم کرنے کو دل چاہ رہا ہے"۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر موجود شرمندگی اور گہری ہو گئی۔

"معاف کیجئے گا جناب۔ مس جولیا اور ان کے ساتھی اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں"۔ دوسری طرف سے آواز آئی اور بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے چونکہ لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے اس آواز کو عمران نے بھی سن لیا تھا۔

"اوہ، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں"۔ بلیک زیرو نے عمران کی جانب پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ان لوگوں کو ملٹری انٹیلی جنس والے لے گئے ہیں جناب"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو اور عمران دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے بادل امنڈ آئے۔

"ملٹری انٹیلی جنس۔ اوہ مگر وہ انہیں کس جرم میں لے گئے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"سوری جناب۔ ہم یہاں کی انٹیلی جنس اور خاص طور پر ملٹری انٹیلی جنس کے معاملات میں کوئی دخل اندازی نہیں کرتے۔ ان کے اختیارات بے حد وسیع ہیں۔ وہ کسی بھی وقت اور کسی کو بھی اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ وہ لوگ جرائم پیشہ افراد پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کا تعلق بھی مجرموں کے کسی گروہ سے تھا جس کی وجہ سے ملٹری انٹیلی جنس کے نمائندے انہیں لینے آئے تھے"۔ دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا اور عمران کی پیشانی پر شکنوں کا جال پھیل گیا تھا وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور آگے بڑھ کر اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ ان لوگوں کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہی تھا"۔ عمران نے بلیک زیرو کے لب و لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں اور آپ کے ان سوال وجواب کا مقصد کیا ہے"۔ دوسری طرف سے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"دیکھو مسٹر، میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ میں وزارت داخلہ کا سیکرٹری سر سلطان ہوں۔ جن لوگوں کو ملٹری انٹیلی جنس لے گئی ہے وہ پاکیشیا حکومت کے اہم نمائندوں کا وفد تھا جو باقاعدہ مگوڈیا حکومت کی اجازت سے وہاں پہنچا تھا۔ انہیں اعلیٰ حکام سے ملنا تھا۔ اس لئے بہتر ہے آپ سے جو پوچھا جائے اس کا صاف صاف اور صحیح جواب دیں ورنہ اعلیٰ حکام اس معاملے میں آپ کا اور آپ کے ہوٹل کا کیا حشر کریں گے یہ آپ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے نمائندوں کا وفد، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ لیکن جیراٹ صاحب نے تو کہا تھا کہ وہ ان کے ذاتی مہمان ہیں۔ وہی

ان لوگوں کو ہوٹل لے کر آئے تھے اور انہوں نے ہی ان کے نام کے یہاں کمرے بک کرائے تھے"۔ دوسری طرف سے قدرے پریشان انداز میں کہا گیا۔

"جیراٹ، یہ جیراٹ صاحب کون ہیں"۔ عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے بہت اچھے کلائنٹ ہیں جناب۔ مکوڈیا کے دوسرے بڑے شہر کلوچیا میں ان کا اپنا بزنس ہے۔ جب بھی آتے ہیں وہ ہمارے ہی ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ، کیا آپ مجھے ان کا ایڈریس اور فون نمبر دے سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اصولاً ہم اپنے کلائنٹس کا ایڈریس اور فون نمبر کسی کو نہیں دیتے۔ لیکن ایک تو آپ اتنی دور یعنی پاکیشیا سے بات کر رہے ہیں دوسرے آپ نے جو بات بتائی ہے وہ واقعی میرے لئے حیران کن ہے اس لئے میں آپ کو ان کا ایڈریس اور فون نمبر نوٹ کرا دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے عمران کو ایک ایڈریس اور فون نمبر نوٹ کرا دیا۔

"تھینک یو، کیا آپ مجھے اپنا نام بتانا پسند کریں گے"۔ عمران نے کہا۔

"جی میرا نام ابویوسف ہے اور میں اس ہوٹل کا مالک ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں ابویوسف صاحب۔ بس ایک آخری بات اور بتا دیں تو میں آپ کا اور زیادہ مشکور ہوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"فرمایئے"۔ دوسری طرف سے ابویوسف نے اخلاقاً کہا۔

"مسٹر جیراٹ ان لوگوں کو کس وقت ہوٹل میں چھوڑ کر گئے تھے اور ان کے جانے کے کتنی دیر بعد ان لوگوں کو ملٹری انٹیلی جنس والے لے گئے تھے"۔ عمران نے کہا۔ دوسری طرف سے ابویوسف نے اپنے ملک کے حساب سے عمران کو ٹائم بتا دیا۔ عمران نے ابویوسف کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے عمران صاحب۔ جیراٹ یقیناً کوئی کافرستانی ایجنٹ تھا اس نے ہمارے ساتھیوں کو ٹریپ کیا ہو گا اگر میں نے ان لوگوں کو یہاں سے میک اپ کر کے بھیجا ہوتا تو"۔ بلیک زیرو نے شرمندگی اور پریشانی سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ میک اپ میں جاتے تب وہ آسانی سے ٹریپ کئے جا سکتے تھے"۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونک کر عمران کی شکل دیکھنے لگا۔

"ان سب کو ایئرپورٹ پر مکوڈیا سیکرٹ سروس کے چیف نے رسیو کیا تھا۔ ہوٹل میں پہنچانے والا کوئی جیراٹ نامی شخص تھا۔ ہو سکتا ہے عبدالسلام نے اپنی شناخت چھپانے کے لئے یہ فرضی نام رکھا ہو۔ مگر ان لوگوں کو آنے کی اطلاع صرف اعلیٰ حکام کے چند خاص

آدمیوں کو تھی۔ جن میں مگوڈیا کے صدر، وزیراعظم اور ملٹری انٹیلی جنس اور مگوڈیا کی سیکرٹ سروس کے چیفس کو تھی۔ ان میں سے تو کوئی ایسا نہیں ہو سکتا جو ہمارے آدمیوں کے بارے میں کسی کو انفارم کرے۔ پھر کافرستانی ایجنٹوں کو کیسے خبر مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مگوڈیا میں ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس جن کو پہلے ہی ان کے بارے میں انفارم کر دیا گیا تھا وہ ان پر کیسے ہاتھ ڈال سکتے ہیں"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس یا اعلیٰ حکام میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جسے ان لوگوں کی آمد کا علم ہوا اور اس نے ہی کوئی جال پھیلایا ہو"۔ بلیک زیرو نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں، اگر ایسا ہوتا تو انہیں ایئرپورٹ سے ہی غائب کر دیا جاتا۔ انہیں ہوٹل میں لے جانا، ہوٹل میں پہلے سے ان کے کمرے بک ہونا، پھر انٹیلی جنس کا وہاں سے باقاعدہ ان کو حراست میں لینا ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ کچھ زیادہ ہی گھمبیر ہے"۔ عمران نے مسلسل سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس سلسلے میں اعلیٰ حکام سے بات نہیں کریں گے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔ وہ ان لوگوں کے بارے میں یقیناً لاعلم ہوں گے"۔ عمران نے انکار میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی ہم ان سے احتجاج تو کر سکتے ہیں۔ سیکرٹ سروس کے

چیف عبدالسلام نے انہیں ہوٹل میں کیوں ٹھہرایا تھا اور وہ بھی ان کے اصل نام و پتوں سے"۔ بلیک زیرو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو اس سارے سلسلے میں عبدالسلام کا کردار مشکوک معلوم ہو رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"قطعی، ان لوگوں کی حفاظت اور ان کی معاونت کی تمام ترذمہ داری اسی کی تھی"۔ بلیک زیرو نے عمران کی تائید میں سرہلا کر کہا۔

"مجھے جلد سے جلد جزیرہ مگوڈیا پہنچنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن جوزف تو اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ آپ کے ساتھ جا سکے۔ کیا آپ اکیلے ہی جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر ڈرتے ڈرتے جوزف کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں، میں کیپٹن حمزہ کو ساتھ لے جاؤں گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"آپ کا مطلب ہے بلیک پینتھر۔ مگر وہ تو........" بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"اس میں بہرحال اتنی صلاحیتیں موجود ہیں کہ وہ کسی مشن میں میرے ساتھ کام کر سکے۔ اگر نہیں ہے تو میں اسے اس قابل بناؤں گا۔ گھر میں تو چوہے بھی شیر ہوتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ وہ شاید خود عمران کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہونا چاہتا تھا مگر عمران پہلے ہی غصے میں تھا وہ ایسی بات کر کے اور اس

کے فیصلے میں مداخلت کر کے اسے مزید غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا۔
عمران نے کچھ سوچ کر ابویوسف کے دیئے ہوئے ٹیلی فون نمبر پر رنگ کیا تو دوسری طرف سے جیراٹ کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر دیا گیا۔ پھر عمران نے جزیرہ گموڈیا کی سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام کو فون کیا تو اس سے بھی عمران کا رابطہ نہ ہو سکا۔ تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹرک کا دروازہ کھلا سامنے انہیں کئی مسلح افراد نظر آئے جو پوزیشنیں سنبھالے نہایت چوکنے کھڑے تھے۔ جیسے ہی جولیا نے "ایکشن" کہا اس نے ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے کلپ کا بٹن دبا دیا۔ کلپ سے تیز روشنی سی چمکی اور سامنے کھڑے مسلح آدمیوں کی آنکھوں کو خیرہ کر گئی۔ کلپ سے فلیش لائٹ کی طرح تیز روشنی چمکی تھی اور یہ روشنی عام فلیش لائٹس سے کہیں زیادہ تیز تھی۔ سامنے موجود مسلح افراد کی آنکھوں میں روشنی پڑی وہ بے اختیار چیخ پڑے تھے اسی لمحے تنویر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور فضا یکلخت انتہائی ہولناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ تنویر نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک سیاہ گولی سامنے ایک دائیں اور ایک ٹرک کے بائیں جانب اچھال دی تھی۔ خوفناک دھماکوں کے ساتھ انسانی چیخوں کی آوازیں بھی گونج اٹھی تھیں اور جنگل کا وہ حصہ یوں لرز اٹھا تھا جیسے

اچانک وہاں کئی میگا پاور کے خوفناک بم مار دیئے گئے ہوں۔ ہر طرف گرد و غبار کے بادل پھیل گئے تھے۔

" نکلو یہاں سے "۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ سب چھلانگیں مارتے ہوئے ٹرک سے نکل آئے۔

" شمال کی طرف بھاگو "۔ جولیا نے کہا اور ان سب نے تیزی سے ایک طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے ہر طرف سے اچانک تیز اور خوفناک فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

" وہ لوگ ٹرک سے نکل گئے ہیں۔ پکڑو انہیں۔ بھاگو "۔ انہیں کسی کی تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور فائرنگ کی آواز کے ساتھ انہیں ہر طرف سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ گرد و غبار کے طوفان سے نکل کر جیسے ہی وہ باہر آئے انہوں نے سامنے کچھ فاصلے پر موجود درختوں کی جھنڈ کی طرف تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔

" اس طرف۔ اس طرف چلو "۔ جولیا نے جو ان سب سے آگے تھی دائیں طرف موجود گھنی جھاڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت شام ہو رہی تھی گھنے درختوں کی وجہ سے وہاں سر شام ہی اندھیرا ہو گیا تھا لیکن بہرحال وہاں اتنی روشنی ضرور تھی کہ وہ ان درختوں اور درختوں کے درمیان راستوں کو آسانی سے دیکھ سکتے تھے اس سے پہلے کہ گرد و غبار ختم ہوتا وہ لوگ نہایت تیزی سے درختوں کے پیچھے موجود جھاڑیوں میں غائب ہو چکے تھے۔

" مس جولیا، ہم لوگ بھاگ کر ان سے زیادہ دور نہیں جا سکیں گے۔ وہ بہت جلد ہمیں آلیں گے "۔ صفدر نے بھاگتے ہوئے کہا۔

" تو پھر کیا کریں "۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہم درختوں کی آڑ لے کر درختوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ جب وہ ہماری تلاش میں آگے نکل جائیں گے تو پیچھے سے ان پر حملہ کر کے ان سے ان کے ہتھیار چھین لیں گے۔ بغیر ہتھیاروں کے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے "۔ صفدر نے کہا۔

" اوہ، ہاں یہ ٹھیک ہے۔ جلدی کرو سب درختوں پر چڑھ جاؤ "۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے درختوں پر چڑھتے چلے گئے۔ ایک تو درختوں کے تنے بے حد بڑے تھے۔ دوسرے درخت خاصے اونچے تھے اور تیسرے درخت اس قدر گھنے تھے کہ ان کو یقین تھا کہ انہیں درختوں پر چڑھتے کسی نے نہیں دیکھا ہوگا اور گھنے درختوں میں وہ لوگ آسانی سے انہیں تلاش نہیں کر سکیں گے۔

ابھی انہیں درختوں پر چڑھے چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ انہوں نے بے شمار مسلح افراد کو اس طرف بھاگ کر آتے دیکھا۔

" چاروں طرف پھیل جاؤ۔ وہ لوگ یہیں کہیں ہوں گے۔ وہ زیادہ دور نہیں جا سکتے "۔ کسی نے چیختے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے ان مسلح افراد کو ان درختوں کے آس پاس سے نکلتے دیکھا جن پر وہ چھپے ہوئے تھے۔ وہ درختوں کے پیچھے جھانکتے ہوئے جھاڑیوں میں گھس رہے تھے اور مسلسل چاروں طرف فائرنگ کر رہے تھے۔

"باس، اندھیرا بڑھتا جا رہا ہے۔ آگے جنگل اور زیادہ گھنا اور تاریک ہے۔ ٹارچوں کے بغیر ان کو تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا"۔ ایک مسلح شخص نے اپنے کسی باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو جاؤ احمق جا کر ٹارچیں لے آؤ۔ مجھے کیا بتا رہے ہو"۔ باس نے چیختے ہوئے کہا اور پھر دو آدمی تیزی سے پیچھے بھاگ گئے۔ باس اور اس کے چند ساتھی انہی درختوں کے آس پاس کھڑے ہو گئے تھے جن پر وہ لوگ چھپے ہوئے تھے۔ باس اور اس کے ساتھی چاروں طرف نہایت غور سے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک دو آدمیوں نے سر اٹھا کر ان درختوں کے اوپر بھی دیکھا تھا۔ لیکن جولیا اور اس کے ساتھیوں نے دم سادھ رکھے تھے۔ ایک تو وہ گھنے پتوں میں چھپے ہوئے تھے دوسرے وہاں روشنی بھی کم تھی جس کی وجہ سے ان لوگوں کو جولیا اور اس کے ساتھی نظر نہ آسکے تھے۔ اس وقت پوزیشن ایسی تھی کہ جولیا اور اس کے ساتھی نہ تو ایک دوسرے سے بات کر سکتے تھے اور نہ ہی کسی قسم کا اشارہ کر سکتے تھے ان کی معمولی سی جنبش بھی انہیں موت سے ہمکنار کر سکتی تھی۔ اس لئے فی الحال انہوں نے خاموشی سے ہی وہاں دبکے رہنے میں عافیت جانی تھی۔

"نجانے کون تھے وہ لوگ سرچیف نے ان کو یہاں لانے سے پہلے ان کی تلاشی کیوں نہیں لی تھی۔ ان کے پاس اس قدر خوفناک بم تھے ایسے لوگوں کو تو آن دی سپاٹ گولی مار دینی چاہئے تھی"۔ باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ اتنی تیز تھی کہ درختوں پر چھپے

ہوئے سیکرٹ سروس کے ممبروں نے باآسانی اس کی آواز سن لی تھی۔

"باس، ان کے پاس اور بھی بم اور دوسرا اسلحہ ہو سکتا ہے"۔ ایک مسلح آدمی نے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو کیا تمہارے پاس کھلونے ہیں۔ چلو فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھو"۔ باس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ لوگ آگے بڑھ گئے باس بھی چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا پھر وہ آگے بڑھ گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہاں ٹارچوں کی روشنیاں جگمگانے لگیں۔ ہر طرف سے فائرنگ ان لوگوں کے دوڑنے بھاگنے اور تیز تیز بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ لوگ چاروں طرف پھیل کر وسیع پیمانے پر انہیں تلاش کر رہے تھے۔

"مس جولیا، میرا خیال ہے اب ہمیں حرکت میں آ جانا چاہئے۔ وہ لوگ کافی آگے نکل چکے ہیں"۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا جو اس کے قریبی درخت میں چھپی ہوئی تھی۔

"چلو ساتھیو، اب ہمیں ان پر حملہ کرنا ہے۔ مگر پہلے ایک ایک آدمی کو چن کر ان کے لباس پہن لو۔ ہمیں ان لوگوں میں گھل مل کر ان کا خاتمہ کرنا ہو گا"۔ جولیا نے قدرے اونچی آواز میں کہا تا کہ تنویر اور دوسرے اس کی آواز سن لیں اور پھر وہ سب درختوں سے اتر آئے۔

"پھیل کر آگے بڑھو"۔ جولیا نے کہا تو وہ ادھر ادھر بکھر کر دشمنوں کی طرف بڑھنے لگے۔ سب سے پہلے صفدر کی نظر ایک آدمی پر پڑی تھی جو جھاڑیوں میں فائرنگ کرتا ہوا نہایت چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہا

تھا۔ صفدر کے ہاتھ میں اس کا چپٹی نال والا پسٹل تھا۔ اس آدمی
دیکھ کر صفدر تیزی سے نیچے ہو گیا۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے
کافی آگے ٹارچوں کی لائٹس حرکت کرتی ہوئی دکھائی دے رہی
تھیں۔ صفدر نے چپٹی نال والا پسٹل اس مسلح آدمی کی طرف کر کے
اس کا سرخ بٹن پریس کر دیا۔ پسٹل کی نالی سے زرد رنگ کی روشنی کی
باریک سی لہر نکلی اور اس مسلح آدمی کی اس نے ہلکی سی کراہ سنی اور وہ
ایک دھماکے سے گر گیا۔ صفدر بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف
بڑھا۔ وہ زمین پر ساکت پڑا تھا۔ اس کے عین دل کے مقام پر ایک
سیاہ سوراخ بن گیا تھا۔ جہاں سے خون کے ساتھ ساتھ ہلکا ہلکا دھواں
نکل رہا تھا۔ صفدر کی پسٹل سے نکلنے والی ریز نے شاید عین اس کے دل
میں سوراخ کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس آدمی کے منہ سے چیخ بھی
نہ نکل سکی تھی۔

صفدر نے جھاڑیوں کی آڑ میں جلدی جلدی اس آدمی کا لباس اتار لیا
اور پھر اس نے اپنا لباس اتار کر اس کا لباس پہن لیا۔ اس نے اپنا لباس
اس آدمی کو پہنا دیا تھا پھر اس نے اس آدمی کو گھسیٹ کر ایک بڑے
درخت کے تنے کے پیچھے چھپا دیا۔

تنویر درختوں کی آڑ لیتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک
درخت کے پاس اسے بھی ایک مسلح شخص دکھائی دیا۔ جو ٹارچ ہاتھ
میں لئے اس کی طاقتور روشنی چاروں طرف ڈال رہا تھا۔ تنویر تیزی سے
زمین پر لیٹ گیا کیونکہ اسی وقت مسلح شخص نے طاقتور ٹارچ کی روشنی

اس طرف گھما دی تھی جہاں تنویر موجود تھا۔ اس شخص نے شاید تنویر
کے قدموں کی چاپ سن لی تھی۔ حالانکہ تنویر نہایت احتیاط سے قدم
اٹھا رہا تھا۔ لیکن شاید اس شخص کی حس سماعت زیادہ تیز تھی۔ اگر
تنویر زمین پر لیٹنے کی ایک لمحہ کی بھی دیر کر دیتا تو ٹارچ کی تیز روشنی
اس پر آ پڑتی۔ زمین پر لیٹتے ہی تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹیں
بدلتے ہوئے ایک درخت کی آڑ لے لی تھی۔

اس کے کروٹیں بدلنے کی آواز اس مسلح شخص نے سن لی تھی اس
نے اچانک اس طرف فائرنگ کر دی جہاں ایک لمحہ قبل تنویر موجود
تھا۔

"خبردار"۔ اس شخص نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے بھاگ کر
اس طرف آنے لگا۔ تنویر نے اس کے قدموں کی آواز کا اندازہ لگاتے
ہوئے درخت کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔ وہ نوجوان بھی اسی درخت
کے قریب آ کر رک گیا تھا جس کے عقب میں تنویر موجود تھا۔
نوجوان ٹارچ کی روشنی چاروں طرف ڈال رہا تھا۔ اسی لمحے تنویر
درخت کی آڑ سے نکلا اور اس نے اچانک اس نوجوان پر جھپٹا مارا اور
اس نے نوجوان کی گردن اور منہ پر ہاتھ رکھ کر دائیں طرف زوردار
جھٹکا دیا تو نوجوان کی گردن کی ہڈی کڑک کر کے ٹوٹ گئی۔ اسی لمحے
سامنے سے تنویر کو ایک اور مسلح آدمی اس طرف آتا دکھائی دیا۔ تنویر
نے بازوؤں پر جھولنے والے نوجوان کو تیزی سے درخت کی سائیڈ میں
گھسیٹ لیا تھا اور پھر اس نے سب سے پہلے تیزی سے آگے بڑھ کر اس

نوجوان کی گری ہوئی ٹارچ بجھادی۔

" کون ہے اس طرف۔ تم نے ٹارچ کیوں بجھائی ہے"۔ آنے والے نوجوان نے شاید ٹارچ بجھتے دیکھ لی تھی وہ اپنی ٹارچ اور گن لئے تیزی سے اس طرف آرہا تھا۔ تنویر تیزی سے دوسرے درخت کے پیچھے رینگ گیا۔ نوجوان ٹارچ لئے ہوئے اس درخت کے قریب آگیا جس کے پیچھے اس کے ساتھی کی لاش پڑی تھی۔ وہ اسی درخت کے تنے اور جڑپر روشنی ڈال رہا تھا۔ تنویر کہنیوں کے بل چلتا ہوا جھاڑیوں کے بیچ میں آیا اور کرالنگ کرتا ہوا اس نوجوان کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ نوجوان اس کے بڑھنے کی آواز نہ سن سکے۔ دوسرے اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر اس نے اپنے ساتھی کی لاش دیکھ لی تو وہ یقیناً شور مچا دے گا اور پھر نجانے کتنے مسلح افراد ادھر دوڑے آئیں۔ اس لئے تنویر فوری طور پر اسے بھی ختم کرنا چاہتا تھا۔

نوجوان ابھی اس درخت کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک تنویر نے لیٹے لیٹے اس نوجوان پر چھلانگ لگا دی۔ اس بار تیزی سے جھاڑیوں سے نکلنے کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی تھی۔ نوجوان بجلی کی سی تیزی سے پلٹا تھا مگر اس وقت تک تنویر اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے برق رفتاری سے اس نوجوان کے مشین گن والے ہاتھ پر ٹھوکر ماری۔ نوجوان کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ اس سے پہلے کہ نوجوان کے حلق سے کوئی آواز نکلتی تنویر نے جھپٹ کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ دبوچ لیا اور اپنے جسم کا سارا بوجھ ڈال کر اسے

گراتے ہوئے اس کا سر درخت کے تنے پر مار دیا۔ نوجوان نے پ کر تنویر سے اپنا منہ چھڑانے کی کوشش کی مگر تنویر نے زوردار ٹکے سے اس کا سر پھر درخت پر دے مارا۔ اس بار نوجوان کی آنکھوں ے سامنے تارے ناچ اٹھے تھے۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے ڈھیلا ا اور اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تنویر نے اس کا سر اور زور زور ے درخت پر مارنا شروع کر دیا۔ نوجوان کا سر لہولہان ہو گیا تھا وہ یر کے ہاتھوں میں بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ لیکن تنویر اس وقت ت اس کا سر درخت پر مارتا رہا جب تک وہ ساکت نہ ہو گیا۔ تنویر ے ان میں سے ایک کا لباس اتار کر پہن لیا اور ان کی لاشیں جھاڑیوں ں ڈال دیں اور اس کی مشین گن پر قبضہ کر لیا۔

جولیا اور صدیقی کے پاس چونکہ خطرناک ہتھیار نہیں تھے اس نے ہوں نے بھی گوریلا کارروائی کرتے ہوئے دو مسلح آدمیوں کو اپنا شانہ بنایا تھا۔ چوہان کے پاس کٹر ریز پین تھا۔ اس نے ایک آدمی کو س ریز کٹر سے ہلاک کرنے کے لئے دور سے ہی اس کی گردن پر اس نداز میں ریز پھینک کر ہاتھ ہلایا تھا کہ اس مسلح آدمی کی گردن کٹ کر دور جا گری تھی۔

نعمانی نے چاقو پھینک کر ایک شخص کو ہلاک کیا تھا۔ اس کا پھینکا ہوا چاقو ایک مسلح آدمی کے عین دل میں جا کر پیوست ہو گیا تھا۔ جبکہ خاور نے زہریلی سوئیاں مار کر تین آدمیوں کو ہلاک کیا تھا اور پھر وہ سب ان کے لباس پہن کر جانوروں کی آوازوں میں ایک دوسرے کو

کاشن دے کر ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔

" میرا خیال ہے ہمیں ان لوگوں پر حملہ کرنے کی بجائے کھنڈرات کا رخ کرنا چاہیئے ۔یہاں ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم کسی طرح ان کا ٹرک حاصل کر کے یہاں سے نکل بھاگیں زیادہ مناسب رہے گا"۔ صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" جبکہ میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں ان کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے ان سب کو چن چن کر ہلاک کر دینا چاہیئے ۔ پنڈت نارائن کے یہاں موجود ہونے کا مطلب ہے کہ وہ آسانی سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ وہ شاید ہمیں جان بوجھ کر یہاں الجھانا چاہتا ہے تاکہ ہماری توجہ اصل مشن سے ہٹ جائے اور وہ اس دوران سائی گان آئی لینڈ سے پاکیشیا پر ٹاپ میزائل فائر کر دیں اور پھر پنڈت نارائن کے ساتھ مگوڈیا سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام کا ہونا بھی تو ہمارے لئے حیرت انگیز بات ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف اس طرح کافرستانی ایجنٹوں کا ساتھ دے۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔ ہمیں ان لوگوں میں گھس کر اصل بات معلوم کرنی ہو گی۔ اس کے علاوہ جب تک ہم پنڈت نارائن یا مگوڈیا سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام کو اپنی ڈھال نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہم یہاں سے نہیں نکل سکیں گے۔ میں نے کھنڈرات کے پاس بہت سی گاڑیاں اور ایک ہیلی کاپٹر بھی دیکھا تھا۔ بہت جلد وہ ہماری بڑے پیمانے پر تلاش شروع کر دیں گے اور اس جنگل میں وہ ہمیں آسانی سے گھیر لیں گے"۔ جولیا نے

تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

" یہ ان کا ہیڈ کوارٹر معلوم ہوتا ہے اور ہم یہاں سے واقعی ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتے ہیں"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

" ٹھیک ہے تو پھر آؤ۔ زیادہ دیر ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

ان لوگوں کے لباس چونکہ خون آلود تھے۔ اس لئے انہوں نے ان لوگوں میں گھلنے ملنے کی بجائے ان پر ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر وہ اس طرح درختوں کی آڑ لیتے ہوئے ان کھنڈرات کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں انہیں ٹرک پر لایا گیا تھا۔ ابھی وہ ان کھنڈرات کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک درختوں پر سے بے شمار مسلح آدمی کود پڑے اور پھر اچانک ان کے گرد بے شمار ٹارچیں روشن ہو گئیں۔ مسلح افراد کی تعداد کسی بھی طرح پچاس سے کم نہیں تھی۔ وہ سب کے سب درختوں پر سے کودے تھے اور ٹارچیں روشن کر کے انہوں نے اپنی مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کر کے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ وہ شاید پہلے سے ہی جانتے تھے کہ یہ لوگ واپس سیکرٹ ہارٹ کی طرف ضرور آئیں گے۔ اس لئے وہ سب خاموشی سے درختوں پر چڑھ گئے تھے۔

" اپنے ہتھیار گرا دو ورنہ تم میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا"۔ ایک چیختی ہوئی آواز نے کہا اور اس قدر مسلح افراد کے گھیراؤ میں ان کا پاس ہتھیار گرانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ انہوں نے بلاچوں چراں

اپنا اسلحہ گرا دیا۔ اسی لمحے کچھ مسلح افراد آگے بڑھے اور انہوں نے یکدم ان پر حملہ کر کے انہیں نیچے گرا لیا اور زبردستی انہیں رسیوں سے باندھنا شروع کر دیا۔

"انہیں ہاف آف کر دو"۔ اسی چیختی ہوئی آواز نے کہا۔ دوسرے ہی لمحے مسلح افراد نے مشین گنوں کے بٹ ان کے سروں پر مار کر انہیں دنیا و مافیہا سے یکسر بے گانہ کر دیا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اپنا بچاؤ نہ کر سکے تھے۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹ پہنچ گئے ہیں"۔ کیپٹن ماروگ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو کمرے میں بیٹھے ہوا کرنل اوگارو اور پنڈت نارائن چونک پڑے۔

"اوہ، کہاں ہیں وہ"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ فرط مسرت سے دمک اٹھا تھا۔

"انہیں میجر ساروگ، کرنل ہاشم بن کر ایک بند باڈی کے فوجی ٹرک میں یہاں لا رہا ہے"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"میجر ساروگ"۔ کرنل اوگارو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں سر، میں نے میجر سارگ کو اس ہوٹل میں بھیجا تھا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل ہاشم کے میک اپ میں وہاں جائے اور ان لوگوں کو بند باڈی کے فوجی ٹرک میں ڈال کر یہاں لے آئے۔ اس کے پاس کرنل ہاشم کے اصلی کاغذات اور آئی ڈی کارڈ تھا۔ اس

نے ایسا ہی کیا تھا۔ اب ان لوگوں کے وہاں سے غائب ہونے کی
ساری ذمہ داری کرنل ہاشم پر ڈال دی جائے گی اور کرنل ہاشم کا
کورٹ مارشل کر کے اسے ملک کے ساتھ غداری کے جرم میں موت
کی سزا دے دی جائے گی۔ اس طرح ہمارے راستے کا سب سے بڑا کانٹا
بھی نکل جائے گا جسے میری ذات پر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی شک ہونا
شروع ہو گیا تھا۔ میں نے ایک تیر کے ساتھ دو بلکہ کئی شکار کئے
ہیں"۔ کیپٹن ماروگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ، واقعی کرنل ہاشم ہمارے لئے مسلسل خطرہ بنتا جا رہا تھا۔
اس کی نظریں بہت عرصے سے تم پر گڑی ہوئی تھیں۔ وہ کبھی بھی
تمہیں بے نقاب کر سکتا تھا۔ تم نے بتایا تھا کہ اس کے پاس تمہارے
خلاف کچھ ایسے ثبوت ہیں جن کی بناء پر وہ تمہارے لئے خطرے کا
باعث بن سکتا تھا۔ گو وہ ثبوت ٹھوس نہیں تھے مگر کم از کم تمہارے
سر کا درد ضرور بنے ہوئے تھے"۔ کرنل اوگارو نے خوش ہوتے ہوئے
کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا باتیں کر رہے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بات دراصل یہ ہے پنڈت نارائن کہ ہمارا یہ ہیڈ کوارٹر یہاں
اس لئے قائم ہے کہ ہم یہاں اپنا اسلحہ جمع کر رہے ہیں جب جزیرہ جاڈیا
کی مسلح فوج نگوڈیا پر سمندری راستوں سے حملہ کرے گی تو ہم اس
ہیڈ کوارٹر سے حملہ کر کے نگوڈیا کو کمزور کر دیں گے اور فوری ایکشن

۔ کے اس ملک کی اہم تنصیبات پر قبضہ کر کے اس ملک کا تختہ الٹ
یں گے اور پھر یہ جزیرہ ہمارا ہو جائے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔
اس سلسلے میں سارا کام کیپٹن ماروگ نے کیا ہے۔ اس نے نگوڈیا
یرٹ سروس کا چیف بن کر نگوڈیا کے حساس اداروں میں اپنے آدمی
با دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ نگوڈیا فوج میں بھی ہمارے آدمی ہیں۔
ں آدمیوں کو غائب کر کے ان کی لاشیں ہم نے سمندر برد کر دی
ں۔ اب یہاں جتنے اہم لوگ ہیں وہ میک اپ میں ہمارے ہی آدمی
ں۔ یہ تمام کام میجر ماروگ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے
، تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل ہاشم کو اپنے چیف پر شک ہو گیا
ا۔ مگر اب یہ کانٹا بھی نکل جائے گا۔

"فنٹاسٹک، رئیلی ویری فنٹاسٹک۔ کیپٹن ماروگ انتہائی ذہین
دمی ہے۔ ادھر پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے۔
دھر کرنل ہاشم بھی ......" پنڈت نارائن نے کیپٹن ماروگ کی
ب تعریفانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو کرنل اوگارو اور کیپٹن
روگ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اسی لمحے کمرے میں ایک آدمی
اخل ہوا۔

"سر، وہ پاکیشیائی ایجنٹ پہنچ گئے ہیں۔ فوجی جیپیں اور بند باڈی
کے فوجی ٹرک کو احاطے میں روک لیا گیا ہے"۔ اس نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

"اوہ، ٹھیک ہے تم جاؤ۔ ہم آ رہے ہیں"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا

تو وہ آدمی اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ کیپٹن ماروگ سوالیہ نظروں سے کرنل اوگارو اور پنڈت نارائن کی جانب دیکھنے لگا

"چلو، ہم بھی دیکھتے ہیں۔ وہ ہیں کیا چیز"۔ کرنل اوگارو نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ پنڈت نارائن بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ لوگ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آ گئے اور ایک کھنڈر سے باہر نکل آئے جہاں واقعی چند فوجی گاڑیاں اور ایک بند باڈی فوجی ٹرک کھڑا تھا۔ ٹرک کو چاروں طرف سے مسلح افراد نے گھیر رکھا تھا۔

"سر انہیں نکالا جائے"۔ کیپٹن ماروگ نے کرنل اوگارو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہوش میں ہیں"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں کیوں"۔ کرنل اوگارو نے اسے چونکتے دیکھ کر کہا۔

"اوہ، کچھ نہیں"۔ پنڈت نارائن نے سر جھٹک کر کہا۔

"نہیں، کوئی بات تو ہے"۔ کرنل اوگارو نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل اوگارو۔ یہ ایجنٹ بہت خطرناک ہیں۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس طرح یہاں لانا ہمارے مفاد کے خلاف بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ میں تم لوگوں کو ان کی کارکردگی اور ان کے کام کرنے کے انداز کے بارے میں سب کچھ بتا چکا ہوں۔ حالات اور ہر قسم کی

سچویشن بدلنے میں یہ لوگ جادوگر کی سی حیثیت رکھتے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کرنل اوگارو کے ساتھ کیپٹن ماروگ بھی ہنس پڑا۔

"تم خواہ مخواہ ان ایجنٹوں سے خوفزدہ ہو رہے ہو پنڈت نارائن۔ وہ جادوگر ہیں یا کوئی اور۔ ہیں تو بہرحال انسان اور اس وقت وہ ہمارے سامنے چوہوں کی طرح بے بس ہیں۔ یہاں سے ان کی بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہے"۔ کرنل اوگارو نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"کھولو انہیں"۔ کیپٹن ماروگ نے ایک مسلح شخص سے کہا تو ایک طرف کھڑے میجر ساروگ نے جو کرنل ہاشم کے میک اپ میں تھا، چابی اس کی طرف اچھال دی۔ مسلح شخص نے چابی کو دبوچا اور پھر ٹرک کے پچھلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ دس مسلح افراد اس طرف آ گئے اور وہ چوکنے ہو کر کھڑے ہو گئے تاکہ ٹرک میں موجود ایجنٹ کوئی غلط حرکت نہ کر سکیں۔ اسی لمحے اس مسلح شخص نے تالا کھولا اور پھر اس نے دروازے کا کنڈا ہٹا کر ٹرک کے گیٹ نما دروازے کے دونوں پٹ کھول دیئے۔

جیسے ہی دروازہ کھلا اچانک ٹرک کے اندر سے تیز روشنی چمکی اور ٹرک کے قریب موجود مسلح افراد کی آنکھوں میں پڑی۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ ان مسلح آدمیوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ انہوں نے اسلحہ گرا کر اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے تھے اور یوں چیخنے لگے تھے جیسے ان کی آنکھوں میں تیز مرچیں بھر گئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ٹرک سے ایک ہاتھ باہر آیا اور اس نے مسلح آدمیوں اور

ٹرک کے دائیں بائیں اچانک کوئی چیز اچھال دی۔ جیسے ہی پنڈت نارائن نے اس ہاتھ کو دیکھا اس نے بوکھلا کر کرنل اوگارو اور کیپٹن ماروگ کو پکڑ کر اپنے ساتھ یکلخت نیچے گرا لیا۔ ٹھیک اسی لمحے یکے بعد دیگرے تین خوفناک دھماکے ہوئے۔ ان دھماکوں سے انسانی چیخ و پکار کے ساتھ ہر طرف جیسے سیاہ دھوئیں کا غبار سا پھیل گیا تھا۔

دھواں اس قدر کثیف تھا کہ اس میں ٹرک اور اردگرد کا ماحول پوری طرح سے چھپ گیا تھا۔ اسی لمحے اچانک ہر طرف سے فائرنگ کی آواز سنائی دینے لگی۔ اگر پنڈت نارائن ان دونوں کو بروقت لے کر نیچے نہ گر جاتا تو خوفناک دھماکوں سے یقیناً ان کے بھی پرخچے اڑ جاتے۔

"یہ، یہ کیا ہو گیا۔ یہ سب کیا تھا۔ وہ۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ"۔ کرنل اوگارو نے لیٹے لیٹے پنڈت نارائن کی طرف دیکھتے ہوئے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے اٹھ کر اندر چلیں ورنہ ہم سب مارے جائیں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور پھر وہ تینوں اٹھ کر مڑے اور نہایت تیزی سے اندر کی طرف بھاگتے چلے گئے۔

"لگتا ہے میجر ساروگ نے گرفتاری کے وقت ان کی جامعہ تلاشی نہیں لی تھی"۔ پنڈت نارائن نے ان کے ساتھ ایک کمرے میں آتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کا سارا اسلحہ تو میں نے اپنے قبضے میں

لے لیا تھا۔ پھر ان کے پاس اس قدر خوفناک اسلحہ کہاں سے آگیا اور ...." کیپٹن ماروگ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ یہ ایجنٹ انسان نہیں جادوگر ہیں۔ انہوں نے یقیناً اسلحہ اپنے لباسوں میں بھی چھپا رکھا ہوگا۔ میجر ساروگ کو چاہئے تھا کہ وہ انہیں گرفتار کرنے سے پہلے ان کی تلاشی لے لیتا"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، یہ پاکیشیائی مسلح ہونے کے باوجود یہاں سے نکل کر نہیں جا سکتے۔ میں انہیں اسی جنگل میں دفن کر دوں گا"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا اور تیزی سے واپس جانے لگا۔

"رکو کیپٹن۔ میری بات سنو"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا تو کیپٹن ماروگ رک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں ان ایجنٹوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان ایجنٹوں نے تمہارے ساتھ یقینی طور پر مجھے بھی دیکھ لیا ہوگا۔ اب وہ اس بات کی حقیقت جاننے کی کوشش ضرور کریں گے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ یہاں کیوں موجود ہوں۔ اس کے لئے وہ جنگلوں کی طرف بھاگنے کی بجائے واپس اسی طرف آنے کی کوشش کریں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"تو پھر"۔ کرنل اوگارو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اگر مسلح افراد خاموشی سے درختوں پر ہیڈ کوارٹر کے اردگرد چھپ جائیں اور جیسے ہی وہ اس طرف آئیں اسی وقت ان کو گھیر لیا جائے تو

وہ قابو میں آجائیں گے ورنہ جنگل میں ان کو قابو کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ تمہارے آدمیوں کو مار کر ان کے لباس پہننے کی کوشش بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے کیپٹن ماروگ تم اپنے آدمیوں کو ٹیلی نائٹ سکوپ بھی دے دو تاکہ وہ اس طرف آنے والے اپنے آدمیوں کے چہرے بھی آسانی سے دیکھ سکیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"پنڈت نارائن ٹھیک کہہ رہا ہے کیپٹن ماروگ، یہ ان سیکرٹ ایجنٹوں سے نپٹنے کا وسیع تجربہ رکھتا ہے۔ جیسا یہ کہہ رہا ہے ویسا ہی کرو۔ جنگل سے پیدل نکلنا ان کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ اپنے آدمیوں کو اپنی ٹرانسپورٹ کے اردگرد بھی چھپا دو۔ ایسا نہ ہو وہ کوئی جیپ یا گاڑی لے کر یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔ اگر وہ ایجنٹ یہاں سے نکل گئے تو ہمارے لئے شدید مشکلات کھڑی ہو جائیں گی"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"یس سر، اگر وہ لوگ آسانی سے قابو آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے مجھے اس سارے جنگل کو ہی کیوں نہ اڑانا پڑے میں اڑا دوں گا"۔ کیپٹن ماروگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایسی حماقت مت کرنا کیپٹن۔ کیوں جزیرہ مگوڈیا کے حکام کو تم اس جنگل کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہو"۔ کرنل اوگارو نے غصیلے لہجے میں کہا تو کیپٹن ماروگ چونک پڑا۔

"اوہ، سوری سر۔ آئی ایم ریئلی سوری۔ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ

اس جنگل میں ہیڈ کوارٹر ہے۔ اگر دھماکوں کی آوازیں سن لی گئیں تو مگوڈیا کی پوری فوج اس طرف چڑھ آئے گی"۔ کیپٹن ماروگ نے گھبرا کر کہا۔

"کوشش کرو کہ ان سیکرٹ ایجنٹوں کو کسی طرح زندہ گرفتار کر لو۔ فائرنگ کے علاوہ کسی دھماکہ خیز مواد کی ضرورت نہ ہی پیش آئے تو بہتر ہوگا" کرنل اوگارو نے کہا۔

"یس سر، ٹھیک ہے سر۔ میں ایسا ہی کروں گا"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"ان سیکرٹ ایجنٹوں کا اب زندہ رہنا ٹھیک نہیں ہوگا"۔ پنڈت نارائن نے کیپٹن ماروگ کے جانے کے چند لمحوں بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا تو کرنل اوگارو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم ان سیکرٹ ایجنٹوں سے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خائف نظر آ رہے ہو پنڈت نارائن"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔ اس کے لہجے میں ناخوشگوار پن کا عنصر تھا۔

"خائف، اوہ نہیں۔ اگر میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے خائف ہوتا تو پھر ان لوگوں کا مقابلہ کرنے اور انہیں سائی گان آئی لینڈ پر جانے سے روکنے کے لئے میں یہاں نہ آتا"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر، جب کیپٹن ماروگ نے کہا ہے کہ وہ ان ایجنٹوں کو کسی بھی طرح یہاں سے نہیں جانے دے گا تو تم کیوں پریشان ہو رہے

ہو۔ دیکھ لینا کچھ ہی دیر بعد وہ ایجنٹ یا تو زنجیروں میں جکڑے ہوئے یہاں ہوں گے یا پھر ان کی لاشیں یہاں پڑی ہوں گی"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔ پنڈت نارائن نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد کیپٹن ماروگ مسکراتا ہوا واپس آگیا۔

"کیا ہوا"۔ اسے دیکھ کر کرنل اوگارو نے چونکتے ہوئے پوچھا تو پنڈت نارائن بھی چونک کر کیپٹن ماروگ کی طرف دیکھنے لگا۔

"وکٹری سر وکٹری۔ پنڈت نارائن نے ٹھیک کہا تھا۔ وہ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ واقعی ہیڈ کوارٹر پر حملے کے لئے واپس آرہے تھے۔ انہوں نے ہمارے آدمیوں کو مار کر ان کے لباس بھی پہن لئے تھے۔ میں نے جن آدمیوں کو درختوں پر چھپایا ہوا تھا انہوں نے نائٹ ٹیلی سکوپ سے نہ صرف ان کے خون آلود لباس دیکھ لئے تھے بلکہ ان کے چہرے دیکھ کر پہچان بھی لیا تھا کہ وہ ہمارے ساتھی نہیں ہیں۔ جیسے ہی وہ آگے آئے میرے آدمیوں نے ان سب کو گھیر لیا اور پھر انہیں وہیں بے ہوش کر دیا گیا تھا"۔ کیپٹن ماروگ نے جلدی جلدی سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، کیا ان کے پاس اسلحہ بھی تھا"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں، انہوں نے ہمارے آدمیوں کی مشین گنیں حاصل کر لی تھیں۔ ہم نے بہرحال ان کی تلاشی لے کر ان کی ہر چیز قبضہ میں لے لی ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے ان کے جوتے بھی اتار لئے ہیں"۔ کیپٹن

ماروگ نے کہا۔

"وہ اب کہاں ہیں"۔ کرنل اوگارو نے پوچھا۔

"میں نے انہیں اپنی نگرانی میں زنجیروں میں جکڑوا کر بلیک روم میں بند کر دیا ہے۔ وہ پہلے سے ہی بے ہوش تھے۔ میں نے احتیاط کے طور پر انہیں ایس ایس ڈی کے انجکشن کی ڈوز بھی دے دی ہے۔ اب وہ کم از کم آٹھ دس گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آسکیں گے"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

"اوہ، انہیں اتنے طویل وقت کے لئے بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں ان سے ان کے پروگرام اور علی عمران کے بارے میں ضروری پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے ناگواری اور پریشانی کا عنصر تھا۔

"تو اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے۔ انہیں اینٹی ایس ایس ڈی انجکشن لگا کر وقت سے پہلے بھی ہوش میں لایا جا سکتا ہے۔ آپ نے ان سے جو پوچھنا ہے پوچھ لیں"۔ کیپٹن ماروگ نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر آؤ۔ علی عمران کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو وہ کسی اور راستے سے سائی گان آئی لینڈ کی طرف جانے کی کوشش کرے اور ہم یہاں اس کے انتظار میں یونہی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ تینوں اس کمرے سے نکل کر بلیک روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران کے چہرے پر گہرے سوچ وتفکر کے اثرات تھے۔وہ گہری نظروں سے کرنل ہاشم کی جانب دیکھ رہا تھا۔

عمران اور بلیک تھنڈر ایک چارٹر طیارے سے جزیرہ ٹگوڈیا پہنچے تو عمران اس کے ساتھ فوری طور پر سلور ہوٹل میں پہنچ گیا جہاں سیکرٹ سروس کے ممبروں کو ٹھہرایا گیا تھا۔

ہوٹل کے مالک سے مل کر عمران نے ملٹری انٹیلی جنس کے ان افراد کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو اس کے سامنے کرنل ہاشم کا نام آیا تھا۔چنانچہ عمران نے فوری طور پر کرنل ہاشم کو ٹٹولنا ضروری سمجھا تھا۔ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں فون کر کے عمران نے نہ صرف کرنل ہاشم کا فون نمبر حاصل کر لیا تھا بلکہ اس کا ایڈریس بھی لے لیا تھا۔اس کے ملازموں نے بتایا تھا کہ کرنل ہاشم کی طبیعت علیل ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے علی عمران سے ملنے سے کوئی

اعتراض نہیں کیا تھا۔عمران جب کرنل ہاشم کے کمرے میں پہنچا تو اس نے کرنل ہاشم کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیا کہ واقعی میجر ہاشم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں اور اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے سلور ہوٹل سے جن لوگوں کو ملٹری انٹیلی جنس نے گرفتار کیا تھا ان کی سرکردگی آپ نے نہیں کی تھی"۔عمران نے کرنل ہاشم کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سلور ہوٹل سے کچھ لوگوں کو ملٹری انٹیلی جنس نے گرفتار کیا ہے، کیا مطلب۔کن لوگوں کو ملٹری انٹیلی جنس نے گرفتار کیا ہے"۔کرنل ہاشم نے حیران ہو کر کہا اور عمران نے محسوس کیا کہ اس کی حیرت مصنوعی نہیں تھی۔

"پہلے آپ یہ بتائیں کہ کل دوپہر کے وقت آپ کہاں تھے"۔عمران نے پوچھا۔

"میں، میں یہیں تھا اپنے گھر میں کیوں۔اور آپ ایسے سوال کیوں کر رہے ہیں۔آپ نے تو جو کارڈ بھجوایا تھا اس پر لکھا تھا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا کے سفارت خانے سے ہے اور آپ کسی اہم معاملے کے سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں"۔کرنل ہاشم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں کرنل ہاشم میرا تعلق پاکیشیا سے ہی ہے۔میں اور میرے چند ساتھی آپ کی حکومت کی باقاعدہ اجازت سے یہاں آئے تھے۔میرے ساتھی مجھ سے پہلے یہاں آگئے تھے۔انہیں ایئرپورٹ سے

باقاعدہ جزیرہ گوڈیا کی سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام نے رسیو کیا تھا۔ اور پھر وہ انہیں سلور ہوٹل میں لے گئے تھے۔ جہاں ان کے ناموں سے پہلے ہی کمرے بک تھے۔ مسٹر عبدالسلام نے اس ہوٹل کی انتظامیہ کو اپنا عہدہ اور اپنا اصل نام نہیں بتایا تھا۔ اس نے کلوچیا کے ایک بڑے بزنس مین مسٹر جیراٹ کا وہاں نام استعمال کیا تھا بہرحال یہ کوئی اچنبھے والی بات نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو ہر جگہ اپنا نام استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اچنبھے اور پریشانی کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ باقاعدہ حکومت کی اجازت سے یہاں آئے تھے ان لوگوں کو اچانک ملٹری انٹیلی جنس اٹھا کر لے جائے یہ کیسے ممکن ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، اگر وہ لوگ حکومت کی اجازت سے یہاں آئے تھے تو ان کے پاس ان کے اصلی کاغذات اور پاسپورٹ بھی ہوں گے جو ملٹری انٹیلی جنس نے لازماً چیک کئے ہوں گے۔ پھر وہ ان لوگوں کو کیسے لے جا سکتے ہیں"۔ کرنل ہاشم نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی جاننے کے لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ اصلی کاغذات اور اصلی پاسپورٹ ہونے کے باوجود آپ نے ان لوگوں کو کیوں گرفتار کیا تھا"۔ عمران نے کہا تو کرنل ہاشم بری طرح سے اچھل پڑا۔

"میں نے۔ کیا مطلب۔ میں نے ان لوگوں کو کب گرفتار کیا تھا"۔ کرنل ہاشم نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل کی انتظامیہ اور عینی شاہدین کا یہی کہنا ہے کہ آپ بذات

خود وہاں موجود تھے اور آپ ہی کی سرکردگی میں ان لوگوں کو بند باڈی کے ٹرک میں ڈال کر کہیں لے جایا گیا تھا"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو کرنل ہاشم کے چہرے پر شدید پریشانی کے ساتھ شدید تشویش کے تاثرات بھی پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ، تو یہ ساری کارروائی ان لوگوں کو غائب کرنے کے لئے کی گئی تھی"۔ کرنل ہاشم نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بھی چونک پڑا۔

"کیا مطلب"۔ عمران نے حیران نظروں سے کرنل ہاشم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں اور وہ لوگ کون تھے جنہیں آپ کے کہنے کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس نے غائب کیا ہے"۔ کرنل ہاشم نے عمران کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ چونکہ حکومت کے ایک ذمہ دار آدمی ہیں اور آپ جس عہدے پر فائز ہیں میرے خیال میں آپ کو ساری بات بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کرنل ہاشم کو اپنے، سیکرٹ سروس کے ممبروں اور پھر اپنے اصل مقصد کی تفصیل بتا دی۔

"آپ عمران صاحب ہیں۔ اوہ، اوہ میں آپ کا بہت بڑا فین ہوں عمران صاحب اور مجھے آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ آپ جیسے عظیم انسان سے میری

اس طرح ملاقات ہو سکتی ہے"۔ کرنل ہاشم نے کہا اور اس نے اٹھ کر زبردستی عمران سے نہایت گرمجوشی سے مصافحہ کیا تھا۔

"چلیئے اب تو ملاقات ہو گئی ناں۔ اب بتائیں آپ کس کارروائی کی بات کر رہے تھے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ساری کارروائی ہمارے دشمن ملک جزیرہ جاڈیا کے ایجنٹوں نے کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن کی ایماء پر کی ہے"۔ کرنل ہاشم نے کہا تو عمران پنڈت نارائن کا نام سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"پنڈت نارائن، یہاں ہے"۔ عمران نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ تشویش کے سائے لہرا اٹھے تھے۔

"ہاں پنڈت نارائن اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ آپ لوگوں کو سائی گان آئی لینڈ پر جانے سے روکنے کے لئے جزیرہ جاڈیا پہنچا تھا۔ یہ تو مجھے معلوم تھا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اس نے جن لوگوں کو ہوٹل سے اٹھانے یا ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا وہ کون تھے۔ بہرحال آپ کو ایک بات میں اور بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں عمران صاحب اور وہ یہ کہ آپ کے ملک کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک کو بھی تباہ و برباد کرنے کا ایک انوکھا اور پراسرار کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ جس میں نہ صرف ہماری سیکرٹ سروس کا چیف مسٹر عبدالسلام بلکہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سمیت چند اعلیٰ عہدے دار پیش پیش ہیں۔ وہ سب کے

سب جزیرہ جاڈیا کے ایجنٹس ہیں۔ انہوں نے ہمارے اصلی آدمیوں کو غائب کر کے میک اپ میں ان کی جگہیں سنبھال رکھی ہیں اور وہ اندر ہی اندر نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے جزیرہ گوڈیا کی بظاہر جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں مگر ان کو یہ نہیں معلوم کہ ان کی اصلیت نہ صرف میں بلکہ اس ملک کے کئی بڑے لوگ جانتے ہیں۔

ان لوگوں کا مقصد ہے کہ وہ ہمارے ملک کی تمام اہم تنصیبات پر قبضہ کر لیں گے پھر اچانک ایک روز ہمارے ملک پر جزیرہ جاڈیا کی فوج چڑھائی کر دے گی۔ ادھر جزیرہ جاڈیا کی فوج چڑھائی کرے گی ادھر جزیرہ گوڈیا میں موجود جزیرہ جاڈیا کے ایجنٹس جو کہ شاکاری جنگل میں چھپے ہوئے ہیں جن کی تعداد سینکڑوں میں ہیں وہ بیک وقت حملہ کر دیں گے اور باقی ایجنٹس فوری طور پر صدر اور وزیراعظم کو ہلاک کر کے حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ اس طرح وہ نہایت خفیہ طریقے سے بلکہ آسانی سے جزیرہ گوڈیا پر قبضہ کر لیں گے"۔ کرنل ہاشم نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔

"حیرت ہے آپ کے ملک کے خلاف اس قدر گھناؤنی سازش ہو رہی ہے۔ غیر ملکی ایجنٹوں نے آپ کے ملک کے اہم عہدیداروں کو بدل دیا ہے۔ ان لوگوں نے پوری طرح آپ کے ملک کو اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ کھیل کھیل رہے ہیں"۔ عمران نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب، جس طرح ان لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو بدلا تھا اسی طرح ہم نے بھی خاموشی کے ساتھ ان کے آدمیوں کو بھی بدل دیا تھا۔ جو اس وقت اپنے عہدوں پر دوہرے میک اپ میں کام کر رہے ہیں۔ وہ نہایت خوش اسلوبی سے دشمنوں کو غلط انفارمیشن دے رہے ہیں۔ میں آپ کو پوری تفصیل بتاتا ہوں"۔ کرنل ہاشم نے کہا اور پھر چند لمحے توقف کے بعد اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"مجھے اصل میں ایک روز اپنے چیف کرنل رضا پر شک ہوا تھا۔ وہ نہایت خفیہ طور پر ٹیلی فون پر ملک جاڈیا کے کسی کرنل اوگارو سے بات کر رہا تھا۔ اس وقت میں ایک فائل کے سلسلے میں ڈسکس کرنے کے لئے کرنل رضا کے کمرے میں گیا تھا۔ کرنل رضا کا منہ دوسری طرف تھا اسے شاید اپنے کمرے میں کسی کی آمد کی توقع نہیں تھی۔ میں نے اس کے منہ سے کرنل اوگارو کا نام سنا تو میں چونک پڑا۔ کرنل رضا، کرنل اوگارو کو ملک کے چند اہم سیکرٹس کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اسے اس طرح ٹیلی فون پر باتیں کرتا پا کر میں نہایت خاموشی سے اس کے کمرے میں موجود ایک الماری کے پیچھے چھپ گیا اور اس کی باتیں سننے لگا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ کرنل رضا اصل میں کرنل رضا نہیں ہے بلکہ وہ حکومت جاڈیا کا ایجنٹ ہے۔ جس نے کرنل رضا کو غائب کر کے اس کے میک اپ میں اس کی جگہ لے رکھی ہے۔ یہ بات میرے لئے کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔ اس وقت تو میں خاموش رہا۔ جب کرنل رضا اٹھ کر کمرے سے چلا گیا تو

میں نے اس کی آفس کی تلاشی لی جہاں سے مجھے ایک خفیہ خانے سے کئی ایسی فائلیں ملیں جن سے کرنل رضا کی حقیقت واضح ہو جاتی تھی۔ اس کے علاوہ ملک میں کیا کیا ہو رہا تھا۔ ان فائلوں میں ان کی تمام تر تفصیلات درج تھیں۔

میں نے فوری طور پر ان فائلوں کی نقل کی اور انہیں لے کر وزیراعظم اور صدر تک پہنچ گیا اور تمام فائلوں کی کاپیاں ان کے سامنے رکھ دیں۔ ملک کے خلاف اس قدر خوفناک اور بھیانک سازش کے بارے میں جان کر وہ بھی بھونچکے رہ گئے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کے خلاف فوری طور پر کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا مگر ایک تو ان کے پنجے پوری طرح جزیرہ گوڈیا میں گڑے ہوئے تھے دوسرے شاکاری جنگل میں جس طرح وہ لوگ خوفناک اسلحہ اور اپنے فوجی جمع کر رہے تھے ان لوگوں کے خلاف فوری کارروائی کر کے ہم آسانی سے کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ ان میں سے چند خاص ہستیاں ایسی تھیں جو پوری طرح ہمارے سامنے بے نقاب نہیں ہوئی تھیں چنانچہ میں نے صدر اور وزیراعظم سے مشورہ کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ وہ لوگ جو کر رہے ہیں انہیں کرنے دیا جائے۔ ہم ان آدمیوں کو بدل کر ان کی جگہ واپس اپنے آدمی رکھ دیں گے جو ان لوگوں کو غلط انفارمیشن فراہم کرتے رہیں گے۔ پھر جیسے ہی اہم ہستیوں کے چہرے ہمارے سامنے آئیں گے ہم ان کے خلاف ہر طرح کی کارروائی کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ میں نے

ملٹری انٹیلی جنس کے چند خاص آدمیوں کو چن کر انہیں ان دشمنوں
کی جگہ لگا دیا اور خود میں ان لوگوں کو ٹریس کرنے میں مصروف ہو گیا
جو ہماری نظروں سے چھپے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی کوششوں سے
سیکرٹ سروس کے چیف عبدالسلام سمیت بہت سی اہم ہستیوں کے
بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں۔ باقی افراد پر تو قابو پا لیا گیا تھا
لیکن عبدالسلام کو فی الحال ہم نہیں چھیڑ رہے تھے۔ ہم یہ جاننے کی
کوشش میں ہیں کہ ان لوگوں کا فائنل آپریشن کب ہو گا۔ یہاں میں
آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ شاکاری جنگل میں انہوں نے سیکرٹ
ہارٹ نامی جو ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے وہاں بھی میں اپنے آدمی پہنچانے
میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ ان میں سے چند افراد تو دشمنوں کے اسلحے
کے ڈپو تک بھی رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اب
ہمارا پروگرام یہ ہے کہ جیسے ہی ہمیں معلوم ہو گا کہ جاڈیا فائنل
آپریشن کے لئے شاکاری جنگل میں اپنی فضائی فوج کو کب اتارے گا۔
اور پھر جیسے ہی اس کی فضائی فوج شاکاری جنگل میں اترے گی میں
اپنے ان آدمیوں کو جو دشمنوں کے اسلحے کے ڈپو میں موجود ہیں انفارم
کر دوں گا وہ لوگ فوری کارروائی کرتے ہوئے اسلحے کا ڈپو اڑا دیں
گے۔ اس کے علاوہ میرے آدمیوں نے جنگل میں جگہ جگہ ریموٹ
کنٹرول بم فکس کر رکھے ہیں۔ ایسے ہی بم ان کے ہیڈ کوارٹر میں بھی
نصب ہیں جنہیں ضرورت کے وقت کسی بھی وقت بلاسٹ کیا جا سکتا
ہے۔ اس طرح ہم ان دشمنوں کا تار پول بکھیر کر رکھ دیں گے۔ اس

کے ساتھ ساتھ اگر جاڈیا کی فوج سمندری راستے سے جزیرہ ٹگوڈیا پر حملہ
آور ہو گی تو ہم ان کو بھی ایسا سبق سکھائیں گے کہ آئندہ سو برس تک
وہ ہمارے ملک کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکیں گے"۔
کرنل ہاشم یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"آپ لوگوں کی پلاننگ تو بے حد شاندار ہے۔ دشمنوں کو اس
سے اچھا سبق سکھانے کا اور کوئی طریقہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس
کے لئے آپ کو کب تک انتظار کرنا پڑے گا۔ اس کا اندازہ ہے آپ
کو"۔ عمران نے کرنل ہاشم کی ذہانت اور پلاننگ کی تعریف کرتے
ہوئے کہا۔ جس نے دشمنوں کو ان کے ہی انداز میں مارنے کا واقعی
انوکھا اور انتہائی حیرت انگیز پلان بنایا تھا۔

"ہماری اصل میں ایک اہم سائنسی لیبارٹری ہے جہاں ہمارے
ذہین سائنسدان ایک خاص بلاسٹنگ میزائل تیار کرنے میں
مصروف ہیں۔ یہ لوگ اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے کی سعی کر رہے
ہیں۔ مگر ہم لوگوں پر جیسے ہی ان لوگوں کا راز آشکار ہوا تھا ہم نے اس
لیبارٹری کو کیموفلاج کر کے سیلڈ کر دیا تھا۔ وہ اس لیبارٹری تک پہنچ
کر اور اس پر قبضہ کر کے اپنی کارروائی کا آغاز کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان
کا اصل سردرد وہی لیبارٹری ہے اور اس لیبارٹری میں بننے والے
بلاسٹنگ میزائل ہیں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

"اوہ، تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب تک ان کے
سامنے لیبارٹری اوپن نہیں ہو گی وہ کارروائی نہیں کریں گے"۔

عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں سرہلاتے ہوئے کہا۔
"ہاں"۔ کرنل ہاشم نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔
"تو آپ لوگ ان کے لئے لیبارٹری کو اوپن کیوں نہیں کر دیتے"۔
عمران نے کہا تو کرنل ہاشم بری طرح سے چونک اٹھا۔
"لیبارٹری اوپن کر دیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔
اگر ہم ان پر لیبارٹری اوپن کر دیں گے تو"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔ اس
کے لہجے میں پریشانی کے ساتھ ساتھ شدید حیرت تھی۔
"تو کیا ہوگا۔ آپ ان کی ساری پلاننگ پر پہلے سے ہی پانی پھیر چکے
ہیں۔ اگر ان کے آدمی اس لیبارٹری میں گھسنے کی کوشش کریں گے تو
آپ ان کی جگہ بھی اپنے آدمیوں کو دے سکتے ہیں۔ یا ان لوگوں تک
ایسی خبریں پہنچا دیں کہ ان کا بلاسٹنگ میزائل کی لیبارٹری پر قبضہ ہو
چکا ہے۔ اس کے لئے آپ عبدالسلام یعنی کیپٹن ماروگ کو استعمال
کر سکتے ہیں۔ جیسے ہی ان لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ان کے ایجنٹس
بلاسٹنگ میزائل کی لیبارٹری پر قابض ہو چکے ہیں تو وہ اپنی کارروائی کا
آغاز کر دیں گے اور پھر آپ وہی کریں جو آپ کی پلاننگ ہے"۔ عمران
نے کہا تو کرنل ہاشم کی آنکھیں چمک اٹھیں۔
"اوہ، بہت خوب۔ واقعی اس پلاننگ پر عمل کر کے ہم جلد سے جلد
ان کا مشن فیل کر سکتے ہیں۔ ویری گڈ۔ ویری گڈ عمران صاحب۔ آپ
نے واقعی شاندار ترکیب بتا کر ہمارا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے ورنہ
نجانے ہم لوگوں کو ان کا کب تک انتظار کرنا پڑتا"۔ کرنل ہاشم نے

خوشی اور نہایت جوش بھرے لہجے میں کہا۔
"کیا آپ کے انفارمر جزیرہ جاڈیا میں بھی ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔
"ہاں، انہوں نے تو مجھے پنڈت نارائن کے پہنچنے کی اطلاع دی
تھی۔ وہ کرنل اوگارو کے ساتھ خفیہ راستے سے مگوڈیا کے شاکاری
جنگل میں موجود سیکرٹ ہارٹ میں پہنچ گیا ہے۔ البتہ اس کے ساتھی
وہیں جزیرہ جاڈیا میں ہی ہیں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔
"اوہ، اس کا مطلب ہے میرے ساتھیوں کو بھی شاکاری جنگل کے
سیکرٹ ہارٹ میں ہی لے جایا گیا ہوگا"۔ عمران نے کہا۔
"یقینی بات ہے۔ ان لوگوں نے دوہری چال کھیلنے کی کوشش کی
ہے۔ مجھے انہوں نے کل سے یہیں میری رہائش گاہ میں ہی مقید کر
رکھا ہے۔ کل رات میں ریڈنگ ٹیبل پر بیٹھا ایک کتاب پڑھ رہا تھا
کہ اچانک مجھے باہر سے دو ہلکے ہلکے دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ بظاہر
ان دھماکوں کی آواز بے حد کم تھی مگر میں نے ان دھماکوں کی آواز
سن لی تھی۔ اس سے پہلے کہ میں اٹھ کر باہر جاتا مجھے اچانک تیز اور
ناگوار بو کا احساس ہوا اور ساتھ ہی میرے ہوش و حواس گم ہوتے
چلے گئے۔ مجھے ابھی دو گھنٹے پہلے ہوش آیا تھا۔ میں طبیعت میں عجیب
سی کسلمندی اور گرانی محسوس کر رہا تھا اور ان دھماکوں کے بارے
میں سوچ رہا تھا کہ کس نے مجھے اس طرح بے ہوش کر دینے والی
گیس فائر کر کے بے ہوش کیا ہوگا۔ اس کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا
ہے کہ آپ آ گئے۔ آپ نے جو کچھ بتایا ہے اب مجھے سمجھ آ رہا ہے کہ

انہوں نے یہ سب کیوں کیا ہوگا۔ مجھے یہاں بے ہوش کر کے انہوں نے سلور ہوٹل میں نقلی کرنل ہاشم سے کارروائی کروائی ہوگی تاکہ پاکیشیا کے اہم نمائندوں کو غائب کرنے کا الزام مجھ پر آجائے اور اس سلسلے میں میرا کورٹ مارشل کر دیا جائے۔ میں اس وقت ان کے راستے کا کانٹا بنا ہوا ہوں۔ مجھے ہلاک کرنے کی بجائے انہوں نے مجھے پھنسانے کی یہ پلاننگ کی ہوگی"۔ کرنل ہاشم نے مسلسل سوچتے ہوئے کہا۔ عمران کرنل ہاشم کی ذہانت پر اسے دل ہی دل میں داد دینے لگا۔ بلاشبہ کرنل ہاشم بے حد ذہین تھا جو نہ صرف نتیجے تک پہنچ گیا تھا بلکہ اس نے تجزیہ بھی کر لیا تھا کہ یہ کارروائی اس کے خلاف کون کر سکتا ہے۔ کرنل ہاشم کا واضح اشارہ عبدالسلام یعنی جاڈیائی ایجنٹ کیپٹن مارڈگ کی طرف تھا۔

"اگر میرے ساتھی سیکرٹ ہارٹ میں ہیں اور وہاں پنڈت نارائن جیسا شاطر انسان بھی موجود ہے تو پھر میرے ساتھی شدید خطرے میں ہیں۔ وہ یقینی طور پر میرے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اگر آپ کے ساتھی سیکرٹ ہارٹ میں موجود ہیں تو وہ وہاں سے میرے ساتھیوں کو چھڑانے کے لئے میری کیا مدد کر سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"پہلے میں یہ کنفرم کر لوں کہ آیا آپ کے ساتھیوں کو وہاں لے جایا بھی گیا ہے یا نہیں۔ اگر لے جایا گیا ہے تو وہ اس سلسلے میں آپ کی کیا مدد کر سکیں گے"۔ کرنل ہاشم نے کہا تو عمران نے اثبات میں

سر ہلا دیا۔ کرنل ہاشم اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"پرنس، اگر وہ لوگ جنگل میں ہیں تو ہم اپنے طور پر بھی تو کارروائی کر کے انہیں وہاں سے چھڑا سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں کسی کی مدد لینے کی کیا ضرورت ہے"۔ بلیک پینتھر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو اتنی دیر سے خاموشی سے بیٹھا کرنل ہاشم اور عمران کی باتیں سن رہا تھا۔

"نہیں، اگر ہم نے ان کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کی تو ان لوگوں کا سارا پلان فیل ہو جائے گا۔ وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ فوری طور پر اپنا ٹھکانہ بدل دیں۔ اس طرح کرنل ہاشم ان لوگوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکے گا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر کرنل ہاشم کے ساتھی انہیں وہاں سے نہ نکال سکے تو"۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

"وہ کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے۔ اگر انہوں نے کچھ نہ کیا تو پھر"۔ عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو وہ یکلخت خاموش ہو گیا۔

"کیا ہوا پرنس"۔ اسے خاموش ہوتا دیکھ کر بلیک پینتھر نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میں ابھی آتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے ملحقہ باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔ اس نے ریسٹ واچ پر دو نمبر کا جلتا

بجھتا ہند سہ دیکھ لیا تھا۔ کال جولیا کی طرف سے کی جا رہی تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کے ساتھی نہ صرف زندہ ہیں بلکہ اس پوزیشن میں بھی ہیں کہ وہ آسانی سے عمران سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ پہلے اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی رہی پھر جیسے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے سے دھند کا غبار ختم ہوا وہ خود کو اپنے ساتھیوں سمیت ایک ہال نما بڑے سے کمرے میں دیکھ کر بری طرح سے چونک اٹھی۔
کمرے میں ملگجی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں دیواروں کے ساتھ بے شمار مشینیں موجود تھیں جو جل رہی تھیں اور ان پر لگے مختلف رنگوں کے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ کمرے میں موجود روشنی انہی جلتے بجھتے بلبوں سے ہو رہی تھی۔
کمرے کے وسط میں دس ستون بنے ہوئے تھے۔ ان ستونوں کے ساتھ ہی جولیا اور اس کے ساتھی موٹی زنجیروں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ ان کے جسموں کو زنجیروں سے اس انداز میں جکڑا گیا تھا کہ وہ سوائے اپنی گردنوں کے جسم کے کسی عضو کو حرکت نہیں

دے سکتے تھے۔

اس وقت صرف جولیا کو ہوش آیا تھا جبکہ باقی سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

جولیا کی آنکھوں کے سامنے پچھلا منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا تھا۔ جب اس کے ساتھی جنگل میں دشمنوں کا لباس پہن کر ان کے ہیڈ کوارٹر میں گھسنے کے لئے واپس آ رہے تھے تو اچانک درختوں پر سے بے شمار مسلح افراد نے چھلانگیں لگا کر انہیں گھیر لیا تھا۔ پھر ان لوگوں نے انہیں چھاپ کر اچانک ان کے سروں پر مشین گنوں کے دستے مار کر انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ اس کے بعد سے لے کر جولیا کو اب ہوش آ رہا تھا۔ جولیا سوچ رہی تھی کہ یہ کام سوائے پنڈت نارائن کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ پنڈت نارائن نے اندازہ لگایا ہوگا کہ وہ لوگ اس کے نئے ہیڈ کوارٹر میں آ کر حملہ کر سکتے ہیں اس لئے اس نے ہیڈ کوارٹر کے ارد گرد درختوں پر مسلح افراد کو چھپنے کو کہا ہوگا۔ ان لوگوں نے انہیں پہچان لیا ہوگا اور پھر وہ اچانک ان کے سامنے آ گئے تھے۔

جولیا کو اس بات پر بھی حیرت ہو رہی تھی کہ انہیں پنڈت نارائن نے اب تک زندہ کیوں رکھا ہے۔ وہ ان کا بدترین دشمن تھا اور اس کی عادت تھی کہ وہ دشمنوں کو ایک لمحے کا بھی وقت دینا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے نہتے اور بے ہوش دشمنوں پر بھی بے دریغ گولیاں برسانے سے نہیں ہچکچاتا تھا اور پھر اس وقت وہ جس

شن پر جا رہے تھے پنڈت نارائن لامحالہ انہیں روکنے کے لئے ہی ہاں آیا تھا۔ پھر اس نے ان لوگوں کو ابھی تک زندہ کیوں چھوڑ رکھا ہے۔

جولیا ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک اسے عقب سے کسی کے موں کی آواز سنائی دی۔ وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اسی لمحے پیچھے سے یک نقاب پوش نکل کر جولیا کے سامنے آ گیا۔ اس نے سیاہ رنگ کا دے نما لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر موجود نقاب بھی سیاہ ھا۔

"کون ہو تم"۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"خدائی فوجدار"۔ سیاہ پوش نے کہا۔ اس کی آواز بے حد ہلکی اور ھرائی ہوئی تھی۔ جولیا نے صاف محسوس کیا تھا کہ وہ آواز بدل کر ل رہا ہے۔

"خدائی فوجدار۔ کیا مطلب"۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"میں تم لوگوں کی مدد کرنے کے لئے آیا ہوں"۔ اس نے کہا۔

"ہماری مدد، مگر کیوں۔ کیا تمہارا تعلق ان لوگوں سے نہیں ہے جنہوں نے ہمیں یہاں باندھا ہے"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ یہ بات واقعی اس کے لئے حیران کن تھی کہ ان دشمنوں کے بیچ ان کا کوئی مددگار بھی ہو سکتا ہے۔

"دیکھو لڑکی، تم اس وقت دشمنوں کی قید میں ہو اور دشمن بہت جلد تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یہاں آ کر ہلاک کر دیں گے۔ اس

سے پہلے کہ وہ لوگ یہاں آئیں میں تمہیں یہاں سے نکالنا چاہتا ہوں ان لوگوں نے تمہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے تھے۔ میں نے اینٹی انجکشن لگا دیئے ہیں۔ سب سے پہلے تمہیں ہوش آیا ہے جیسے ہی تمہارے ساتھیوں کو ہوش آئے گا میں تم لوگوں کو ایک خفیہ راستے سے یہاں سے نکال لے جاؤں گا۔ اپنے ساتھیوں سے کہہ دینا کہ یہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں کہ مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑے"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر......" جولیا نے کہنا چاہا لیکن سیاہ پوش نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا۔

"بس کوئی سوال نہیں۔ یہاں دیواروں کے بھی کان ہیں۔ ایسا نہ ہو تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی پھنس جاؤں"۔ سیاہ پوش نے دھیمے لہجے میں کہا۔ تو جولیا نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی چند ہی لمحوں بعد باری باری اس کے ساتھیوں کو ہوش آتا چلا گیا۔ خود کو بدلے ہوئے ماحول میں اور اپنے سامنے ایک سیاہ پوش کو دیکھ کر وہ چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے جولیا نے سرگوشیانہ انداز میں ان سے کہا کہ وہ کوئی بات نہ کریں۔ یہ سیاہ پوش ان کا مددگار ہے اور یہ انہیں یہاں سے آزاد کرانے کے لئے آیا ہے۔ یہ کون ہے اور یہ ان کی مدد کیوں کر رہا ہے یہ سب بعد میں اس سے پوچھ لیں گے۔ فی الحال ہمیں اس کی مدد سے یہاں سے نکلنا ہے۔
سیاہ پوش نے بھی دھیمی آواز میں ان کو یقین دلایا کہ وہ ان کی مدد

چاہتا ہے۔ اس لئے وہ اس کے ساتھ تعاون کریں۔ انہیں اس جو پوچھنا ہوگا بعد میں پوچھ لیں۔

سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بھلا اس بات پر کیا اعتراض ہو سکتا انہیں غیر متوقع رہائی مل رہی تھی اور انہیں کیا چاہئے تھا۔ سیاہ نے ایک مشین کے پاس جا کر اس کے مختلف بٹن پریس کئے تو سے پہلے جولیا کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں کھل کر سانپ کی طرح کھاتی ہوئیں ستون کی جڑ میں غائب ہوتی چلی گئیں۔ یہی عمل پوش نے دوسری مشین کے ساتھ کیا تو صفدر کی زنجیریں کھل یں۔ اس طرح الگ الگ مشینوں کے پاس جا کر سیاہ پوش نے پریس کر کے ان سب کو زنجیروں سے آزاد کر دیا۔

"آپ لوگ میرے ساتھ آئیں"۔ سیاہ پوش نے کہا اور وہ خاموشی اس کے پیچھے چل دیئے۔ سیاہ پوش نے شمالی دیوار کے پاس جا کر کی دیوار کی جڑ میں ایک جگہ زمین پر ایک ابھری ہوئی جگہ پر پاؤں کر اسے تین بار وقفوں وقفوں سے دبایا تو اچانک ہلکی سی گڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار میں ایک دروازے جتنا خلاء بنتا چلا ۔ دروازے کی دوسری طرف ایک سرنگ سی جاتی دکھائی دے رہی ۔

"آؤ"۔ سیاہ پوش نے کہا اور پھر وہ اس خلاء کو کراس کر کے اس نگ میں داخل ہو گئے۔ جیسے ہی وہ سب سرنگ میں داخل ہوئے کے عقب میں دیوار گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دوبارہ برابر ہو

گئی۔ سرنگ میں اندھیرا تھا۔ سیاہ پوش جو ان سے آگے تھا اس
دروازہ بند ہوتے ہی ایک پنسل ٹارچ روشن کر دی تھی۔

"یہ راستہ کہاں جاتا ہے"۔ جولیا نے سیاہ پوش سے مخاطب ہو
پوچھا۔

"چپ چاپ چلتے رہو"۔ سیاہ پوش نے سرد لہجے میں قدم آگے
بڑھاتے ہوئے کہا۔ جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ خاصی د
تک اس سیاہ پوش کی سرکردگی میں چلتے رہے۔ آگے سرنگ بائیں
طرف گھوم رہی تھی۔ وہ لوگ موڑ مڑ کر جیسے ہی آگے بڑھے اچانک
جیسے ساری کی ساری سرنگ تیز روشنی سی بھرتی چلی گئی۔ سرنگ کے
اوپر لگے ہوئے بے شمار بلب جل اٹھے تھے۔

"اوہ، شاید ہمیں مارک کیا جا رہا ہے۔ جلدی کرو دیواروں کے
ساتھ چپک جاؤ۔ یہاں ابھی میگنو فائیو ریز فائر کی جائے گی۔ جیسے ہی
روشنی کا رنگ نیلا ہو آپ فوراً اپنے سانس روک کر خود کو بے حس و
حرکت کر لینا۔ اگر کسی کے جسم میں معمولی سی بھی جنبش ہوئی تو وہ
ہمیں فوراً مارک کر لیں گے اور پھر وہ اس سرنگ کو ہمارے لئے جہنم
بنا دیں گے"۔ سیاہ پوش نے تیز لہجے میں کہا اور نہایت تیزی سے دیوا
کے ساتھ چپک گیا۔ اس کا انداز ایک لمحے کے لئے انہیں بالکل عمران
جیسا لگا تھا۔ وہ سب تیزی سے دائیں بائیں دیواروں کے ساتھ چپک
گئے تھے اور غور سے اس سیاہ پوش کی طرف دیکھ رہے تھے مگر اس سیا
پوش اور عمران کے قد کاٹھ میں بے حد فرق تھا اور اس کا بولنے کا اندا

عمران سے مختلف تھا۔ اسی لمحے اچانک روشنی نیلی ہو گئی۔ انہوں
نے نہ صرف خود کو بے حس و حرکت کر لیا بلکہ یوں دیواروں کے
ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے جیسے وہ بے جان بت ہوں۔

نیلی روشنی دور تک پھیل گئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر طرف
ہی روشنی کا سیلاب سا آ گیا ہو۔ کچھ دیر تک اسی طرح نیلی روشنی پھیلی
رہی پھر روشنی کا رنگ زرد ہوا اور پھر سرنگ میں پہلے جیسی تاریکی چھا
گئی۔

"اب آپ لوگ سانس لے سکتے ہیں"۔ اندھیرے میں انہیں سیاہ
پوش کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔ اس کی آواز
سن کر انہوں نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ گو ان کے
سانس روکنے کا دورانیہ زیادہ نہ تھا لیکن بہرحال چند منٹوں کے لئے جو
انہوں نے سانس روکا تھا اس نے ان کی حالت بری کر دی تھی۔ ان
کے چہرے سرخ ہو گئے تھے اور اب ان کے سینے یوں پھول اور پچک
رہے تھے جیسے وہ میلوں دوڑ لگا کر آئے ہوں۔

"یہ کیا تھا"۔ جولیا نے سیاہ پوش کو دوبارہ ٹارچ روشن کرتے
دیکھ کر پوچھا جو اس نے روشنی آن ہوتے ہی بجھا دی تھی۔

"وہ لوگ شاید بلیک روم میں آ گئے تھے۔ تم لوگوں کو وہاں نہ پا
کر ان لوگوں کے ہوش اڑ گئے ہوں گے۔ ہیڈ کوارٹر میں تلاش کرنے
کے ساتھ ساتھ انہیں اس سرنگ کا بھی خیال آیا ہوگا۔ اس لئے انہوں
نے یہاں میگنو فائیو ریز فائر کی تھیں۔ اس ریز کی وجہ سے سانس لینا

ہوا ہر جاندار فوری طور پر ٹریس ہو جاتا ہے۔ اگر تم سانس لے رہے
ہوتے یا تمہارے جسموں میں معمولی سی بھی حرکت ہوتی تو وہ لوگ
ہمیں ماسٹر کمپیوٹر پر فوراً چیک کر لیتے اور پھر وہ یا تو اس سرنگ میں
ہماری گرفتاری کے لئے دوڑے چلے آتے یا پھر وہ یہاں ہاٹ ریز فائر
دیتے جس سے ہم سب یہاں گل سڑ کر رہ جاتے"۔ سیاہ پوش نے
انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اب یہاں بولنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ سیاہ پوش
نارمل آواز میں بات کرتے دیکھ کر صفدر نے پوچھا۔

"خطرہ تو نہیں ہے مگر حفظ ماتقدم کے طور پر ہم خاموش ہی رہیں
تو بہتر ہے"۔ سیاہ پوش نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم کب تک خاموش رہیں گے اور اس سرنگ کا اختتام
کب اور کہاں ہو گا"۔ نعمانی نے پوچھا۔

"یہ سرنگ یہاں سے سیدھی سمندر کی طرف جاتی ہے مگر فی الحال
ہم لوگ وہاں نہیں جائیں گے۔ وہ لوگ لازماً اس طرف بھی ہماری
چیکنگ کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں سے دوسری سرنگ میں جائیں گے وہاں
ہم بات چیت کرنے کے لئے آزاد ہوں گے"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"دوسری سرنگ۔ کیا یہاں کوئی اور سرنگ بھی ہے"۔ جولیا نے
حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں، دوسری سرنگ ہی ہماری جائے پناہ ہو گی کیونکہ اگر ہم اس
سرنگ میں آگے گئے تو ہم لوگ آگے بچھی ہوئی بارودی سرنگوں کا شکار

ہو جائیں گے"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"اوہ، تو کیا تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ بارودی سرنگیں کہاں کہاں
ہیں۔ ہم ان سے بچ کر بھی تو نکل سکتے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں، ان بارودی سرنگوں کو کنٹرول روم سے ہی آپریٹ کیا جاتا
ہے۔ جب سپیشل سپلائی آتی ہے تو ان بارودی سرنگوں کو فولادی
چادروں سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ میں کنٹرول روم کی اس مشین کو
آپریٹ کرنے کا طریقہ نہیں جانتا۔ اس لئے ہمیں کچھ روز اس سرنگ
میں ہی رکنا پڑے گا۔ جب سپیشل سپلائی آئے گی تو بارودی سرنگوں پر
فولادی چادریں چڑھا دی جائیں گی۔ پھر ہی ہم یہاں سے نکلنے کی
کوشش کر سکتے ہیں"۔ سیاہ پوش نے کہا اور اس کی بات سن کر وہ
سب چلتے چلتے رک گئے۔

"کیا ہوا تم رک کیوں گئے ہو"۔ سیاہ پوش نے مڑ کر انہیں دیکھ
کر حیرت سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ جولیا نے اس کی طرف بھنائے ہوئے انداز
میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بتا تو چکا ہوں خدائی فوجدار ہوں"۔ اس نے کہا جیسے اس نے یہ
بات مسکرا کر کہی ہو اس کا انداز ایسا ہی تھا۔

"دیکھو مسٹر ابھی جو تم نے بات کی ہے اس کا کیا مطلب ہے"۔
جولیا نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کون سی بات"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"یہی کہ ہم سپیشل سپلائی کے آنے تک اس سرنگ سے نہیں نکل سکتے اور ہمیں کچھ دنوں تک اس سرنگ میں رکنا ہوگا"۔ جولیا نے کہا۔
اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی الجھن نظر آ رہی تھی اور وہ سب سیاہ پوش کی جانب شک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"تو اس میں غلط کیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ہم لوگ اس سرنگ سے آسانی سے نکل سکیں گے"۔ سیاہ پوش نے تنک کر کہا۔

"مجھے تو یہ اس کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے"۔ اچانک تنویر نے کہا۔

"چال، کیا مطلب۔ کیسی چال"۔ سیاہ پوش نے چونک کر کہا۔

"تم جان بوجھ کر ہمیں اس سرنگ میں لائے ہو۔ تم ہمیں یہاں مقید کرنا چاہتے ہو تاکہ ہم یہاں سے نہ نکل سکیں اور۔ اور........" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور، اور کیا"۔ تنویر کی بات سن کر سیاہ پوش نے بھی غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مسٹر، اگر تم سچ مچ ہماری مدد کرنا چاہتے ہو تو ہمیں اس سرنگ سے نکالو۔ ہم یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتے۔ تم ہمیں اس طرف لے چلو جہاں بارودی سرنگیں ہیں۔ ہم خود ان کو کسی نہ کسی طرح عبور کر لیں گے"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ ایک تو میں تمہاری مدد کر رہا ہوں۔ تم الٹا مجھے ہی آنکھیں دکھا رہے ہو۔ ٹھیک ہے میں یہیں رک جاتا ہوں تم نے

آگے جانا ہے تو چلے جاؤ"۔ سیاہ پوش نے سر جھٹک کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم ایسا ہی کریں گے"۔ تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو کرو میں نے تمہیں کب روکا ہے"۔ سیاہ پوش نے کندھے اچکا کر کہا۔

"مس جولیا مجھے اجازت دیں۔ میں اس کی گردن پر انگوٹھا رکھ کر اس سے اگلوا لیتا ہوں۔ یہ خود ہی بتائے گا کہ یہ کون ہے اور یہ ہمیں یہاں کیوں لایا ہے"۔ تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں تنویر۔ میں اس کے لہجے میں سچائی محسوس کر رہی ہوں۔ بتاؤ تم کس سپیشل سپلائی کی بات کر رہے ہو"۔ جولیا نے پہلے تنویر سے اور پھر اس سیاہ پوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دشمنوں کی سپیشل سپلائی ان کا اسلحہ اور ان کے ایجنٹس اس راستے سے آتے ہیں۔ یہاں ہمارے ملک مگوڈیا کے خلاف ہمارا دشمن ملک جاڈیا ایک ہولناک سازش کر رہا ہے۔ وہ لوگ اس جنگل کو اپنا مرکز بنا کر نہ صرف یہاں بڑی تعداد میں اسلحہ جمع کر رہے ہیں بلکہ ان کی فوج اور بے شمار ایجنٹس اس راستے سے آ کر ہمارے ملک میں پھیل رہے ہیں۔ میں اور میرے چند ساتھی ان لوگوں کے ساتھ مل کر ان کی سازش کو سبوتاژ کرنے کی کوشش میں ہیں"۔ سیاہ پوش نے کہا اور پھر اس نے جزیرہ مگوڈیا کے خلاف جزیرہ جاڈیا کے ایجنٹوں کی بھیانک سازش کے بارے میں مختصر طور پر انہیں بتا دیا۔ جسے سن کر

وہ واقعی حیران رہ گئے تھے۔

"ہم لوگ اس انتظار میں ہیں کہ جیسے ہی یہ لوگ ہمارے ملک کے خلاف فائنل آپریشن کی تیاری کریں گے ہم نہ صرف ان کے اسلحے کا ڈپو اڑا دیں گے بلکہ ہم نے یہاں ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی بچ کر یہاں سے نہیں جا سکے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی زیادہ سے زیادہ فوج اور زیادہ سے زیادہ اسلحہ یہاں آجائے۔ جس قدر ان کی زیادہ فوج ہلاک اور ان کا اسلحہ تباہ ہو گا اتنی ہی گہری ان کو چوٹ پہنچے گی اور وہ آئندہ سو برسوں تک ہمارے ملک کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکیں گے"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ مگر تم اپنا یہ ٹاپ سیکرٹ ہم پر کیوں ظاہر کر رہے ہو۔ تم ہمارے بارے میں کیا جانتے ہو"۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ لوگ کون ہیں اور یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ جس طرح جزیرہ جاڈیا کے غیر مسلم ہمارے ملک کو تباہ و برباد کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں اسی طرح کافرستانی بھی پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں۔

وہ سائی گان آئی لینڈ سے چند ٹاپ میزائل فائر کرنا چاہتے ہیں۔ جن سے پاکیشیا کی کروڑوں کی آبادی چند منٹوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو جائے گی۔ یہ انسانیت اور خاص طور پر مسلم ملک کے خلاف انتہائی بھیانک اور ہولناک سازش ہے۔ جو میں اور میرے ساتھی

ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی لئے میں نے اور میرے ساتھیوں نے فیصلہ کیا تھا کہ آپ لوگوں کو یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ اس کے لئے چاہے ہمیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ میں اس راستے کے متعلق جانتا تھا۔ اس سے بہتر آپ لوگوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہو سکتی تھی۔

اس راستے کا اختتام ایک پہاڑی دراڑ میں ہوتا ہے جہاں سے سمندر شروع ہو جاتا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں آپ کو نہ صرف سمندر تک لے جاؤں گا بلکہ ایک موٹر بوٹ بھی مہیا کر دوں گا تاکہ آپ لوگ آسانی کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں۔ آپ لوگ اپنا کام کریں اور ہم یہاں اپنا کام کرتے رہیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ آگے ان لوگوں نے واقعی ہر طرف بارودی سرنگیں بچھا رکھی ہیں۔ جن پر اگر غلطی سے بھی کسی کا پاؤں پڑ گیا تو اس کا کیا حشر ہو گا یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال یہاں ہفتے میں ایک بار جاڈیا کے ایجنٹس موٹر بوٹس اور آبدوزوں سے آتے ہیں تب ان بارودی سرنگوں پر فولادی چادریں چڑھا دی جاتی ہیں۔ اس وقت آپ لوگوں کو یہاں سے نکال لے جانا آسان ہو گا۔ لیکن چونکہ ابھی سپیشل سپلائی آنے میں تین روز باقی ہیں اس لئے آپ کو مجبوراً یہیں رکنا ہو گا۔ یہاں اسلحے کے ساتھ آپ لوگوں کو میں آپ کی ضرورت کا ہر قسم کا سامان بہم پہنچا سکتا ہوں۔ جس سے آپ سائی گان آئی لینڈ جا کر اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں"۔ سیاہ پوش نے انہیں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اسے

شاید جولیا کے اعتماد نے اس قدر بولنے پر مجبور کیا تھا۔

" میں اور میرے ساتھی تم لوگوں کے جذبات اور حب الوطنی سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ تم لوگ اپنے ملک کے لئے جو کچھ کر رہے ہو وہ واقعی قابل ستائش ہے۔ اب جبکہ تم جانتے ہو کہ ہم کون ہیں اور ہم یہاں کس مقصد کے لئے آئے تھے تو تم خود ہی بتاؤ۔ ہم یہاں رک کر اپنا وقت کیسے ضائع کر سکتے ہیں۔ کافرستانی سائنسدان اور ان کے ٹاپ میزائل سائی گان آئی لینڈ پہنچ چکے ہیں۔ وہ لوگ کب اور کس وقت پاکیشیا پر ٹاپ میزائل فائر کر دیں گے یہ ہم نہیں جانتے۔ اس لئے ہم جلد سے جلد سائی گان آئی لینڈ پہنچ کر ان کے مشن کو فیل کرنا چاہتے ہیں" ۔ جولیا نے کہا۔

" اوہ، ہاں۔ یہ بھی درست ہے۔ اور واقعی آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ۔ سیاہ پوش نے کہا۔

" اسی لئے تو کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکالیں۔ ایک تو ہمارا ایک ساتھی نجانے کہاں رہ گیا ہے۔ لگتا ہے سائی گان آئی لینڈ اب ہمیں خود ہی جانا پڑے گا" ۔ جولیا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے پاس ہر قسم کا اسلحہ اور بہت سا سامان ہے" ۔ صفدر نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔

" ہاں" ۔ سیاہ پوش نے سرہلا کر کہا۔

" کیا آپ کے پاس مائیکرو ایم ایم گائیگر نہیں ہے" ۔ صفدر نے کہا

تو اس کی بات سن کر جولیا بھی چونک کر اور امید بھری نظروں سے سیاہ پوش کی طرف دیکھنے لگی۔

" مائیکرو ایم ایم گائیگر۔ اوہ، ہاں ایسا ایک گائیگر میرے پاس بھی ہے۔ لیکن اس سے تو۔ اوہ، اوہ یاد آیا اگر اس گائیگر کی سپلائی بڑھا دی جائے گی تو اس سے واقعی زمین میں چھپی ہوئی بارودی سرنگوں کا کھوج لگایا جا سکتا ہے ویری گڈ۔ آیئے میرے ساتھ ہم آج بلکہ ابھی اس سرنگ سے نکلنے کی کوشش کریں گے" ۔ سیاہ پوش نے اچانک خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ تیز تیز چلتے رہے۔ پھر آگے جا کر ایک اور موڑ آیا تو اس سیاہ پوش نے سرنگ کی ایک دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اور پھر اس نے دیوار پر موجود ایک ابھرے ہوئے پتھر پر دباؤ ڈالا تو گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ وہاں ایک اور دروازے جیسا راستہ بنتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک اور سرنگ تھی مگر وہ سرنگ پہلی سرنگ سے نسبتاً کم چوڑی اور چھوٹی تھی۔ سامنے ایک گول کمرے جتنی جگہ تھی جہاں میز کرسیوں کے ساتھ بے شمار لکڑی کی پیٹیاں موجود تھیں۔ سیاہ پوش نے ان سب کے ساتھ اندر آکر سرنگ کا راستہ بند کر دیا تھا۔

اس لمحے کمرے میں ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز گونجنے لگی تو سیاہ پوش کے ساتھ وہ سب بھی چونک پڑے۔

" اوہ، شاید باس کی کال ہے" ۔ سیاہ پوش نے کہا اور تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا گول سوراخ تھا۔

سیاہ پوش نے اس سوراخ میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹرانسمیٹر پر ایک سبز بلب سپارک کر رہا تھا اور اس میں سے سیٹی کی آواز نکل رہی تھی۔ سیاہ پوش نے ایک بٹن پریس کیا تو دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"ہیلو، ہیلو بلیک مون کالنگ۔ ہیلو، ہیلو اوور"۔ دوسری طرف سے مسلسل کہا جا رہا تھا۔

"یس، زیرو ٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ سیاہ پوش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"زیرو ٹو تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں پوچھا گیا۔

"میں اس وقت ٹنل روم میں ہوں چیف۔ اوور"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"زیرو ٹو، ڈیول ہنٹر یہاں سے چند پرندوں کو شکار کر کے لے گئے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ان پرندوں کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان پرندوں کی تعداد کتنی ہے چیف۔ اوور"۔ سیاہ پوش نے پوچھا۔

"سات، وہ ایک خاص مقصد کے لئے یہاں لائے گئے تھے۔ ان جیسے دو پرندے میرے پاس ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور جولیا کے ساتھ باقی ممبر بھی چونک پڑے۔

"یہ پاکیشیائی پرندے تو نہیں ہے چیف۔ اوور"۔ سیاہ پوش نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، کیا تم انہیں جانتے ہو۔ کہاں ہیں وہ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے باس نے چونکتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"وہ میرے پاس ہیں چیف۔ میں نے ان کو پنجروں سے نکال لیا ہے۔ اوور"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"اوہ، ویل ڈن مائی بوائے۔ ویل ڈن۔ کیا تم انہیں جلد سے جلد وہاں سے نکال سکتے ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یس چیف۔ میں انہیں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ آپ ان کو بلیو پوائنٹ پر پک کرنے کا انتظام کر لیں۔ اوور"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"اوہ، ٹھیک ہے۔ انتظام ہو جائے گا۔ کیا وہ اس وقت تمہارے پاس ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے باس نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"۔ سیاہ پوش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان کو لے کر باہر آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

"چیف آپ لوگوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ آپ کے دو ساتھی ان کے ساتھ ہیں۔ وہ ہمیں سمندری راستے سے لینے کے لئے آ

رہے ہیں"۔ سیاہ پوش نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، وہ عمران ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ یقیناً جوزف ہوگا"۔ تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں سامان نکالتا ہوں"۔ سیاہ پوش نے کہا اور ایک موٹی سلاخ اٹھا کر لکڑی کی پیٹیاں کھولنے لگا جن میں بھاری اسلحہ اور گولہ بارود موجود تھا۔

"اگر عمران یہاں پہنچ گیا ہے تو اس سے رابطہ کیا جا سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جولیا نے اپنے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچا اور اس کی سوئیوں کو گردش دینے لگی۔ چند ہی لمحوں میں عمران سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا۔ جولیا نے پہلے عادت کے مطابق عمران کو اکیلے اور دیر سے آنے پر خوب لتاڑا تھا۔ پھر اس نے اسے ساری صورتحال بتا دی تھی۔ جسے سن کر عمران مطمئن ہو گیا تھا۔

عمران سے بات کر کے جولیا اور باقی ممبر بھی مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر جولیا کے کہنے پر وہ سب سیاہ پوش کی مدد کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں ان کے ہاتھوں میں جدید اور خطرناک اسلحہ نظر آ رہا تھا۔ سیاہ پوش جس نے ان لوگوں کو اپنا نام کیپٹن طیب بتایا تھا۔ اس نے اپنا نقاب اور سیاہ لبادے نما لباس بھی اتار دیا تھا۔ کیونکہ ان لوگوں سے خود کو چھپائے رکھنے کی اسے اب ضرورت نہیں تھی۔

وہ اچھا خاصا خوش شکل اور سمارٹ نوجوان تھا۔ جس کی آنکھوں

چمک اس کی ذہانت کی غماز تھی۔ اس نے ایک دیوار کے سوراخ سے ڈنڈے والا ایک جدید ساخت کا گائیگر بھی نکال لیا تھا۔

"چلیں"۔ تمام تیاری مکمل کرنے کے بعد کیپٹن طیب نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں، چلو"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کیپٹن طیب نے آگے بڑھ کر سرنگ کا راستہ کھول دیا۔ جیسے ہی اس نے راستہ کھولا اچانک اندر نیلے رنگ کی روشنی کا جیسے سیلاب آ گیا۔ نیلی روشنی کو دیکھ کر نہ صرف کیپٹن طیب بلکہ سیکرٹ سروس کے ممبر بھی بوکھلا گئے۔ انہوں نے جلدی سے رک کر اپنے سانس روک لئے مگر اسی لمحے اچانک نیلی روشنی سرخ روشنی میں تبدیل ہو گئی دوسرے ہی لمحے ان سب کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے ان کی گردنوں کے گرد شکنجے کس دیئے ہوں۔ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں ان کے دل و دماغ پر اندھیرے کی دبیز چادریں چڑھ گئی تھیں اور پھر وہ سب ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوریوں کی طرح زمین پر گرتے چلے گئے۔

کیپٹن ماروگ نے آگے بڑھ کر فولادی دروازے کی سائیڈ میں موجود ایک نمبرنگ پیڈ کے چند نمبر پریس کئے تو اچانک فولادی دروازہ دو حصوں میں منقسم ہو کر دونوں سائیڈ کی دیواروں میں چلا گیا۔ سامنے ایک ہال نما کمرہ تھا جہاں بے شمار مشینیں چل رہی تھیں۔ دائیں طرف بڑے بڑے ستونوں کی قطاریں نظر آ رہی تھیں۔

کیپٹن ماروگ کے ساتھ پنڈت نارائن اور کرنل اوگارو تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا اور کیپٹن ماروگ کی نظر ستونوں پر پڑی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ احتیاط کے پیش نظر کیپٹن ماروگ دس مسلح افراد بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

"وہ سیکرٹ ایجنٹ کہاں گئے"۔ اس کے حلق سے چیختی ہوئی آواز نکلی اور اس کی بات سن کر پنڈت نارائن اور کرنل اوگارو بری طرح سے چونک اٹھے۔ کیپٹن ماروگ اور مسلح سپاہی تیزی سے کمرے میں اخل ہوئے مگر کمرہ بالکل خالی تھا۔ کیپٹن ماروگ پاگلوں کی طرح چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

کرنل اوگارو اور پنڈت نارائن تیز تیز چلتے ہوئے اس کے قریب آ گئے تھے۔

"کیا بات ہے کیپٹن۔ کہاں ہیں وہ سیکرٹ ایجنٹ"۔ کرنل اوگارو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں نے ان ایجنٹوں کو اپنی نگرانی میں ان ستونوں کے ساتھ بندھوایا تھا۔ ان ایجنٹوں کو زنجیروں کے ساتھ ہم نے اس بری طرح سے جکڑا تھا کہ وہ جسم کو معمولی سی جنبش بھی نہیں دے سکتے تھے۔ ان زنجیروں کو مختلف مشینیں آپریٹ کر کے ہی کھولا جا سکتا تھا مگر اس کے باوجود وہ ایجنٹ غائب ہیں۔ زنجیریں ستونوں کے اندر ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں باقاعدہ مشینیں آپریٹ کر کے کھولا گیا ہے"۔ کیپٹن ماروگ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر پنڈت نارائن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو کیپٹن۔ اگر وہ سیکرٹ ایجنٹ بندھے ہوئے تھے تو وہ مشینیں آپریٹ کر کے خود کو کیسے آزاد کر سکتے تھے"۔ کرنل اوگارو نے غصیلی نظروں سے کیپٹن ماروگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سر"۔ کیپٹن ماروگ نے کرنل اوگارو کو غصے میں دیکھ کر بوکھلا کر کہا۔

"ہونہہ، کیا وہ جادوگر تھے یا یہاں ان کی مدد کے لئے کوئی آسمانی

مخلوق آئی تھی۔ کہاں جا سکتے ہیں وہ ڈھونڈو۔ تلاش کرو انہیں"۔
کرنل اوگارو نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس، یس سر"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو
لے کر تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"ہونہہ، احمق نانسنس۔ کیپٹن ماروگ کے دماغ کو آخر کیا ہو گیا
ہے۔ اس نے ان پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کو یہاں اکیلا کیوں چھوڑا
تھا۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ ان کے سروں پر دس بارہ مسلح افراد کو مسلط
کر دیتا"۔ کرنل اوگارو نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ ایجنٹ بہت خطرناک ہیں کرنل اوگارو۔ اگر جلد سے جلد ان
کو پکڑ کر ان کا خاتمہ نہ کیا گیا تو وہ ہم سب کے لئے شدید خطرے کا
باعث بن جائیں گے"۔ پنڈت نارائن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ اس طرح
اچانک غائب کہاں ہو گئے"۔ کرنل اوگارو نے پریشانی کے عالم میں
کہا۔

"تم لوگوں میں یقیناً کوئی کالی بھیڑ موجود ہے"۔ پنڈت نارائن
نے کہا تو کرنل اوگارو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کالی بھیڑ"۔ اس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں، کیپٹن ماروگ نے اگر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہاں
زنجیروں سے باندھا تھا اور ان کی زنجیریں مشینوں کو آپریٹ کئے بغیر
نہیں کھل سکتی تھیں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ کسی اور نے ان کی

مدد کرتے ہوئے ان کو یہاں سے آزاد کر دیا ہے اور یہ کام تم لوگوں
میں موجود کوئی کالی بھیڑ ہی کر سکتی ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ اس
کی بات سن کر کرنل اوگارو کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

"اوہ، اوہ اگر ہم میں کوئی کالی بھیڑ موجود ہے تو اس کا مطلب ہے
ہم لوگ واقعی خطرے میں ہے"۔ کرنل اوگارو نے پریشانی اور
تشویش سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ ان ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ اب اس کالی بھیڑ
کو بھی تلاش کرنا بہت ضروری ہے ورنہ"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو پنڈت نارائن۔ مگر ہم لوگوں میں کالی بھیڑ
کون ہو سکتی ہے۔ یہاں موجود تمام آدمی ہمارے جانے پہچانے ہیں
اور اس طرف آنے جانے والے پر خاص نظر رکھی جاتی ہے"۔ کرنل
اوگارو نے کہا۔

"تمہارے آدمی جنگل میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ان
میں سے کسی آدمی پر قابو پا لیا گیا ہو اور اس کی جگہ کسی اور کو اس کے
میک اپ میں یہاں بھیج دیا گیا ہو"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کرنل
اوگارو بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے سائے
گہرے ہو گئے تھے۔

"اوہ، کرنل ہاشم۔ یہ کام سوائے کرنل ہاشم کے اور کوئی نہیں کر
سکتا۔ اس کا یقیناً کوئی آدمی یہاں موجود ہے۔ اوہ، اوہ اس کا مطلب
ہے کرنل ہاشم ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے"۔ کرنل اوگارو

نے جبڑے بھینچ کر کہا۔ اسی لمحے کیپٹن ماروگ تیز تیز چلتا ہوا وہاں گیا۔

" میں نے اپنے آدمی ہر طرف پھیلا دیئے ہیں سر۔ وہ ایجنٹ ابھی ہیڈ کوارٹر میں ہی ہوں گے۔ بہت جلد ان کو تلاش کر لیا جائے گا"۔ کیپٹن ماروگ نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیپٹن ماروگ۔ ہمارے درمیان کرنل ہاشم کا کوئی آدمی موجود ہے۔ جو نہ صرف ہمارے بلکہ ان ایجنٹوں کے بارے میں بھی جانتا تھا۔ اسی نے ان ایجنٹوں کو یہاں سے آزاد کر کے غائب کیا ہے"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"کرنل ہاشم کا آدمی"۔ کیپٹن اوگارو نے بری طرح سے اچھل کر کہا تو کرنل اوگارو نے پنڈت نارائن سے کی ہوئی باتیں اسے بتائیں تو کیپٹن ماروگ کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو گیا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہم ابھی تک محض غلط فہمی میں ہی تھے کہ کرنل ہاشم کو صرف ہم پر شک ہے جبکہ وہ......" کیپٹن ماروگ نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں، اب کرنل ہاشم کا کانٹا نکالنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ تم فوراً جاؤ اور جا کر اسے یہاں اٹھا لاؤ۔ ہمیں اس سے جبراً اگلوانا پڑے گا کہ وہ ہمارے بارے میں کیا جانتا ہے اور وہ ہمارے ساتھ کیا کھیل کھیل رہا ہے"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

" یس سر۔ میں نے اسے اس کی رہائش گاہ میں ہی بے ہوش کیا

۔ زیرو نائن گیس کا اثر اس پر اب تک ہو گا وہ وہاں بے ہوش پڑا گا۔ میں اسے ابھی اٹھا کر لے آتا ہوں"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا پھر انک وہ چونک پڑا۔ اس کی نظریں یکلخت شمالی دیوار پر مرکوز ہو گئی یں۔

" کیا ہوا"۔ اسے چونکتے دیکھ کر کرنل اوگارو نے جلدی سے پوچھا۔

" اوہ، کہیں وہ ایجنٹ سپلائی ٹنل میں تو نہیں گھس گئے"۔ کیپٹن روگ نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

" سپلائی ٹنل میں اوہ، اوہ فوراً چیک کرو۔ اگر وہ ایجنٹ ٹنل میں ں تو وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے"۔ کرنل اوگارو نے چونک کر ر اچھلتے ہوئے چیخ کر کہا۔ پنڈت نارائن بھی اس کی بات سن کر نک پڑا تھا۔ کیپٹن ماروگ بجلی کی سی تیزی سے ایک بڑی مشین کی رف بڑھا اور اس نے جلدی جلدی اس کے سوئچ آن کر کے اس کے نتف بٹن پریس کرنا شروع کر دیئے۔ اسی لمحے مشین سے گھرر گھرر آوازیں نکلنے لگیں۔ ساتھ ہی جیسے مشین میں زندگی کی لہریں سی وڑتی چلی گئی تھیں۔ مشین پر ایک تین فٹ لمبی اور دو فٹ چوڑی کرین نصب تھی۔ کیپٹن ماروگ نے بٹن پریس کئے تو وہ سکرین ی روشن ہو گئی تھی۔ سکرین پر سبز رنگ کی آڑی ترچھی لکیریں بنی وئی تھیں۔ سکرین کے نچلے حصے میں چار خانے بنے ہوئے تھے۔ ان ں سے پہلا خانہ سفید رنگ کا تھا جبکہ باقی خانوں میں ابھی کوئی نگ اجاگر نہیں ہوا تھا۔

کیپٹن ماروگ نے مشین کا ایک اور بٹن پریس کیا تو سفید خانے کے ساتھ دوسرے خانے میں یکلخت نیلا رنگ بھر گیا۔ اسی لمحے سکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں حرکت کرنے لگیں۔ کرنل اوگارو اور کیپٹن ماروگ کی نظریں ان آڑھی ترچھی لکیروں پر جمی ہوئی تھیں۔

" اوہ نہیں، وہ ایجنٹ ٹنل میں نہیں ہیں۔ اگر وہ ٹنل میں ہوتے تو مارک ہو جاتے۔ ٹنل بالکل خالی ہے"۔ کیپٹن ماروگ نے مایوسی کے عالم میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے مختلف بٹن پریس کرتے ہوئے مشین کو آف کر دیا۔ کرنل اوگارو کے چہرے پر بھی امید کی جو کرن جگمگائی تھی وہ بھی ماند پڑ گئی تھی۔

" یہ کیسی مشین ہے اور تم لوگ کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ ایجنٹ ٹنل میں نہیں ہے"۔ پنڈت نارائن نے حیرت سے اس عجیب و غریب اور نئی ساخت کی مشین کو دیکھتے ہوئے کہا۔ کرنل اوگارو اسے مشین کی ساخت کے بارے میں بتانے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

" سکرین پر جو تم آڑھی ترچھی لکیریں دیکھ رہے تھے وہ اصل میں ٹنل تھی۔ اس ٹنل سے ہم سپیشل سپلائی منگواتے ہیں۔ اس ٹنل میں ہم نے بارودی سرنگیں بچھا رکھی ہیں۔ کیپٹن ماروگ نے ٹنل کی لائٹس آن کر کے ایک خاص ریز فائر کی تھی۔ اس ریز کی خاصیت یہ تھی کہ اس ٹنل میں اگر کوئی جاندار ہوتا تو اس کے سانس لینے یا حرکت کرنے سے وہ فوراً مارک ہو سکتا تھا چاہے وہ زمین پر رینگنے والا ایک چھوٹا اور معمولی کیڑا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ٹنل کے جس حصے میں

بھی ہوتے ان لکیروں پر ریڈ سپاٹس سپارک ہونا شروع ہو جاتے مگر کوئی ریڈ سپاٹ سپارک نہیں ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ ٹنل میں کم از کم وہ ایجنٹ موجود نہیں ہیں"۔ کرنل اوگارو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ پنڈت نارائن نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی مایوسی کے اثرات ابھر آئے تھے۔

" میرے لئے کیا حکم ہے سر"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا۔

" تم، ہونہہ۔ ان ایجنٹوں کو بہرحال تلاش کر لیا جائے گا۔ وہ ہیڈ کوارٹر اور اس جنگل سے باہر نہیں جا سکتے۔ اس وقت ہمارے لئے کرنل ہاشم بے حد ضروری ہے۔ اسے ہر حال میں یہاں لے آؤ۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس کے بارے میں کرنل ہاشم بہت کچھ جانتا ہے"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی تھی۔

" ٹھیک ہے سر۔ میں اسے یہاں لے آتا ہوں اور سر میں اپنی غیر موجودگی میں ان لوگوں کو تلاش کرنے کی ذمہ داری میجر اوسام کو دے جاتا ہوں۔ اب وہی آپ کو رپورٹ کرے گا۔ جیسے ہی وہ لوگ ٹریس ہوئے وہ آپ کو بتا دے گا"۔ کیپٹن ماروگ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے دوبارہ نکلتا چلا گیا۔

" ہونہہ، اگر وہ ایجنٹ ٹنل میں نہیں ہیں تو اور کہاں جا سکتے ہیں"۔ کرنل اوگارو نے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن ماروگ نے جس طرح ٹنل کو وژن سکرین پر چیک کیا تھا۔ کیا یہاں ایسا انتظام نہیں ہے کہ پورے ہیڈ کوارٹر اور جنگل کو چیک کیا جاسکے"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"نہیں، فی الحال ہمیں اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے یہاں ایسا سیٹ اپ نہ کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"تب پھر انہیں تمہارے آدمی تلاش کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ کچھ دیر بعد وہاں ایک لمبا تڑنگا آدمی آ گیا۔ اس نے کمرے میں داخل ہو کر فوجی انداز میں کرنل اوگارو کو سیلوٹ کیا۔

"میں میجر اوسام ہوں سر۔ کیپٹن ماروگ ہیلی کاپٹر میں یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں سر۔ انہوں نے اپنی غیر موجودگی میں مجھے آپ کو رپورٹ کرنے کو کہا تھا"۔ آنے والے نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، کیا رپورٹ ہے۔ کچھ پتہ چلا ان ایجنٹوں کے بارے میں"۔ کرنل اوگارو نے چونک کر پوچھا۔

"نو سر، ہم نے ہیڈ کوارٹر کا چپہ چپہ چھان مارا ہے۔ مگر یہاں کوئی غیر متعلق شخص موجود نہیں ہے"۔ میجر اوسام نے کہا۔

"ہونہہ، آخر کہاں چلے گئے وہ ایجنٹ۔ انہیں زمین نے نگل لیا ہے یا آسمان نے اٹھا لیا ہے"۔ کرنل اوگارو نے گرج کر کہا۔

"میں نے جنگل میں اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں سر۔ ان ایجنٹوں کو زندہ یا مردہ ہر صورت میں پکڑ لیا جائے گا"۔ میجر اوسام نے گھبرا کر کہا۔

"ہونہہ، تو جاؤ۔ یہاں کھڑے کیوں جھک مار رہے ہو۔ نانسنس"۔ کرنل اوگارو نے چیخ کر کہا اور میجر اوسام گھبرا کر اسے سیلوٹ کرتا ہوا تیزی سے واپس چلا گیا۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹ بہت چالاک ہیں کرنل۔ مجھے لگتا ہے وہ تمہارے آدمیوں میں ہی موجود ہیں۔ انہوں نے ممکن ہے تمہارے آدمیوں کا میک اپ کر کے ان کی جگہ لے لی ہو"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اوہ، اگر ایسا ہوا تو واقعی ان ایجنٹوں کو ٹریس کرنا سخت مشکل ہو جائے گا۔ یہاں سینکڑوں آدمی موجود ہیں۔ ہم کس کس کا میک اپ چیک کرتے پھریں گے"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہو سکتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"وہ کیا، جلدی بتاؤ"۔ کرنل اوگارو نے جلدی سے کہا۔

"ایک منٹ، پہلے تم یہ بتاؤ کیپٹن ماروگ نے سپلائی ٹنل میں جو ریز فائر کی تھی وہ کون سی ریز تھی"۔ پنڈت نارائن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میگنو فائیو ریز"۔ کرنل اوگارو نے اس ریز کا نام لیتے ہوئے کہا تو

پنڈت نارائن یکلخت اچھل پڑا۔

"اوہ، وہ ایجنٹ اسی سرنگ میں ہیں کرنل اوگارو۔اس سرنگ کے علاوہ وہ کہیں نہیں ہو سکتے۔آن کرو۔اس مشین کو دوبارہ آن کرو"۔ پنڈت نارائن نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"سرنگ میں، اوہ مگر"۔کرنل اوگارو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"میگنو فائیو ریز اس وقت اثر کرتی ہے جب کوئی جاندار حرکت کر رہا ہو یا سانس لے رہا ہو۔ کیپٹن ماروگ نے پہلے سرنگ میں عام روشنی کی تھی۔اس کے بعد اس نے میگنو فائیو ریز فائر کی تھی وہ ایجنٹ بہت چالاک ہیں کرنل ان کے ساتھ کالی بھیڑ نے ان کو یقیناً بتا دیا ہو گا کہ اب وہاں میگنو فائیو ریز فائر کی جائے گی۔اگر کوئی جاندار وقتی طور پر خود کو ساکت کر کے اپنا سانس روک لے تو اس ریز سے وہ کسی بھی صورت میں مارک نہیں ہوتا۔ان ایجنٹوں نے یقیناً ایسا ہی کیا ہو گا۔وہ دیر تک سانس روکنے کے ماہر ہیں۔میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اسی سرنگ میں موجود ہیں۔ تم مشین آن کرو۔جلدی"۔پنڈت نارائن نے تیز تیز لہجے میں کہا تو کرنل اوگارو کے چہرے پر شدید حیرت کے بادل امنڈ آئے۔جیسے پنڈت نارائن کی بات سو فیصد درست ہو۔وہ تیزی سے مشین کی طرف جھپٹا اور اس نے جلدی جلدی مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی۔چند ہی لمحوں میں سکرین روشن ہو گئی اور سکرین پر وہی آڑھی ترچھی لکیریں دکھائی دینے لگیں۔خانوں میں ایک سفید اور ایک نیلے رنگ کا خانہ روشن ہو گیا

تھا۔ان دونوں کی نظریں سکرین پر جم گئیں۔

"نہیں، ٹنل ابھی تک خالی ہے"۔کرنل اوگارو نے مایوسی سے کہا۔

"رکو، اسے آف مت کرو ابھی معلوم ہو جاتا ہے"۔پنڈت نارائن نے کہا اور پھر ٹھیک دس منٹ بعد اچانک ان آڑھی ترچھی لکیروں میں سرخ رنگ کے آٹھ نشان ابھر آئے۔ان سپاٹس کو دیکھ کر نہ صرف پنڈت نارائن بلکہ کرنل اوگارو بھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ، اوہ وہ ایجنٹ ٹنل میں ہی ہیں۔یہ ریڈ سپاٹس اوہ۔اوہ"۔ کرنل اوگارو نے کہا اس نے اچانک مشین کے ایک بٹن پر زور سے ہاتھ مارا تو اچانک سفید اور نیلے خانے کے ساتھ ایک اور خانہ بھی روشن ہو گیا۔اس خانے میں سبز رنگ بھر گیا تھا۔اسی لمحے ایک ایک کر کے ریڈ سپاٹس غائب ہوتے چلے گئے۔

"اوہ، یہ تم نے کیا کیا ہے۔ ریڈ سپاٹس کیوں غائب ہو گئے ہیں"۔پنڈت نارائن نے چیخ کر کہا۔

"گھبراؤ نہیں پنڈت نارائن۔میں نے ان پر الیکو ریز فائر کر دی ہے۔وہ ایجنٹ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں مفلوج اور بے ہوش ہو کر گر گئے ہیں۔اب یہ ایجنٹ کہیں نہیں جا سکتے۔ان کی تعداد آٹھ ہے۔سات تمہارے مجرم تھے جبکہ آٹھواں شخص وہ کالی بھیڑ ہے جو ان کی مدد کر رہا تھا۔اب سب کچھ پتہ چل جائے گا کہ وہ کالی بھیڑ کون ہے اور وہ ان ایجنٹوں کی مدد کیوں کر رہا تھا۔اس کے بعد ہم ان سب کا

فوری طور پر خاتمہ کر دیں گے"۔ کرنل اوگارو نے اس بار اطمینان بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر پنڈت نارائن کے چہرے پر بھی اطمینان آگیا تھا۔

"کالی بھیڑ سے تم جو مرضی سلوک کرنا مگر میں اپنے مجرموں کو اب ایک لمحے کا بھی وقت نہیں دوں گا۔ میں انہیں اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں ہی ختم کرنا چاہتا ہوں۔ باقی رہ گیا عمران تو میں اس سے بھی نپٹ لوں گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کرنل اوگارو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل اوگارو نے ایک مشین کا ایک بٹن پریس کیا اور اس مشین سے ایک مائیک نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ مائیک میں مسلح آدمیوں کو بلا رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں میجر اوسام سمیت وہاں بیس مسلح افراد پہنچ گئے۔

"وہ ایجنٹ سپلائی ٹنل میں ہیں۔ میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ سپلائی ٹنل کو اوپن کرو"۔ کرنل اوگارو نے کہا تو میجر اوسام تیزی سے شمالی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔

پنڈت نارائن نے ایک آدمی سے اس کی مشین گن لے لی تھی۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت بے رحمانہ چمک ابھر آئی تھی۔ ایسی چمک جو بھوکے درندوں کی آنکھوں میں شکار دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔

میجر اوسام نے سرنگ کا دروازہ کھولا تو وہ سب اس سرنگ میں داخل ہو گئے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے جہاں

سیکرٹ سروس کے ممبر اور کیپٹن طیب بے ہوش پڑے تھے اور بے ہوشی کے عالم میں موت تیزی سے ان کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ جس کو روکنے کے لئے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

سفید رنگ کی ایک لانچ نہایت تیزی سے سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ لانچ میں کرنل ہاشم، عمران، بلیک تھنڈر کے ساتھ دو مزید افراد موجود تھے۔ ان میں سے ایک تو لانچ ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ دوسرا مشین گن ہاتھ میں لئے چوکنی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے گلے میں دوربین لٹک رہی تھی جسے وہ گاہے بگاہے آنکھوں سے لگا کر ارد گرد کا ماحول چیک کر رہا تھا۔

کرنل ہاشم نے عمران کو واپس آکر بتا دیا تھا کہ اس کے ساتھی واقعی سیکرٹ ہارٹ میں پہنچ چکے ہیں اور وہاں وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ان کے ایک آدمی نے انہیں دشمنوں سے آزاد بھی کرا لیا ہے۔

عمران کی بھی چونکہ جولیا سے بات ہو چکی تھی اس لئے وہ بھی مطمئن تھا۔ کرنل ہاشم، عمران اور بلیک تھنڈر کو لے کر جزیرے کے ایک ساحل پر آ گیا تھا جہاں کرنل ہاشم کی کال پر پہلے ہی ایک ہیوی

لانچ موجود تھی۔ وہ لوگ جیسے ہی لانچ میں سوار ہوئے لانچ نہایت تیزی سے چل پڑی تھی اور اب سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی جزیرے کے کنارے کنارے چلی جا رہی تھی۔

"ہم لوگ جہاں جا رہے ہیں۔ کیا وہاں دشمنوں کی نظر نہیں ہو گی"۔ عمران نے کرنل ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہری سی بات ہے۔ وہ راستہ خود ان لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ وہاں حفاظت کے لئے ان کے مسلح آدمی تو ضرور ہوں گے"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

"اوہ، تب کیا ہم ان کی نظروں میں نہیں آ جائیں گے اور کیا وہ لوگ ہمیں آسانی سے اس سپیشل پوائنٹ تک پہنچنے دیں گے"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"عمران صاحب، ہم نے جنگل کا نہایت عقلمندی سے احاطہ کیا ہوا ہے۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم نے اس سپیشل پوائنٹ کے بارے میں نہ سوچا ہو۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہاں مسلح آدمی ضرور موجود ہیں مگر وہ دشمنوں کے نہیں ہمارے آدمی ہیں"۔ کرنل ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب، کرنل ہاشم آپ کی ذہانت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ جس ملک میں آپ جیسے ذہین اور محب الوطن لوگ ہوں اس ملک کو دشمن ملک آسانی سے ہضم کر جائے یہ ہو ہی نہیں سکتا"۔ عمران نے کرنل ہاشم کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو کرنل ہاشم

کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"شکریہ عمران صاحب، آپ کے یہ تعریفی الفاظ میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہے۔ آپ نے اپنے ملک کے لئے جو کچھ کیا ہے اس کے مقابلے میں تو میں ابھی طفل مکتب ہی ہوں"۔ کرنل ہاشم نے انکساری سے کہا۔

"یہ آپ کا حسن ظن ہے کرنل صاحب ورنہ میں کیا اور میری اوقات کیا"۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو کرنل ہاشم بے اختیار ہنس پڑا۔

"خیر یہ تو نہ کہیں۔ میں واقعی دل سے آپ کی قدر کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے کارناموں کی تفصیل پڑھ رکھی ہے۔ جس کے مقابلے میں میری کوشش تو بہرحال بے حد چھوٹی ہے"۔ کرنل ہاشم نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

لانچ تیزی سے مسلسل آگے بڑھتی رہی۔ پھر عمران نے ایک بڑی چٹان پر دو نقاب پوش دیکھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کرنل ہاشم نے بھی ان کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے ان مسلح آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر وی کا نشان بنایا تو عمران نے ان مسلح آدمیوں کو بھی جواباً وی کا نشان بناتے دیکھا۔

لانچ کا انجن بند کر دیا گیا تھا اور لانچ اب اسی چٹان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جس پر وہ دو مسلح افراد موجود تھے۔ کچھ ہی دیر بعد لانچ اس چٹان کے قریب جا کر رک گئی تو ان مسلح آدمیوں نے کرنل ہاشم کو

فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کیا رپورٹ ہے زیرو سکس"۔ کرنل ہاشم نے لانچ سے چھلانگ لگا کر اس چٹان پر آتے ہوئے ایک نقاب پوش سے کہا۔ عمران اور بلیک پینتھر بھی لانچ سے نکل کر چٹان پر آ گئے تھے۔

"سر"۔ اس نقاب پوش نے عمران اور بلیک پینتھر کو دیکھ کر جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ، بے فکر رہو۔ یہ اپنے ہی آدمی ہیں"۔ کرنل ہاشم نے اس کی جھجک سمجھ کر جلدی سے کہا۔

"اوکے سر۔ راستہ ابھی تک نہیں کھلا۔ میں نے زیرو ایٹ اور زیرو نائن کی ڈیوٹی وہاں لگا رکھی ہے۔ جیسے ہی راستہ کھلے گا وہ ہمیں کاشن دے دیں گے"۔ زیرو سکس نے کہا۔

"اوہ، ایک گھنٹہ ہو رہا ہے۔ انہیں اب تک باہر آ جانا چاہئے تھا"۔ کرنل ہاشم نے اپنی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ سپیشل وے ہے کس طرف"۔ عمران نے پوچھا۔

"کیا آپ دیکھنا چاہتے ہیں"۔ کرنل ہاشم نے عمران کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"ہاں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے زیرو سکس۔ ہمیں اس سپیشل وے کی طرف لے چلو"۔ کرنل ہاشم نے کہا تو اس نقاب پوش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ مڑا اور پھر وہ سب چٹانیں پھلانگتے ہوئے سمندر کے کنارے کنارے

آگے بڑھنے لگے۔ ایک جگہ ایک بڑی سی مسطح چٹان تھی۔ جس کے سامنے ایک بڑا گول پتھر پڑا ہوا تھا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ کوئی موونگ سٹون ہے جس سے کسی سرنگ کو بند کیا گیا ہے۔

"یہ ہے وہ راستہ جہاں سے زیرو نو آپ کے ساتھیوں کو لے کر باہر آئے گا"۔ کرنل ہاشم نے عمران کو بتاتے ہوئے کہا۔ عمران غور سے اس گول پتھر کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں اس گول پتھر کے اردگرد پھسل رہی تھیں۔ وہ شاید اس پتھر کو سرنگ کے دہانے سے ہٹانے کے میکنزم کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہونہہ۔ اس راستے کو باہر سے کھولنے کا تو کوئی فنکشن نظر نہیں آ رہا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس پتھر کو اندر موجود ایک میکنزم سے ہی ہٹایا جا سکتا ہے۔ باہر اس کو کھولنے کا کوئی سسٹم نہیں ہے"۔ کرنل ہاشم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ عمران آگے بڑھا اور اس گول پتھر کی سائیڈوں میں موجود جھریوں سے اندر جھانکنے لگا۔

"مجھے لگتا ہے۔ میرے ساتھیوں کو اندر ٹریپ کر لیا گیا ہے"۔ عمران نے اچانک سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل ہاشم بری طرح سے چونک اٹھا تھا۔

"اوہ۔ یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں عمران صاحب۔ زیرو ٹو نے بتایا تھا کہ آپ کے ساتھی محفوظ ہیں۔ پھر انہیں ٹریپ کیسے کیا جا سکتا ہے"۔ کرنل ہاشم نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے جھریوں سے سرنگ میں جھانک کر دیکھا ہے۔ اندر ہلکے نیلے اور سبز رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ گو روشنی بے حد مدہم ہے مگر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ میگنو فائیو ریز کی روشنی ہے۔ نیلی روشنی میں میرے ساتھیوں کو سرنگ میں مارک کر کے سبز رنگ کی روشنی جو اصل میں الیسکو ریز ہوتی ہے اس سے ان سب کو بے ہوش اور ان کے جسمانی نظام کو مفلوج کر دیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو کرنل ہاشم کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس سے جلدی جلدی زیرو نو سے رابطہ کرنے لگا مگر دوسری طرف سے کوئی رسپانس نہیں آ رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ عمران نے جو کہا ہے وہ درست تھا۔

"اوہ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ آپ کے ساتھی واقعی خطرے میں ہیں"۔ کرنل ہاشم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب ہمیں اندر جانا ہی ہو گا ورنہ وہ سب بے موت مارے جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"اندر۔ مگر ہم اندر کیسے جا سکتے ہیں۔ یہ راستہ تو بند ہے اور اسے باہر سے کھولنا ناممکن ہے"۔ زیرو سکس نے جلدی سے کہا۔

"اب کسی طرح تو اس راستے کو کھولنا ہی ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"مگر کیسے۔ اوہ کہیں آپ اس پتھر کو کسی بم سے اڑانے کا تو نہیں سوچ رہے"۔ کرنل ہاشم نے چونک کر کہا۔

"لیکن سر اگر یہاں دھماکہ کیا گیا تو جنگل میں موجود مسلح دہشت

گرد لامحالہ اس طرف آجائیں گے اور پھر"۔ زیرو سکس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ تو کرنل ہاشم عمران کی جانب دیکھنے لگا جیسے وہ زیرو سکس کی تائید کر رہا ہو۔

"بلیک پینتھر"۔ عمران نے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"۔ کیپٹن حمزہ نے جلدی سے کہا۔

"اس راستے کو بغیر دھماکہ کئے کھولو"۔ عمران نے کہا تو کرنل ہاشم اور اس کے ساتھی حیرت بھری نظروں سے عمران اور بلیک پینتھر کو دیکھنے لگے۔ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ اتنے بڑے پتھر کو بغیر دھماکہ کئے سرنگ کے دہانے سے کیسے ہٹایا جا سکتا ہے۔

"یس پرنس"۔ کیپٹن حمزہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔اس مشین پسٹل کے آگے سائیلنسر فٹ تھا۔ کیپٹن حمزہ نے آگے بڑھ کر گول پتھر کو غور سے دیکھا اور پھر اس کی نظریں پتھر کے ایک حصے پر جم گئیں اور پھر کیپٹن حمزہ نے اس جگہ فائرنگ شروع کر دی۔ "ٹھک ٹھک" کی ہلکی آواز کے ساتھ ایک جگہ سے چٹانی پتھر ریزہ ریزہ ہو کر بکھرتا چلا گیا اور وہاں ایک چھوٹا سا سوراخ بن گیا۔ کرنل ہاشم اور اس کے نقاب پوش ساتھی حیرت سے اس سوراخ کو دیکھ رہے تھے کہ وہ اس چھوٹے سے سوراخ سے کیا کرنا چاہتا ہے۔ کیپٹن حمزہ نے مشین پسٹل دوبارہ جیب میں رکھا اور اس گول پتھر پر چڑھ گیا۔ پتھر پر چڑھ کر اس نے اس سوراخ میں ہاتھ

ڈال دیا جو اس نے مشین پسٹل سے بنایا تھا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اندر دیوار پر باقاعدہ ہاتھ مار رہا ہو۔ پھر اس نے تیزی سے سوراخ سے ہاتھ نکالا اور پتھر سے کود کر نیچے آگیا۔اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور گول پتھر کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا اور وہاں ایک سرنگ کا دہانہ نمودار ہو گیا۔ پتھر کو اس طرح اٹھتے اور سرنگ کا دہانہ کھلتے دیکھ کر کرنل ہاشم اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے تھے ۔وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس طرح بھی اس راستے کو کھولا جا سکتا ہے۔

کیپٹن حمزہ کو ملٹری انٹیلی جنس میں ایسے کاموں کی خصوصی ٹریننگ دی گئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ غاروں اور سرنگوں کو مصنوعی طریقے سے بند کرنے کے لئے کونسا میکنزم استعمال کیا جاتا ہے اور ان راستوں کو کھولنے یا بند کرنے کے لئے اس کا کنٹرولنگ سوئچ کس جگہ لگا ہوتا ہے۔ کیپٹن حمزہ نے چٹان کے گرد اسی جگہ فائرنگ کر کے ہول بنایا تھا جہاں اس کے آئیڈیئے کے مطابق کنٹرولنگ سوئچ ہونا چاہئے تھا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ تھوڑی سی کوشش سے اس کا ہاتھ اس سوئچ تک پہنچ گیا تھا جس سے اس پتھر کو وہاں سے ہٹایا جا سکتا تھا۔ سوئچ آن کرتے ہی وہ پتھر سے نیچے آگیا تھا۔

"یہ، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا یہ جانتا تھا کہ اس پتھر کو دہانے سے ہٹانے کا کنٹرولر سوئچ کہاں ہے"۔ کرنل ہاشم نے حیرت بھری نظروں سے بلیک پینتھر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو پھر اس نے یہ راستہ کیسے کھول لیا ہے"۔ کرنل ہاشم نے جلدی سے پوچھا۔

"آپ نے علی بابا چالیس چوروں کی کہانی سنی ہے"۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"علی بابا چالیس چوروں کی کہانی۔ کیا مطلب۔ کون ہیں یہ علی بابا۔ کیا آپ کے بڑے بھائی ہیں"۔ کرنل ہاشم نے چونک کر پوچھا۔

"آپ نے شاید میرے نام علی عمران کی نسبت سے علی بابا کو میرا بھائی بنا دیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ نام تو ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے میں نے کہہ دیا۔ کیا ایسا نہیں ہے اور وہ چالیس چور۔ میں آپ کا مطلب سمجھا نہیں"۔ کرنل ہاشم نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پرانے دور میں چوروں کا ایک گروہ ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے اپنی دولت چھپانے کے لئے ایک غار کو اسی طرح ایک بڑے پتھر سے بند کر رکھا تھا۔ وہ اس پتھر کو غار سے ہٹانے کے لئے "کھل جا سم سم" کا ایک منتر پڑھتے تھے۔ ان کے اس "کھل جا سم سم" کے منتر کے بارے میں علی بابا نامی ایک شخص نے جان لیا تھا۔ اس منتر کو استعمال کر کے وہ ان چوروں کی ساری دولت لے اڑا تھا۔ اصل میں میرا ساتھی بھی انہی کا ساتھی ہے۔ اسے بھی "کھل جا سم سم" کا منتر آتا ہے اس نے پتھر کے قریب سوراخ کر کے پتھر کے کان میں "کھل جا سم

سم" کا منتر پڑھا تھا جس کی وجہ سے اس سرنگ کا راستہ کھل گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر کیپٹن حمزہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی۔

"اوہ، کیا یہ ان چوروں کا ساتھی ہے"۔ کرنل ہاشم نے چونک کر کہا۔

"نہیں علی بابا کا۔ علی بابا کو تو مرے ہوئے زمانے بیت چکے ہیں۔ مگر اس کا "کھل جا سم سم" کا منتر ان لوگوں میں پیڑھی در پیڑھی چلا آرہا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے میرے ساتھی کا علی بابا کی دو ہزار آٹھ سو چالیسویں پیڑھی سے تعلق ہے"۔ عمران نے کہا تو کیپٹن حمزہ کو اپنے پیٹ میں مچلتا ہوا قہقہہ دبانا مشکل ہو گیا۔ اسے اس بات کی بھی خوشی ہو رہی تھی کہ عمران ایک بار پھر اپنے رنگ میں لوٹ آیا ہے ورنہ جب سے اس نے جوزف کی ابتر حالت دیکھی تھی وہ عمران کو مسلسل پریشان اور سنجیدہ ہی دیکھ رہا تھا۔

"اوہ، تو یہ بات ہے"۔ کرنل ہاشم نے یوں سرہلایا جیسے وہ سمجھ گیا کہ عمران اس سے مذاق کر رہا ہے۔

"نہیں، اوہ وہ بات ہے"۔ عمران نے کرنل ہاشم کے انداز میں کہا تو کرنل ہاشم بے اختیار ہنس پڑا۔

"سر، انہوں نے راستہ تو کھول لیا ہے۔ مگر سرنگ میں ہر طرف بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں جن پر فولادی چادر سیکرٹ ہارٹ کے کنٹرول روم سے ہی چڑھائی جا سکتی ہیں۔ ویسے ہی سرنگ میں داخل

ہونا انتہائی خطرناک ہوگا"۔ زیرو سکس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" بارودی سرنگیں۔ ارے باپ رے۔ میں نے سنا ہے کہ بارودی سرنگوں میں سے اگر کسی پر غلطی سے بھی پیر رکھ دیا جائے تو وہ ایک دھماکے سے پھٹ پڑتی ہیں اور ان کے پھٹتے ہی انسانی جسم کے بھی سینکڑوں ٹکڑے ہو جاتے ہیں"۔ عمران نے بوکھلا کر کہا۔

" عمران صاحب پلیز، یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔ اندر واقعی بے شمار بارودی سرنگیں ہیں جو ہماری اطلاع کے مطابق کم از کم بیس فٹ کے فاصلے تک بچھی ہوئی ہیں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

" ارے، ارے آپ کیوں گھبرا رہے ہیں کرنل صاحب۔ ہمارے ساتھ یہ علی بابا کا چہیتا بھتیجا ہے ناں۔ اس کے ہوتے ہوئے بھلا بارودی سرنگوں کی کیا مجال جو پھٹ جائیں"۔ عمران نے کیپٹن حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" تو کیا یہ بارودی سرنگوں کو بھی ہٹانے کے لئے اپنے باپ داداؤں کا کوئی منتر پڑھے گا"۔ اس بار کرنل ہاشم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کے کارناموں کے ساتھ ساتھ عمران کی طبیعت سے بھی اچھی طرح سے واقف تھا۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران جیسے انسان کو ڈیل کرنے کے لئے اس کے رنگ میں ہی رنگنا پڑے گا ورنہ عمران جیسا انسان اسے چٹکیوں میں اڑا سکتا تھا۔

" ہاں، اسی لئے تو میں اسے علی بابا کا پڑپوتا کہتا ہوں"۔ عمران نے جواباً مسکرا کر کہا تو کرنل ہاشم کے ساتھ کیپٹن حمزہ بھی ہنس پڑا جبکہ

کرنل ہاشم کے نقاب پوش ساتھی حیرت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کرنل ہاشم کو زندگی میں پہلی بار ہنستے دیکھ رہے ہوں۔

" تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ اپنے علی بابا کے پڑپوتے سے کہیں کہ یہ سرنگ سے بارودی سرنگیں ہٹا دے تاکہ ہم اندر جا سکیں"۔ کرنل ہاشم نے ہنستے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بھی ہنس دیا۔

" کیوں پڑپوتے میاں۔ کیا کہتے ہو"۔ عمران نے مسکرا کر کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جو آپ کا حکم پرنس"۔ کیپٹن حمزہ نے جواباً مسکرا کر کہا۔

" تو ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ جاؤ اور جا کر ان بارودی سرنگوں کو سمجھا دو کہ خبردار وہ ہمارے سامنے پھٹنے کی جرأت نہ کریں۔ ورنہ ہم ان کا کوٹ پتلون مارشل کر دیں گے"۔ عمران نے پرانے زمانے کے کسی بادشاہ کا لب و لہجہ اختیار کرتے ہوئے دبنگ لہجے میں کہا اور کوٹ پتلون مارشل پر کرنل ہاشم کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔ کیپٹن حمزہ بھی ہنستا ہوا سرنگ کی طرف بڑھا اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں سرنگ میں داخل ہو گیا۔

" عمران صاحب، مذاق ایک طرف رہا۔ آپ کا ساتھی آخر ان بارودی سرنگوں کو ہٹانے کا کیا طریق کار اختیار کرے گا۔ وہاں نجانے کس قدر بارودی سرنگیں ہوں"۔ کرنل ہاشم نے سنجیدہ ہوتے ہوئے

کہا۔

"آپ کے خیال میں اسے کیا کرنا چاہیئے"۔ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا کرنل ہاشم سے پوچھا۔

"وہاں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بارودی سرنگیں ہوں گی جن کو ٹریس کرنے اور انہیں زمین سے نکالنے کے لئے بے شمار آدمی اور بے شمار آلات کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ میرے خیال میں ان بارودی سرنگوں سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہو سکتا ہے کہ ان پر فولادی چادریں چڑھا دی جائیں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

"گڈ۔ آپ واقعی ذہین ہیں کرنل ہاشم۔ بلیک پینتھر ایسا ہی کرے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، مگر کیسے۔ وہ فولادی چادریں ان بارودی سرنگوں پر کیسے چڑھا سکتا ہے جبکہ اس کا فنکشن ہیڈ کوارٹر کے اندر ہے"۔ کرنل ہاشم نے حیران ہو کر کہا۔

"فولادی چادریں ایک رول کی صورت میں زمین کے اندر ہوں گی جن کو باہر نکل کر زمین پر پھیلنے کے لئے یقیناً زمین میں رخنہ ہو گا۔ اس کے آگے ہی بارودی سرنگوں کا وجود ہو سکتا ہے اور زمین پر جس طرح فولادی چادریں پھیلتی ہوں گی ان کو موو کرنے کے لئے یقیناً سرنگ کی دیواروں کی سائیڈوں میں گرلیں لگی ہوں گی اور آپ کی اطلاع کے لئے ان گرلوں پر فولادی چادروں کو چلانے اور زمین پر پھیلانے کے لئے جو وائرنگ کی ہو گی اس کا جوائنٹ لازمی طور پر اس

سوئچ کے ساتھ جوڑا گیا ہو گا جس سے سرنگ کے دہانے سے پتھر کو ہٹایا جاتا ہے۔ بلیک پینتھر اس سوئچ کو توڑ کر ان تاروں کو تلاش کرے گا جن کا کنکشن فولادی چادروں سے ہو گا۔ وہ ان تاروں کو آپس میں جوڑ دے گا۔ کراسنگ ہوتے ہی الیکٹرک رو اس مشین تک پہنچ جائے گی جس سے فولادی چادریں موو ہوتی ہیں۔ اس طرح فولادی چادریں زمین پر پھیل جائیں گی اور ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ آسانی سے مل جائے گا"۔ عمران نے کرنل ہاشم کو بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ واقعی۔ واقعی اس طرح آسانی سے ان فولادی چادروں کو موو کر کے زمین پر پھیلایا جا سکتا ہے۔ گڈ عمران صاحب۔ آپ کی طرح آپ کے ساتھی بھی بے حد ذہین ہیں۔ میں نے ٹھیک کہا تھا آپ لوگوں کے مقابلے میں میں طفل مکتب ہی ہوں"۔ کرنل ہاشم نے اچھلتے ہوئے انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھی بھی عمران کی جانب تعریفانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے جس نے سیدھے سادے اور نہایت آسان طریقے سے انہیں بارودی سرنگوں سے بچنے کا طریقہ بتا دیا تھا۔ چند لمحوں بعد بلیک پینتھر سرنگ سے باہر آ گیا۔

"میں نے زمین پر فولادی چادریں پھیلا دی ہیں پرنس۔ اب ہمیں ان بارودی سرنگوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ بلیک پینتھر نے کہا۔ اس نے واقعی عمران کے کہنے کے مطابق بالکل ویسا ہی کیا تھا۔ کرنل ہاشم اور اس کے ساتھی بلیک پینتھر کو بھی تعریفی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"گڈ۔ اب رہ گیا میگنو فائیو ریز اور الیکو ریز کا مسئلہ تو ان سے بچنے کی کوشش میں کر لیتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب، ہم سات افراد ہیں۔ دو لانچ کے آدمی، دو زیرو سکس اور زیرو سیون، ایک میں، ایک آپ اور ایک آپ کا ساتھی۔ کیا ہم ساتوں اندر کی سچوئیشن ہینڈل کر لیں گے یا میں کال کر کے اپنے اور آدمیوں کو بلالوں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

"اوہ نہیں، کسی کو کال مت کریں۔ بلکہ آپ لوگ بھی یہیں رکیں۔ اندر میں اور میرا ساتھی جائے گا۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ کی صورت میں معاملہ خراب بھی ہو سکتا ہے۔ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے پاس بی فائیو ٹرانسمیٹر ہیں۔ اپنے ایک ساتھی کا ایک ٹرانسمیٹر مجھے دے دیں۔ اگر اندر کوئی خطرہ ہوا تو میں کم از کم آپ لوگوں سے اپنی مدد کی امید تو رکھ سکوں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ دونوں اندر جائیں اور میں یہاں کھڑا رہوں۔ نہیں عمران صاحب، میں آپ کو اکیلا نہیں جانے دوں گا"۔ کرنل ہاشم نے جلدی سے کہا۔

"ارے میں اکیلا کہاں ہوں۔ میرے ساتھ علی بابا کا پڑپوتا بھی تو ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی، کم از کم میں آپ کے ساتھ ضرور چلوں گا۔ یہ لوگ یہیں رہیں گے۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں انہیں کاشن دے دوں گا پھر جو مناسب ہوا یہ کارروائی کر لیں گے"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کرنل ہیں اور کرنل جیسے آدمی کے سامنے بھلا یہ بندہ ناداں دم کیسے مار سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو کرنل ہاشم بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کے کہنے پر لانچ سے تین مشین گنیں نکال لی گئیں۔ یہ مشین گنیں کرنل ہاشم کسی ممکنہ خطرے کے پیش نظر ساتھ لے آیا تھا۔ انہوں نے ایک ایک مشین گن ہاتھ میں لی اور پھر وہ تینوں سرنگ میں داخل ہو گئے۔

سیکرٹ سروس کے ممبر اور کیپٹن طیب بلیک روم میں ستونوں کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ۔ وہ سب کے سب بے ہوش تھے ۔

پنڈت نارائن اور کرنل اوگارو اپنے بیس مسلح ساتھیوں کے ساتھ سرنگ میں اس جگہ پہنچا جہاں ایک دوسری سرنگ میں سیکرٹ سروس کے ممبران اور کیپٹن طیب مڑے تڑے انداز میں گرے پڑے تھے ۔ خفیہ سرنگ میں بے پناہ اسلحہ اور گولہ بارود دیکھ کر پنڈت نارائن اور کرنل اوگارو کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ وہاں اس قدر اسلحہ موجود تھا جس سے ایک بڑی فوج کا آسانی سے مقابلہ کیا جا سکتا تھا۔

کیپٹن طیب کو بھی وہاں دیکھ کر کرنل اوگارو حیران رہ گیا تھا کیونکہ اس نے اس کے ایک ایسے ساتھی کا میک اپ کر رکھا تھا جسے ہیڈ کوارٹر کی تقریباً تمام معلومات حاصل تھیں۔

پنڈت نارائن، سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بے ہوشی کی ہی حالت میں ختم کر دینا چاہتا تھا۔ مگر کرنل اوگارو نے اسے ان لوگوں پر فائرنگ کرنے سے روک دیا تھا۔

کیونکہ ایسکو ریز کے اثرات وہاں بھی موجود تھے اور ایسکو ریز کی موجودگی میں فائرنگ سے خوفناک دھماکے پیدا ہو سکتے تھے۔ چونکہ وہاں خوفناک اور حساس اسلحہ موجود تھا جو ایسکو ریز کے دھماکوں سے بلاسٹ بھی ہو سکتا تھا۔ گو ایسکو ریز کے اثرات بہت کم وقت میں تحلیل ہو جاتے تھے مگر کرنل اوگارو کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ دوسرے کرنل اوگارو، کیپٹن طیب سے جو مارشل کے میک اپ میں تھا کے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے بھی پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ایجنٹ سائی گان آئی لینڈ مشن پر جانے کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کی تباہی و بربادی کے لئے آئے ہوں۔

ان ایجنٹوں کو زندہ چھوڑنے پر پنڈت نارائن کو بے حد غصہ آ رہا تھا مگر کرنل اوگارو کو وہ ناراض نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی تھی۔

کرنل اوگارو نے مسلح افراد کو ان پر کڑی نظر رکھنے کا حکم دیا تھا تاکہ پھر کوئی ان کی مدد کو نہ آ سکے۔ وہ جانتا تھا کہ اس نے ان ایجنٹوں کو ایسکو ریز سے بے ہوش کیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کم از کم چار گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے تھے اور نہ ہی انہیں کسی طرح

سے ہوش دلایا جا سکتا تھا اس لئے وہ پنڈت نارائن کے ساتھ اپنے سپیشل سٹنگ روم میں آگیا تھا۔ اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور وہ کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔

"اف، اتنی بڑی پلاننگ۔ اتنا بڑا دھوکہ۔ میں تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ لوگ اس حد تک تیز ہوں گے۔ ہم یہاں اس سارے جزیرے پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنائے بیٹھے ہیں اور یہ لوگ۔ یہ لوگ الٹا ہمیں ہی ختم کرنے کی پلاننگ کر رہے تھے"۔ کرنل اوگارو نے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"مگر ان لوگوں کو سپیشل وے کا علم کیسے ہوا ہو گا۔ وہاں موجود اسلحے کو دیکھ کر ایسے لگتا ہے جیسے اس راستے پر تم لوگوں سے زیادہ ان لوگوں کا کنٹرول ہے۔ ظاہر ہے اس قدر اسلحہ ایک دو آدمیوں نے تو یہاں پہنچایا نہیں ہو گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہاں، صاف لگ رہا ہے کہ ہم لوگوں میں ان لوگوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے جو ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے"۔ کرنل اوگارو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں اس قدر اسلحہ موجود ہو اور ان کے آدمیوں کی تعداد بھی زیادہ ہو۔ اس کے باوجود ان لوگوں نے تمہارے خلاف کارروائی نہیں کی تھی۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے۔ یہ لوگ چاہتے تو آسانی سے تم سب کا خاتمہ کر کے اس ہیڈ کوارٹر اور جنگل پر قبضہ کر سکتے تھے پھر انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ کیا یہ لوگ کسی خاص وقت کا انتظار کر رہے تھے"۔ پنڈت نارائن نے مسلسل سوچتے ہوئے کہا۔

"لگتا تو یہی ہے۔ بہر حال ان کا آدمی ہاتھ آگیا ہے۔ میں اس کی بوٹی بوٹی الگ کر کے اس سے اگلوا لوں گا کہ ان لوگوں کی پلاننگ کیا ہے اور اس کے کتنے ساتھی ہم لوگوں میں شامل ہیں"۔ کرنل اوگارو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے وہ تمہیں آسانی سے سب کچھ بتا دے گا"۔ پنڈت نارائن نے سر جھٹک کر کہا۔

"بتائے گا، اس کا باپ بھی بتائے گا۔ تم کرنل اوگارو کو نہیں جانتے پنڈت نارائن۔ کرنل اوگارو کے سامنے پتھر بھی بول پڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں"۔ کرنل اوگارو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں کرنل اوگارو ایسے لوگ بے حد تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ اس کا تم ریشہ ریشہ بھی الگ الگ کر لو گے تو وہ تمہیں کچھ نہیں بتائے گا۔ ایسے لوگوں کی زبان کھلوانا آسان نہیں ہوتا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہونہہ، ایک تو میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ اوپر سے تم بھی ایسی باتیں کر کے میرا خون جلا رہے ہو۔ آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ کرنل اوگارو نے ناگوار انداز میں کہا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس پر تشدد کرنے کی بجائے پی او آر مشین سے اس کے ذہن کی سکیننگ کراؤ۔ پی او آر سکیننگ مشین سے تم اس کے شعور اور لاشعور کو بھی کھنگال سکتے ہو۔ اس سے ایک

تو وقت بچے گا دوسرے ساری حقیقت بھی تمہارے سامنے کھل جائے گی"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"بی او آر سکیننگ مشین۔ اوہ مگر یہاں ہمارے پاس اس مشین کی سہولت موجود نہیں ہے۔ اس مشین کو تو مجھے سپیشلی جزیرہ جاڈیا سے منگوانا پڑے گا اور اس کے لئے کافی وقت لگ جائے گا"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"اوہ، یہ تو ہے۔ تو پھر ایسا کرو۔ اس کو کسی ڈرم میں بند کر کے اس ڈرم پر زور زور سے ہتھوڑے مارو۔ ہتھوڑے کی زوردار ضرب اور خوفناک گونج سے اس کا دل و دماغ ماؤف ہو جائے گا اور اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو جائے گی۔ پھر اس کی کلائیوں اور اس کے پیروں کی مخصوص رگیں کاٹ دینا۔ اس کے جسم سے خون کا اخراج ہو گا تو اس کا جسمانی نظام بھی معطل ہو جائے گا۔ اس حالت میں اگر اس کی گردن کے پچھلے حصے پر مخصوص ضربیں لگائی جائیں تو وہ اس قدر خوفناک عذاب میں مبتلا ہو جائے گا کہ لاشعور میں آ کر سب کچھ بتا دے گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اوہ، ویری گڈ۔ یہ واقعی نیا آئیڈیا ہے۔ ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا"۔ کرنل اوگارو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ عمل تم نے اس کالی بھیڑ پر کرنا ہے۔ باقی وہ پاکیشیائی ایجنٹ تمہارے لئے بے کار ہیں اور اب ان ایجنٹوں کو زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اوہ، تو تم ان ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے اس قدر بے تاب ہو رہے ہو"۔ کرنل اوگارو نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کرنل اوگارو، اگر تم نے مجھے نہ روکا ہوتا تو میں نے تو انہیں سرنگ میں اسی وقت گولیوں سے چھلنی کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"بے ہوش افراد پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کرنے میں کیا مزہ آئے گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ انہیں ہوش میں آلینے دو۔ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئیں تم بے شک انہیں ہلاک کر دینا۔ اصل میں مجھے انسانوں کی دردناک اور اذیتناک چیخیں سن کر دلی راحت ہوتی ہے۔ میں کالی بھیڑ کے ساتھ ان ایجنٹوں کی بھی دردناک چیخیں سننا چاہتا ہوں"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسے ہی سہی"۔ پنڈت نارائن نے کرنل اوگارو کی شدت پسندی کو محسوس کرتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔ اسی لمحے کمرے میں تیز سیٹی کی آواز ابھری تو کرنل اوگارو چونک پڑا۔ وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا جو اس کمرے کی شمالی دیوار کے پاس موجود تھی۔

کرنل اوگارو نے ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو الماری کے پٹ کھل گئے۔ کرنل اوگارو نے الماری کے ایک خفیہ خانے سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا اور اسے لئے ہوئے واپس پنڈت نارائن کے پاس آ

گیا۔ ٹرانسمیٹر جدید اور وسیع حیطہ عمل کا معلوم ہو رہا تھا۔ سیٹی کی آواز اس میں سے نکل رہی تھی۔ کرنل اوگارو نے ایک بٹن پریس کیا تو دوسری طرف سے کسی کی تیز اور بھاری آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو۔ جنرل کیانگ کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"۔

"یس کرنل اوگارو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ کرنل اوگارو نے مؤدبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل اوگارو، تم کہاں ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جنرل کیانگ کی کرخت آواز سنائی دی۔

"میں اس وقت آئی ایل ایم میں ہوں سر۔ حکم۔ اوور"۔ کرنل اوگارو نے جزیرہ مگوڈیا کا مخفف بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تم وہاں کیا کر رہے ہو۔ فوراً واپس آؤ تمہیں فوری طور پر سائی گان آئی لینڈ بھیجنا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سائی گان آئی لینڈ کا نام سن کر نہ صرف کرنل اوگارو بلکہ پنڈت نارائن بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

"سائی گان آئی لینڈ۔ میں سمجھا نہیں سر۔ اوور"۔ کرنل اوگارو نے حیران ہو کر پنڈت نارائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل تم جانتے ہو ایکریمیا کی تمام تر سپلائی جزیرہ جاڈیا سے ہی سائی گان آئی لینڈ ڈیلیور کی جاتی ہے اور یہ تمام سپلائی ہم سپیشل آبدوزوں کے ذریعے وہاں لے جاتے ہیں۔ جس کا انچارج جوشان تھا۔ کرنل جوشان کل صبح کار کے ایک حادثے میں بری طرح سے زخمی ہو

یا تھا۔ وہ اس وقت ہسپتال میں پڑا ہے۔ ایکریمیا سے ایک سپیشل سپلائی آئی ہے جسے ہم نے فوری طور پر سائی گان آئی لینڈ پہنچانا ہے۔ رنل جوشان کی جگہ میں تمہیں انچارج بنا کر وہاں بھیجنا چاہتا ہوں۔ ہاں اس وقت ہاٹ سٹون کا چیف کرنل ڈیگارٹو بھی موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے میں کسی اور پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے م فوراً آجاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جنرل کیانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں پہنچ جاتا ہوں۔ مگر مجھے آنے میں دو تین گھنٹے تو ب ہی جائیں گے۔ اوور"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ تمہارا سپلائی کے ساتھ جانا ضروری ہے۔ تم آ اؤ۔ اوور"۔ جنرل کیانگ نے کہا۔

"اوکے سر۔ اوور"۔ کرنل اوگارو نے کہا تو دوسری طرف سے اوور ینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

"تو سائی گان آئی لینڈ کی سپلائی تمہارے ملک سے ہوتی ہے"۔ ڈت نارائن نے اسے ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں، ایکریمیا ہمارا دوست ملک ہے۔ سائی گان آئی لینڈ میں ان ے آدمیوں کا کھانے پینے کا سامان اور دوسری تمام اشیاء ہمارے ملک ں ہی لائی جاتی ہیں۔ پھر ہم انہیں سپیشل تیز رفتار آبدوز میں سائی ن آئی لینڈ لے جاتے ہیں"۔ کرنل اوگارو نے اثبات میں سر ہلاتے ے کہا۔

"جنرل بتا رہا تھا کہ سائی گان آئی لینڈ میں ہاٹ سٹون کا چیف

کرنل ڈیگارتو موجود نہیں ہے۔ وہ کہاں گیا ہوگا اور اس کی جگہ تم سپلائی کسے ہینڈ اوور کروگے"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"پتہ نہیں، یہ تو وہاں جا کر ہی معلوم ہوگا اور کرنل ڈیگارتو ایکریمیا کے سوا اور کہاں جا سکتا ہے۔ اس کی بیوی کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہے وہ اکثر اس کی خبر گیری کے لئے جاتا رہتا ہے"۔ کرنل اوگارو نے جواب دیا۔

"تو کیا پہلے وہ جزیرہ جاڈیا میں آتا ہے اور وہاں سے ایکریمیا جاتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں، ان لوگوں کو پہلے جاڈیا آنا پڑتا ہے۔ وہاں سے وہ اپنی کلیرنس کرا کر آتے جاتے ہیں"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارے سائنسدان اور ٹاپ میزائلوں کے پارٹس بھی پہلے جزیرہ جاڈیا لائے گئے ہوں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ پہلے کافرستان کے سائنسدان وہاں گئے تھے۔ ہم نے انہیں بحفاظت سائی گان آئی لینڈ پہنچا دیا تھا۔ ٹاپ میزائل البتہ پارٹس کی صورت میں پہنچ رہے تھے۔ ہم انہیں بھی وہیں پہنچا رہے تھے۔ میرے خیال میں یہ انہی ٹاپ میزائل کی آخری سپلائی ہے جو تمہیں سائی گان آئی لینڈ پہنچانی ہے"۔

"اوہ، آئی سی"۔ پنڈت نارائن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک کیپٹن ماروگ نے رابطہ نہیں کیا۔ پتہ نہیں کرنل ہاشم اس کے قابو آیا ہوگا یا نہیں"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"آجائے گا۔ اسے ابھی یہاں سے گئے ہوئے کتنی دیر ہوئی ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد وہ اٹھے اور دوبارہ بلیک روم میں آگئے جہاں سیکرٹ سروس کے ممبر بندھے ہوئے تھے وہ بدستور بے ہوش تھے۔

"کسی کو ہوش نہیں آیا اب تک"۔ کرنل اوگارو نے ایک مسلح شخص سے پوچھا۔

"نو سر"۔ اس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کہیں ان کی بے ہوشی طوالت نہ پکڑ جائے۔ ماگروا سے ایم ایم تھرٹی کا انجکشن لگاؤ"۔ کرنل اوگارو نے پہلے بڑبڑاتے ہوئے اور پھر ایک شخص سے کہا تو وہ شخص اثبات میں سر ہلا کر کمرے کی ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں لوہے کی دو الماریاں موجود تھیں۔ اس شخص نے ایک الماری سے انجکشن اور ایک سرنج نکالی اور اسے لے کر واپس آگیا۔ کرنل اوگارو نے کیپٹن طیب کو انجکشن لگانے کا اشارہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے کیپٹن طیب کو انجکشن لگایا اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد کیپٹن طیب کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ خود کو بلیک روم میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں کے ساتھ زنجیروں میں بندھا دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑا۔ کرنل

اوگارو، پنڈت نارائن اور بیس مسلح آدمیوں کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اس کا رنگ بدلا پھر فوراً نارمل ہوتا چلا گیا۔

" کون ہو تم "۔ کرنل اوگارو نے اس کے قریب آ کر اسے غضبناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں "۔ کیپٹن طیب نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" معلوم نہیں، کیا مطلب۔ میں تمہارا نام پوچھ رہا ہوں "۔ کرنل اوگارو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" معلوم نہیں "۔ کیپٹن طیب نے اسی انداز میں جواب دیا تو کرنل اوگارو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

" تم یہاں کب سے ہو اور تم نے سرنگ میں اس قدر خوفناک اور تباہ کن اسلحہ کیوں جمع کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے یہاں اور کتنے ساتھی موجود ہیں اور وہ کون کون ہیں "۔ کرنل اوگارو نے ایک ہی سانس میں اس سے کئی سوال کر ڈالے۔

" معلوم نہیں "۔ کیپٹن طیب نے رٹے رٹائے طوطے کی طرح کہا تو کرنل اوگارو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" تو تمہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ میں کون ہوں اور تم اس وقت کہاں ہو "۔ کرنل اوگارو نے غراتے ہوئے کہا۔

" ہاں، مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔ کون ہو تم اور یہ کون سی جگہ ہے "۔ کیپٹن طیب نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی کچھ

نہ جانتا ہو۔

" ہونہہ، تمہیں ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ ماگرو، ایک خالی ڈرم اور ایک ہتھوڑا لاؤ۔ جلدی "۔ کرنل اوگارو نے اس شخص سے مخاطب ہو کر کہا جس نے کیپٹن طیب کو انجکشن لگایا تھا۔

" یس سر "۔ ماگرو نے جواب دیا اور پھر وہ اپنے ساتھ تین آدمیوں کو لے کر باہر نکل گیا۔

" دیکھو نوجوان، اب بھی وقت ہے۔ مجھے اپنے بارے میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں اور اپنے ارادوں کے بارے میں سچ سچ بتا دو۔ ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی "۔ کرنل اوگارو نے کیپٹن طیب کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" کیا بتاؤں "۔ کیپٹن طیب نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے "۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

" معلوم نہیں "۔ کیپٹن طیب نے پہلے جیسے انداز میں جواب دیا تو کرنل اوگارو کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

" کرنل، کیوں خواہ مخواہ اپنا خون جلا رہے ہو۔ ڈرم آ لینے دو۔ یہ ڈرم کی خوفناک اذیت سے گزرے گا پھر دیکھنا کس طرح فر فر اس کی زبان چلتی ہے "۔ پنڈت نارائن نے کرنل اوگارو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تو اس کے لئے مجھے ڈرم کی سزا دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اپنی

زبان ویسے ہی فر فر چلالیتا ہوں"۔ فر فر فر۔ فر فر فر۔ فر فر فر"۔ کیپٹن طیب نے کہا اور وہ احمقوں کی طرح فر فر کی گردان کرنے لگا۔

" یو شٹ اپ باسٹرڈ۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ تم، تم"۔ کرنل اوگارو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر کیپٹن طیب کے منہ پر ایک زوردار مکا مار دیا۔ کیپٹن طیب کا منہ دوسری طرف گھوم گیا تھا اور اس کی باچھوں سے خون کی لکیریں بہہ نکلی تھیں۔

" بزدل چوہا"۔ کیپٹن طیب نے خون تھوکتے ہوئے نفرت سے کہا۔

" کیا کہا تم نے مجھے۔ کرنل اوگارو کو بزدل چوہا کہا۔ تت، تم۔ تم"۔ غصے اور نفرت سے کرنل اوگارو کا جسم کانپنے لگا تھا اور اس کا چہرہ یکلخت سیاہ ہو گیا تھا۔ اس نے یکلخت جھپٹ کر ایک مسلح شخص سے اس کی مشین گن چھین لی اور پھر اس نے مشین گن کا رخ کیپٹن طیب کی طرف کر کے اچانک ٹریگر دبا دیا لیکن اسی لمحے پنڈت نارائن نے آگے بڑھ کر اس کی مشین گن کی نال اونچی کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ چھت سے جا ٹکرائی تھی۔

" کیا کر رہے ہو کرنل"۔ پنڈت نارائن نے چیختے ہوئے کہا۔

" میں اسے جان سے مار دوں گا۔ میں اس کو چھلنی کر دوں گا۔ باسٹرڈ مجھے، کرنل اوگارو کو بزدل چوہا کہہ رہا ہے"۔ کرنل اوگارو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا جسم بری طرح سے کانپ رہا تھا۔

" یہی تو چاہتا ہے کہ تم اسے مار دو"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کرنل اوگارو چونک کر پنڈت نارائن کو دیکھنے لگا۔

" کیا، کیا کہا تم نے یہ یہی چاہتا ہے۔ کیا مطلب"۔ کرنل اوگارو نے حیران ہو کر کہا۔

" ہونہہ، تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ یہ جان بوجھ کر تمہیں غصہ دلا رہا ہے تاکہ تم غصے میں آکر اسے ہلاک کر دو اور یہ ڈرم کی سزا اور اپنے بارے میں تمہیں کچھ بتانے سے بچ جائے"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کرنل اوگارو کے اعصاب یکلخت ڈھیلے پڑ گئے۔

" اوہ، اوہ"۔ کرنل اوگارو کے منہ سے نکلا۔ پنڈت نارائن کی بات سن کر کیپٹن طیب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے جو اس بات کا ثبوت تھا کہ پنڈت نارائن نے جو کہا تھا وہ غلط نہیں تھا۔

" میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ یہ ایجنٹ ٹائپ افراد بے حد تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ کچھ بتانے کی بجائے یہ جان دینے میں فخر سمجھتے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کیپٹن طیب اس کی طرف تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

" اوہ، یہ کیا سمجھتا ہے میں بے وقوف ہوں۔ میں اسے اس آسانی سے مرنے دوں گا۔ نہیں، میں اس کا رواں رواں کھینچ لوں گا۔ اس کی بوٹی بوٹی الگ کر دوں گا۔ جب تک یہ مجھے کچھ بتائے گا نہیں میں اسے مرنے نہیں دوں گا"۔ کرنل اوگارو نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور کیپٹن طیب کے ہونٹوں پر بے اختیار زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔

اسی لمحے جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ خود کو دوبارہ زنجیروں میں بندھا دیکھ کر اور اپنے سامنے کرنل اوگارو اور پنڈت نارائن کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑی تھی۔ پنڈت نارائن کو دیکھ کر جولیا کی آنکھوں میں اس کے لئے بے پناہ نفرت ابھر آئی تھی۔ اسی لمحے باری باری صفدر اور دوسروں کو ہوش آتا چلا گیا۔

"تم پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہوش آگیا ہے۔ بہت خوب اب تم بھی اس شخص کا اپنی آنکھوں سے حشر دیکھنا۔ پھر میں تم سے پوچھوں گا کہ علی عمران کہاں ہے اور وہ تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں آیا"۔ پنڈت نارائن نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا یہ ایجنٹ بھی آسانی سے اس کی طرح کچھ بتانے کو تیار نہیں ہوں گے"۔ کرنل اوگارو نے پنڈت نارائن سے پوچھا۔

"یہ ایجنٹ، اس شخص سے زیادہ ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے منہ بنا کر کہا اور اس کی بات سن کر ان سب کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

"نہیں پنڈت نارائن، تم پوچھو۔ ہم تمہاری ہر بات کا جواب دیں گے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا"۔ پنڈت نارائن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے تمہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے تو بتاؤ عمران کہاں ہے"۔ پنڈت نارائن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں، عمران سے تم نے کوئی قرض وصول کرنا ہے"۔ جولیا نے کہا اور اس کی بات سن کر سیکرٹ سروس کے ممبران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ جولیا نے بالکل عمران کے سے انداز میں بات کی تھی۔

"ہاں، عمران کے ساتھ ساتھ میں نے تم سب سے اس تباہی اور بربادی کا قرض وصول کرنا ہے جو تم نے کافرستان میں پھیلائی تھی"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا۔

"قرض وصول کرنے کے لئے تم ہمارے سامنے ہاتھ پھیلانا پسند کرو گے یا ناک رگڑو گے"۔ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ جبکہ اس کی بات پر پنڈت نارائن بری طرح سے سلگ اٹھا تھا۔ کرنل اوگارو انہیں حیرانی سے ہنستا دیکھ رہا تھا۔ ان سب کے چہروں پر خوف نام کی کوئی علامت موجود نہیں تھی۔ موت ان کے سروں پر سوار تھی اور وہ یوں ہنس رہے تھے جیسے وہ کسی پکنک سپاٹ پر پکنک منا رہے ہوں۔

"بڑے دل گردے کے معلوم ہوتے ہیں۔ موت کو سامنے دیکھ کر بھی یہ ہنس رہے ہیں۔ کیا یہ پاگل ہیں"۔ کرنل اوگارو نے حیرت سے پنڈت نارائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پاگل، ہونہہ یہ پاگلوں کے پاگل ہیں۔ کرنل مجھے ان لوگوں سے کچھ نہیں پوچھنا۔ مجھے اجازت دو میں ان کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس میں اجازت کی کیا بات ہے۔اب یہ ہوش میں ہیں۔مار دو انہیں۔شاید ان کا انجام دیکھ کر یہ بک پڑے کہ یہ کون ہے اور اس کے دوسرے ساتھی کہاں ہیں اور انہوں نے سرنگ میں اس قدر خوفناک اسلحہ کیوں جمع کر رکھا تھا"۔کرنل اوگارو نے کہا۔

"تھینک یو۔تھینک یو کرنل اوگارو۔اب دیکھو میں ان کا پاگل پن کیسے ختم کرتا ہوں"۔پنڈت نارائن نے خوش ہو کر کہا۔اس نے آگے بڑھ کر ایک مسلح شخص سے اس کی مشین گن لے لی۔

"اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔پنڈت نارائن نے گن کا رخ جولیا کی طرف کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے یکلخت ہونٹ بھینچ کر مشین گن کے ٹریگر پر دباؤ ڈال دیا۔اسے مشین گن کے ٹریگر پر دباؤ ڈالتے دیکھ کر ان سب کے چہرے ستے گئے تھے۔پنڈت نارائن کا چہرہ صاف بتا رہا تھا کہ وہ انہیں ہلاک کرنے کے لئے کوئی تامل نہیں کرے گا۔

عمران چلتے چلتے رک گیا۔اس نے سرنگ میں داخل ہو کر جیب سے ایک چھوٹی سی عجیب وضع کا پسٹل نکال کر سامنے کیے بعد دیگرے تین فائر کئے تھے جس کی وجہ سے سرنگ میں یکلخت دھواں سا پھیل گیا تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے دھواں بے حد کثیف ہو گیا اور پوری طرح سرنگ میں پھیلتا چلا گیا۔یہ عمل اس نے سرنگ میں پھیلی ہوئی نیلی اور سبز روشنی کو ختم کرنے کے لئے کیا تھا جو میگنو فائیو اور ایسکو ریز کا مجموعہ تھی۔

دھواں کچھ دیر ساری سرنگ میں چکراتا رہا پھر ہوا میں تحلیل ہونا شروع ہو گیا۔دھویں کی وجہ سے نیلی اور سبز روشنی واقعی غائب ہو گئی تھی۔دھواں پوری طرح تحلیل نہیں ہوا تھا۔لیکن اس کا کثافت ختم ہو گئی تھی۔جس کی وجہ سے وہ آسانی سے آگے بڑھ سکتے تھے کیونکہ وہاں اب ملگجی سی روشنی ہو رہی تھی۔وہ اس روشنی میں خاموشی

سے آگے بڑھتے جارہے تھے پھر اچانک عمران چلتے چلتے رک گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ رک کیوں گئے ہیں"۔ کرنل ہاشم نے عمران کو رکتے دیکھ کر پوچھا۔

"آپ کے بی فائیو ٹرانسمیٹر سے بیپ کی آواز آرہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"بیپ کی آواز۔ اوہ ہاں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا جس میں سے واقعی بے حد ہلکی بیپ سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے اس سے ٹرانسمیٹر لیا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

"یس کرنل اوگارو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ اور کرنل اوگارو کی آواز سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کرنل اوگارو، تم کہاں ہو۔ اوور"۔ ایک دوسری آواز سنائی دی اور پھر عمران کرنل اوگارو اور جنرل کیانگ کی باتیں سننے لگا۔ سائی گان آئی لینڈ کا سن کر اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آگئی تھی اور یہ سن کر عمران کا دل خوشی سے دھڑک اٹھا تھا کہ سائی گان آئی لینڈ میں سپیشل اور ہر قسم کی دوسری سپلائی جزیرہ جاڈیا سے جاتی ہے۔ جنرل کیانگ نے سپلائی پہنچانے والے کرنل جوشان کے متعلق بتایا تھا کہ وہ کار ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ ایک سپیشل سپلائی کے لئے سائی گان آئی لینڈ کرنل اوگارو کو بھیجنا چاہتا ہے۔ اسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ ہاٹ سٹون کا چیف کرنل ڈیگارٹو بھی سائی

گان آئی لینڈ میں موجود نہیں ہے۔ جس سے ان کا ٹکراؤ یقینی تھا۔

"ویری گڈ۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امداد ہے"۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"غیبی امداد۔ میں سمجھا نہیں"۔ کرنل ہاشم نے حیران ہو کر کہا۔ وہ ایک بار پھر آگے بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔

"آپ سمجھو گے بھی نہیں۔ کچھ سمجھنے کے لئے عقل کا ہونا ضروری ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کرنل اوگارو اور جنرل کیانگ کی باتیں سن کر اس نے سائی گان آئی لینڈ کو تباہ کرنے کا ایک انتہائی اچھوتا پروگرام بنا لیا تھا جس کی وجہ سے اس کا سنجیدہ پن تقریباً ختم ہو گیا تھا اور وہ بے حد ہشاش بشاش اور پہلے جیسا کھلنڈرا عمران نظر آنے لگا تھا۔

"کیا مطلب، تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ میرے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے"۔ کرنل ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیز کے بارے میں تو میں نہیں کہہ سکتا البتہ عقل ...." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات کا مطلب سمجھ کر کرنل ہاشم بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ کیپٹن حمزہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ تمہارے بارے میں جیسا سنا تھا تم اس سے کہیں بڑھ کر ہو"۔ کرنل ہاشم نے خوشدلی سے کہا۔

"اگر میں آپ کو اپنا بڑا بھائی بنا لوں تو آپ کو اعتراض تو نہیں

ہو گا"۔ عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں ...." کرنل ہاشم کہتے کہتے رک گیا اور تیز نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

" کیوں کیا ہوا"۔ عمران نے شرارتی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں نے تمہیں شیطان کہا ہے اسی لئے تم مجھے شاید اپنا بڑا بھائی بنا رہے ہو یعنی بڑا شیطان"۔ کرنل ہاشم نے کہا تو کیپٹن حمزہ ہنس دیا۔

" میں تو آپ کو بڑا بھائی بنانے کا سوچ رہا تھا۔ آپ کچھ اور سوچ رہے ہیں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ کرنل ہاشم اور کیپٹن حمزہ ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" اچھا، اب بتاؤ۔ تمہارا کیا پروگرام ہے"۔ کرنل ہاشم نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" کیسا پروگرام"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" کہیں تم سائی گان آئی لینڈ جانے کے لئے کرنل اوگارو کو تو استعمال کرنے کا نہیں سوچ رہے"۔ کرنل ہاشم نے کہا اور عمران اس کی ذہانت کا ایک بار پھر قائل ہو گیا۔

" گڈ، اس کا مطلب ہے کہ آپ بالغ بھی ہیں ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ سن بلوغت تک پہنچتے پہنچتے کہیں آپ کی عمر ہی نہ بیت جائے"۔ عمران نے کہا تو کرنل ہاشم ایک بار پھر ہنسے بغیر نہ رہ سکا۔

" میری بات کو مذاق میں مت اڑاؤ۔ مجھے بتاؤ ہو سکتا ہے اس سلسلے میں میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

" پہلے کرنل اوگارو کو ہاتھ آلینے دیں پھر آپ کو سب کچھ بتا دوں گا"۔ عمران نے کہا تو کرنل ہاشم خاموش ہو گیا۔

" کرنل ہاشم"۔ عمران نے کہا۔

" ہوں"۔ کرنل ہاشم نے چونک کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ گہری سوچ میں ہو۔

" آپ ان لوگوں کا سیٹ اپ ختم کیوں نہیں کر دیتے۔ میرے خیال میں بلاوجہ ان لوگوں کو ڈھیل دینا آپ کے اور آپ کے ملک کے لئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" میں سمجھا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔ کرنل ہاشم نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی کہ آپ اس بات کے انتظار میں ہیں کہ یہ لوگ اپنا فائنل آپریشن کب کرتے ہیں۔ فائنل آپریشن کے لئے ان کی فوج یقینی طور پر اس راستے سے جنگل میں آئے گی تاکہ وہ بیک وار کر سکیں۔ آپ کی پلاننگ یہی ہے کہ جیسے ہی ان کی فوج جنگل میں داخل ہو گی۔ آپ اور آپ کے ساتھی ان کو اسی جنگل میں گھیر کر ہلاک کر دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں"۔ کرنل ہاشم نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" یہ صحیح نہیں ہو گا۔ اس طرح صرف ان لوگوں کی ہی نہیں آپ

کے بے شمار ساتھیوں کی جانیں بھی جائیں گی اور پھر آپ کیوں بھول رہے ہیں کہ یہ جنگل جاڈیا میں نہیں آپ کے ملک میں ہے۔ وہ لوگ یہاں جس قدر خوفناک اسلحہ اکٹھا کر رہے ہیں۔ ان میں لامحالہ میزائل بھی ہوں گے اور انتہائی تباہ کن بم بھی۔ جن کی تباہی سے یہ جنگل ہی نہیں سارے جزیرے پر یہ خوفناک تباہی پھیل سکتی ہے۔ کیا آپ اس کا ازالہ کر سکیں گے"۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر کرنل ہاشم کے چہرے پر بے پناہ تشویش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے

"اوہ مائی گاڈ، اس رخ پر تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا"۔ کرنل ہاشم نے یکلخت بری طرح سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو اب سوچ لیں۔ ان لوگوں کا سارا سیٹ اپ اور ان کے اہم آدمی آپ کے کنٹرول میں ہیں۔ اگر آپ ان سب کا خاتمہ کر دیں تو اس سے بھی جزیرہ جاڈیا کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ اپنی اس قدر شاندار اور فول پروف پلاننگ فیل ہونے پر ان کے ہاتھوں طوطے تو کیا فاختائیں بھی اڑ جائیں گی اور وہ بہت کچھ سوچنے سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ وہ لوگ اصل میں آپ کے بلاسٹنگ میزائل سے خائف ہیں۔ اگر آپ لوگوں ایک آدھ بلاسٹنگ میزائل کا خالی خولی تجربہ بھی کر لیں تو ان کے ہوش بھی اڑ جائیں گے اور وہ آپ کے ملک پر حملہ کرنے اور قبضہ کرنے کا خیال دل سے نکال دیں گے۔ آپ کے بلاسٹنگ میزائل کا ہی رعب ان کے لئے کافی ہوگا"۔ عمران نے کہا

اور کرنل ہاشم عمران کی جانب یوں دیکھنے لگا جیسے عمران انسان نہیں کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔

"ارے باپ رے۔ آپ میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کیا آپ کو میرے سر پر سینگ نظر آ رہے ہیں"۔ عمران نے کھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل ہاشم ہنس پڑا۔

"تمہاری ذہانت کا جواب نہیں عمران۔ ایسی شاندار ترکیب۔ اوہ واقعی، واقعی اس ترکیب پر عمل کر کے ہم انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ واقعی ان کا کھیل ہمیں بہت پہلے ختم کر دینا چاہئے تھا۔ اس جنگل کی تباہی سے ان کا کم اور زیادہ نقصان ہمارا ہی ہوگا"۔ کرنل ہاشم نے کہا اور پھر اس نے فرط جذبات سے بڑھ کر عمران کو زبردستی اپنے گلے سے لگا لیا۔

"ارے باپ رے، میں سنگل پسلی کا آدمی ہوں۔ شادی کر کے آٹھ دس بچوں کا باپ بننے سے پہلے میرا مرنے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے"۔ عمران نے کہا تو کرنل ہاشم نے ہنستے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔

"تو پھر میں ہائی کمان کو سگنل دے دوں کہ وہ اس جنگل پر حملہ کر دیں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

"یہی مناسب رہے گا۔ آپ واپس جا کر یہاں موجود اپنے ساتھیوں کو بھی ہدایات دے دیں۔ میں اس دوران ہیڈ کوارٹر میں گھسنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اندر کی سچوئیشن میں سنبھال لوں گا۔ باہر کی ذمہ داری آپ پر ہے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔ میں ابھی بگ آپریشن شروع کرا دیتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ اللہ حافظ"۔ کرنل ہاشم نے پلٹتے ہوئے کہا۔

"اللہ حافظ"۔ عمران نے کہا اور کرنل ہاشم تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس چلا گیا جبکہ عمران اور کیپٹن حمزہ بدستور آگے بڑھتے رہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سرنگ کے دوسرے سرے تک پہنچ چکے تھے۔ سامنے سپاٹ دیوار تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کی دوسری طرف ہیڈ کوارٹر تھا۔ عمران نے دیوار کے قریب آکر جیب سے ایک کیلکولیٹر جیسا آلہ نکالا اور اسے دیوار سے چپکا دیا۔ آلے پر مختلف بٹنوں کے ساتھ ایک چھوٹی سی سکرین بھی تھی۔ عمران نے جلدی جلدی آلے کے مختلف بٹن پریس کرنا شروع کر دیئے۔ اسی لمحے سکرین آن ہو گئی اور آلے میں سے ایک باریک سی سوئی نکل کر دیوار میں گھستی چلی گئی۔ اسی لمحے اچانک سکرین پر جھماکہ سا ہوا اور سکرین پر سرخ رنگ کے نقطے سپارک کرنے لگے اور آلے سے ہلکی ہلکی بیپ کی آواز نکلنے لگی۔

"اوہ، دوسری طرف تقریباً چھبیس افراد موجود ہیں۔ ان میں آٹھ افراد فولادی زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں۔ سولہ افراد کے پاس مشین گنیں ہیں۔ شمالی اور جنوبی دیواروں کے پاس مشینیں ہیں۔ جو لوگ زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں وہ یقیناً ہمارے ساتھی ہیں"۔ عمران نے تقریر کرنے والے انداز میں کہا۔

"اوہ، تب پھر ہمیں جلد سے جلد دوسری طرف پہنچنا چاہئے۔ کہیں وہ لوگ ہمارے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں"۔ کیپٹن حمزہ

نے جلدی سے کہا۔ اس کی تیز نظریں سامنے اور دائیں بائیں دیوار پر گھوم رہی تھیں جیسے وہ اس راستے کو کھولنے کا میکنزم ڈھونڈ رہا ہو۔

"ٹھہرو، ان لوگوں میں کرنل اوگارو بھی موجود ہے۔ میں کرنل اوگارو کو زندہ پکڑنا چاہتا ہوں۔ اچانک حملے میں اس کی جان بھی جا سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔ اس نے اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا پچکاری نما آلہ نکال لیا۔ اس آلے کے نیچے ایک گول شیشی سی لگی ہوئی تھی جس میں سنہرے رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ عمران نے پچکاری نما آلے کا رخ دیوار کے قریب کر کے انگوٹھے سے پچکاری کا پچھلا حصہ دبایا تو سبز محلول کی دھار سی نکل کر دیوار پر پڑی۔ اسی لمحے دیوار کے اس حصے سے دھواں نکلنے لگا اور پھر اچانک اس جگہ سے دیواریں گلنے لگی جیسے تھرا پور پر اگر چنگاری گر جائے تو وہ اندر ہی اندر سے گلا دیتی ہے۔ عمران دیوار میں بنتے ہوئے سوراخ میں وقفے وقفے سے پچکاری سے سنہری محلول ڈال رہا تھا جس کی وجہ سے دیوار کا سوراخ اندر ہی اندر پھیلتا جا رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں بعد سوراخ دیوار کی دوسری طرف جا نکلا اور دوسری طرف سے روشنی اس سوراخ سے اندر آنے لگی۔ عمران نے پچکاری نما آلہ جیب میں ڈالا اور دوسری جیب سے ایک پسٹل نکال لیا۔ اس نے پسٹل کی نال سوراخ میں ڈال کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔ پسٹل سے ٹھک ٹھک کی ہلکی سی آواز نکلی اور اس میں سے یکے بعد دیگرے تین کیپسول نکل کر دوسری طرف جا گرے اور پھر دوسری طرف سے تین دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ عمران نے

پسٹل کی نال سوراخ سے نکالی اور غور سے اس آلے کی سکرین کو دیکھنے لگا جو اس نے پہلے سے دیوار سے چپکا رکھا تھا۔

" گڈ، وہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں۔ آؤ۔ جیسے ہی دروازہ کھلے سانس روک لینا ورنہ تم بھی گیس کا شکار ہو جاؤ گے"۔ عمران نے اس آلے کو اتار کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر ٹھوکر ماری تو گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ وہاں ایک دروازے جتنا خلا پیدا ہو گیا۔ عمران اور کیپٹن حمزہ تیزی سے اس طرف آ گئے ۔ ان دونوں نے اپنے سانس روک رکھے تھے ۔ کمرہ واقعی بے حد بڑا اور ہال نما تھا۔

کمرے میں ستونوں کے ساتھ ان کے ساتھی اور ایک غیر متعلق شخص زنجیروں سے بندھا ہوا تھا جو یقیناً کرنل ہاشم کا ساتھی تھا۔ زمین پر سولہ مسلح افراد بے ہوش پڑے تھے جبکہ ایک طرف ایک بھاری تن و توش کا مالک شخص اور اس کے ساتھ پنڈت نارائن بے ہوش پڑا تھا۔ عمران نے گیس پسٹل سے جو کیپسول اس کمرے میں فائر کئے تھے ان کیپسولوں کی زوداثر گیس نے ان سب کو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں بے ہوش کر دیا تھا۔ جن میں عمران کے سب ساتھی بھی شامل تھے ۔

" دروازہ کھلا ہے تم باہر جاؤ اور جو نظر آئے اسے اڑا دو"۔ عمران نے پنڈت نارائن اور اس کے ساتھ بھاری جسم والے شخص کو دیکھ کر آنکھیں چمکاتے ہوئے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیپٹن حمزہ

نے اثبات میں سر ہلایا اور مشین گن لئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے مشین گن ایک میز پر رکھی اور جیب سے ایک شیشی نکال کر تیزی سے جولیا کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹا کر شیشی کو جولیا کی ناک سے لگا دیا۔ اسی لمحے جولیا کسمسائی ۔ پھر اس نے ایک زوردار چھینک مارتے ہوئے اچانک آنکھیں کھول دیں۔

" اوہ، عمران تم ۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور یہ سب"۔ ہوش میں آتے ہی جولیا نے عمران اور بدلی ہوئی سچوئیشن دیکھ کر حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" میں، اوہ عمران نہیں۔ علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) ہوں۔ لگتا ہے بے ہوشی نے تمہارے دماغ پر گہرا اثر ڈالا ہے اسی لئے تم مجھے اوہ عمران کہہ رہی ہو"۔ عمران نے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھ کر اس نے وہی شیشی صفدر کی ناک سے لگا دی۔ چند ہی لمحوں میں صفدر نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ اس کا بھی عمران کو دیکھ کر وہی ردعمل ہوا تھا جو جولیا کا ہوا تھا۔

عمران نے ایک ایک کر کے ان سب کو ہوش دلایا اور پھر اس نے جولیا کے بتانے پر ان مشینوں کو آپریٹ کر کے انہیں زنجیروں سے آزاد کر دیا۔ باہر اچانک مشین گن کی تیز فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔ شاید کیپٹن حمزہ کی دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی۔

" عمران تم نے بتایا نہیں تم یہاں کیسے پہنچ گئے ۔ پنڈت نارائن

مجھ سمیت سب کو گولیاں مارنے لگا تھا کہ اچانک یہاں تین دھماکے ہوئے اور ہم سب بے ہوش ہو گئے۔ کیا وہ دھماکے تم نے کئے تھے۔ اور"۔ جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" جولیا، یہ باتوں کا وقت نہیں ہے۔ ہم اس وقت دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ باہر دشمنوں سے بلیک پینتھر اکیلا نبرد آزما ہے۔ تم سب اسلحہ اٹھا کر باہر جا کر اس کی مدد کرو۔ ہمیں اس ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنا ہے۔ یاد رہے یہاں سے کوئی آدمی زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

" بلیک پینتھر۔ اوہ، تم اپنے ساتھ بلیک پینتھر کو لائے ہو"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔ وہ اور سیکرٹ سروس کے ممبر بلیک پینتھر کو عمران کے ساتھی کی حیثیت سے جانتے تھے۔ اسی لمحے باہر فائرنگ تیز ہو گئی۔

" اوہ، جاؤ جلدی کرو۔ بلیک پینتھر اکیلا اتنے لوگوں کو نہیں سنبھال سکے گا"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب تیزی سے حرکت میں آ گئے اور پھر وہ بے ہوش مسلح آدمیوں کی دو دو مشین گنیں اٹھا کر تیزی سے بھاگتے چلے گئے۔

عمران نے جو گیس کمرے میں فائر کی تھی اس کے اثر سے کسی کا دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش میں آنا ناممکن تھا۔ اس لئے عمران مطمئن تھا۔ باہر یکلخت انتہائی تیز اور خوفناک فائرنگ شروع ہو گئی تھی جیسے دو متحارب گروپوں میں ٹھن گئی ہو۔ فائرنگ کے ساتھ بے شمار انسانوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔

عمران چند لمحے غور سے کرنل اوگارو کو دیکھتا رہا پھر اس نے کرنل اوگارو کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اس نے وہی شیشی کرنل اوگارو کی ناک سے لگا دی جسے سونگھا کر اس نے اپنے ساتھیوں کو ہوش دلایا تھا۔ اسی لمحے کرنل اوگارو نے کسمساتے ہوئے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔

" اوہ، اوہ یہ۔ یہ کیا۔ تم، تم کون ہو۔ اور یہ سب۔ یہ سب بے ہوش کیسے ہو گئے"۔ ہوش میں آتے ہی کرنل اوگارو نے بوکھلا کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے اسے دوبارہ کرسی پر دھکیل دیا اور میز سے مشین گن اٹھا کر اس کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

" چپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ مشین گن کی ساری کی ساری گولیاں میں تمہارے جسم میں اتار دوں گا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور کرنل اوگارو اس کی جانب پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

" مم، مگر تم ہو کون اور یہ سب کس نے کیا ہے۔ اور وہ لوگ کہاں گئے"۔ کرنل اوگارو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" ابھی بتاتا ہوں۔ میری آنکھوں میں دیکھو"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔ کرنل اوگارو نے چونک کر عمران کی آنکھوں میں دیکھا اسی لمحے اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ دوسرے ہی لمحے اسے اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

" عمران پلکیں جھپکائے بغیر مسلسل اس کی آنکھوں میں دیکھے جا

رہا تھا۔ اس نے مشین گن واپس میز پر رکھ دی تھی۔ کرنل اوگارو کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس کی آنکھیں سرخ ہوتی جا رہی تھیں جبکہ کرنل اوگارو کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔

"تم سو رہے ہو کرنل۔ تمہیں نیند آ رہی ہے"۔ عمران نے اس کی طرف مسلسل دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔ میں سو رہا ہوں"۔ کرنل اوگارو کے منہ سے جیسے نیند میں ڈوبے ہوئے انداز میں نکلا۔

"تمہاری نیند اس وقت تک رہے گی جب تک میں تمہیں جاگنے کا حکم نہیں دوں گا۔ بولو کیا تم میرا حکم مانو گے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں، میں تمہارا حکم مانوں گا"۔ کرنل اوگارو نے خوابناک لہجے میں کہا۔

"میں تم سے جو پوچھوں گا تمہیں میری ہر بات کا جواب دینا ہو گا۔ بولو جواب دو گے"۔ عمران نے کہا۔ وہ کرنل اوگارو پر ہپناٹزم کا عمل کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے کرنل اوگارو کو ہوش آتے ہی ٹرانس میں لانا شروع کر دیا تھا۔ کرنل اوگارو کا ذہن چونکہ ابھی پوری طرح لاشعور سے شعور میں نہیں آیا تھا اور اس پر شدید حیرت کا غلبہ تھا اس لئے وہ فوری عمران کی ٹرانس میں آ گیا تھا۔

"ہاں، میں جواب دوں گا۔ میں جواب دوں گا"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوگارو۔ کرنل اوگارو"۔ کرنل اوگارو نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق ملٹری کے کس سیکشن سے ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ریڈ زیرو آرمی۔ میں ریڈ زیرو آرمی کا چیف ہوں"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"ریڈ زیرو آرمی کی تمام تفصیل مجھے بتاؤ۔ ان کے آفیسرز کی تعداد ان کے نام سب کچھ اور تمہارا جن لوگوں سے تعلق واسطہ ہے ان کے بارے میں بھی بتاؤ"۔ عمران نے کہا اور کرنل اوگارو مسلسل بولتا چلا گیا۔ اس نے عمران کو اپنے بارے میں تمام تفصیل بتا دی تھی۔

"تم نے ابھی کچھ دیر پہلے کسی جنرل سے بات کی تھی اس کا نام کیا ہے"۔ عمران نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"جنرل کیانگ"۔ کرنل اوگارو نے کہا۔

"جنرل کیانگ تمہیں جو سپیشل ڈیلیوری دے کر سائی گان آئی لینڈ بھیجنا چاہتا ہے اس کے لئے تم کہاں جاؤ گے۔ کن افراد سے ملو گے اور کن راستوں سے جاؤ گے اور کون سے سپاٹ سے تمہیں سائی گان آئی لینڈ بھیجا جائے گا۔ اس کے بارے میں مجھے ایک ایک تفصیل بتاؤ"۔ عمران نے کہا تو کرنل اوگارو کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔ عمران اس سے مسلسل سوال کر رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک طویل سانس لے کر کرنل اوگارو کے سامنے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کرنل اوگارو سے اپنے مطلب کی تمام تفصیل پوچھ لی تھی اور پھر اس

دشمنوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑے تھے اور پھر کرنل ہاشم کی کال پر وہاں مگوڈیا کی مسلح فوج پہنچ گئی۔ جس سے دشمنوں کے حوصلے اور زیادہ پست ہو گئے تھے۔ ایک طرف فوج تھی اور دوسری طرف ان کے نامعلوم دشمن تھے جو آندھی اور طوفان کی طرح انہیں موت کی وادیوں میں دھکیل رہے تھے۔ ہر طرف کشت وخون کا بازار گرم تھا۔ جنگل اس وقت ایک خوفناک جنگ کی صورتحال پیش کر رہا تھا۔ جیسے دو فوجیں خوفناک انداز میں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑی ہوں۔ ہر طرف آگ کے شعلے رقص کرتے دکھائی دے رہے تھے اور جنگل میں دشمنوں کی لاشوں کے انبار لگتے جا رہے تھے۔

طویل اور خوفناک جنگ کے بعد آخرکار مگوڈیا کی فوج نے پوری طرح شاکاری جنگل پر قبضہ کر لیا تھا۔ جزیرہ جاڈیا کے ایجنٹوں کو زیادہ تر ہلاک کر دیا گیا تھا جبکہ زندہ بچ جانے والوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جس میں زیادہ تعداد زخمیوں کی تھی۔

سیکرٹ سروس کے ممبروں اور کیپٹن حمزہ کے تیز حملوں اور کرنل ہاشم کی کمان میں فوج نے ان مجرموں کو خوفناک اور تباہ کن اسلحے کا استعمال ہی نہ کرنے دیا تھا۔ کرنل ہاشم کی کال پر اس کے ساتھی جو اسلحے کے ڈپو میں تعینات تھے انہوں نے ڈپو کو مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں لے لیا تھا اور اس طرف آنے والوں پر وہ بے دریغ فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیتے تھے اور پھر جولیا اپنے ساتھیوں کو لے کر تھک ہار کر واپس بلیک روم میں آئی تو انہوں نے عمران کو

نے کرنل اوگارو کو گہری نیند سلا دیا تھا۔

اس دوران عمران کے ساتھیوں نے سیکرٹ ہارٹ میں طوفان مچا دیا تھا۔ وہ ہر جگہ دندناتے پھر رہے تھے اور ان کے راستے میں جو آ رہا تھا وہ اسے بھون کر رکھ دیتے تھے۔

سیکرٹ ہارٹ میں ہلچل سی مچ گئی تھی۔ ہر طرف سے تیز چیخنے چلانے اور دوڑنے بھاگنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں ان کے کون سے دشمن گھس آئے ہیں اور وہ ہر طرف لاشوں کے ڈھیر کیوں بچھائے چلے جا رہے ہیں۔

سیکرٹ سروس کے ممبر اور کیپٹن حمزہ نہایت تیز رفتاری اور خوفناک ایکشن کرتے ہوئے ہیڈ کوارٹر میں پھیل گئے تھے۔ وہ دشمنوں کا اسلحہ اٹھا کر انہی سے ان کو ہلاک کرتے پھر رہے تھے۔ دشمن ان پر جوابی فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل ان کو گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر وہ سب اس وقت طوفان بنے ہوئے تھے۔ مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے وہاں کا ماحول بے حد بھیانک ہو گیا تھا۔

ایک گھنٹے کی خوفناک کارروائی کر کے انہوں نے ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک ایک آدمی کا خاتمہ کر دیا تھا اور پھر وہ سب سیکرٹ ہارٹ سے باہر آ گئے۔ جنگل میں کرنل ہاشم اور اس کے ساتھی بھی اپنی کارروائی شروع کر چکے تھے۔ ہر طرف سے خوفناک دھماکوں اور مسلسل فائرنگ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ جنگل میں آ کر وہ

وہاں سے غائب پایا۔ البتہ وہاں پنڈت نارائن بے ہوش پڑا تھا۔ لیکن کرنل اوگارو بھی وہاں سے غائب تھا۔

"اب یہ عمران کہاں چلا گیا"۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

" میرے خیال میں وہ سائی گان آئی لینڈ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

" سائی گان آئی لینڈ مگر اکیلا۔ لیکن وہ اکیلا سائی گان آئی لینڈ کیسے جا سکتا ہے اور وہ وہاں اکیلا کیا کرے گا"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" مس جولیا، جب ہم سرنگ میں آپ لوگوں کی مدد کے لئے آرہے تھے تو ہم نے کرنل ہاشم کے ٹرانسمیٹر پر کرنل اوگارو اور جزیرہ جاڈیا کے کسی جنرل کیانگ کی آپس میں بات چیت سن لی تھی۔ اس بات چیت کے تحت سائی گان آئی لینڈ میں تمام سپلائی جزیرہ جاڈیا سے جاتی ہے۔ جس کا انچارج کوئی کرنل جوشان تھا۔ کرنل جوشان کسی کار ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس لئے جنرل کیانگ، کرنل اوگارو کے ذریعے ایکریمیا سے آئی ہوئی کوئی سپلائی سائی گان آئی لینڈ بھجوانا چاہتا تھا جس کے لئے وہ کرنل اوگارو کو انچارج بننے اور سائی گان آئی لینڈ آنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ یہ سن کر عمران صاحب بے حد خوش ہوئے تھے۔ میرے خیال میں عمران صاحب کرنل اوگارو کی جگہ خود سائی گان آئی لینڈ جانا چاہتے تھے۔ اس کے لئے وہ کیا کر سکتے

ہیں یہ مجھ سے بہتر شاید آپ جانتے ہیں"۔ کیپٹن حمزہ نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ، شاید عمران کرنل اوگارو کا میک اپ کر کے پہلے جزیرہ جاڈیا جائے گا اور پھر وہ سپیشل سپلائی پہنچانے والوں کا انچارج بن کر سائی گان آئی لینڈ روانہ ہو جائے گا اور وہاں جا کر یا تو اس پورے سائی گان آئی لینڈ کو تباہ کر دے گا یا ٹاپ میزائل بلاسٹ کرنے کی کوشش کرے گا۔ مگر یہ دونوں صورتیں خوفناک ہیں۔ اس طرح اسے اپنی جان بچانا مشکل ہو جائے گی۔ وہاں نجانے کس قدر افراد ہوں اور انہوں نے لیبارٹری کے لئے کیا کیا سائنسی انتظامات کر رکھے ہوں۔ اگر عمران ان کی نظروں میں آگیا تو۔ اوہ عمران کو وہاں اکیلے نہیں جانا چاہئے تھا۔ کسی نہ کسی کو اسے ساتھ ضرور لے جانا چاہئے تھا"۔ جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب، ان کے لئے تر نوالہ ثابت نہیں ہوں گے مس جولیا۔ وہ یقیناً سوچ سمجھ کر ہی وہاں گئے ہوں گے"۔ صفدر نے کہا۔

" اگر اسے اکیلے ہی جانا تھا تو وہ ہمیں یہاں کیوں لایا تھا۔ ہم یہاں کیا جھک مارنے کے لئے آئے ہیں"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ہم بھی تو اس عجیب و غریب جھمیلے میں بری طرح سے الجھ کر رہ گئے تھے۔ آئے ہم سائی گان مشن پر تھے اور خواہ مخواہ جزیرہ مگوڈیا کی الجھنوں کا شکار ہو گئے۔ یہ سب اس پنڈت نارائن کی وجہ سے ہوا ہے اگر یہ ہمیں اغوا نہ کرتا تو ہم اس وقت سائی گان آئی لینڈ ہوتے"۔

تنویر نے نفرت بھری نظروں سے بے ہوش پڑے پنڈت نارائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں کا کام تو تمام ہو چکا ہے۔ اب ہم کریں گے کیا"۔ چوہان نے کہا۔ اسی لمحے کرنل ہاشم بہت سے فوجیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ اس نے انہیں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب جزیرہ جاڈیا چلے گئے ہیں۔ وہ آپ کے لئے ایک پیغام چھوڑ گئے ہیں"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔

"کیسا پیغام"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔ تو کرنل ہاشم انہیں عمران کا پیغام دینے لگا۔ جسے سن کر ان سب کے منہ لٹک گئے تھے۔ عمران نے انہیں پنڈت نارائن کو لے کر فوری پاکیشیا واپس جانے کا پیغام دیا تھا۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ ہم لوگ تو بے کار میں ہی خوار ہوتے رہے ہیں"۔ خاور نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ آپ لوگ ناراض نہ ہوں۔ عمران صاحب جس مشن پر گئے ہیں وہاں وہ اکیلے ہی جا سکتے تھے۔ انہوں نے جاتے ہوئے مجھے تفصیل بتا دی تھی۔ وہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس سے شاید آپ کا غصہ کم ہو جائے"۔ کرنل ہاشم نے کہا۔ پھر اس نے انہیں عمران کی پلاننگ بتائی تو ان سب کے چہرے کھل اٹھے۔ واقعی جو کام عمران کرنے گیا تھا اس کام میں کسی اور کا ساتھ اس کے لئے مشکلات پیدا کر سکتا تھا۔ اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ عمران اکیلا ہی سائی گان

آئی لینڈ کی تباہی کا موجب بنے گا۔ اس نے جو پلاننگ کی تھی اس سے جزیرہ سائی گان کا نام و نشان تک مٹ جاتا اور اس کے ساتھ ہی انسانیت کے دشمنوں کا بھی خاتمہ ہو جاتا۔ اگر عمران کی پلاننگ کامیاب رہتی تو وہ آسانی سے وہاں سے نکل کر واپس بھی آ سکتا تھا اور پھر وہ سب دل ہی دل میں عمران کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے لگے۔

عمران اس وقت کرنل اوگارو کے میک اپ میں ایک بڑی اور جدید آبدوز میں موجود تھا۔ آبدوز ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے لیس اور انتہائی تیز رفتار تھی۔ آبدوز کا کریو آٹھ افراد پر مشتمل تھا جو عمران کے احکامات کا پابند تھا۔

عمران نے کرنل اوگارو کا میک اپ کیا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ کرنل اوگارو کا قد کاٹھ عمران جیسا ہی تھا۔ اس لئے اس کا روپ بدلنے میں عمران کو کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ کرنل اوگارو سے چونکہ وہ ہپناٹزم کے ذریعے تمام معلومات حاصل کر چکا تھا اس لئے اسے اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اس نے کرنل اوگارو کو مشین گن کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا تھا اور اس کی لاش اٹھا کر سپلائی سرنگ میں ڈال دی تھی۔ پھر اس نے سب سے پہلے کیپٹن ماروگ کو ٹرانسمیٹر پر کال کی تھی اور اسے شاکاری جنگل سے ملحقہ ساحل پر ہیلی کاپٹر لانے کا حکم دیا

ـ کیپٹن ماروگ کو کال کر کے عمران کرنل اوگارو کے بتائے
ئے ایک خفیہ راستے سے سیکرٹ ہارٹ سے باہر آگیا تھا۔ اس
نت جنگل میں ہر طرف بے تحاشہ فائرنگ ہو رہی تھی۔ عمران کو
ز کوارٹر سے ایک بی فائیو ٹرانسمیٹر بھی مل گیا تھا۔ اسے کرنل ہاشم
فریکونسی معلوم تھی۔ جنگل میں آتے ہی اس نے کرنل ہاشم کو کال
کے اپنے پاس بلالیا تھا اور اسے تمام صورتحال بتادی تھی۔ اس نے
نل ہاشم کے زور دینے پر اسے اپنی پلاننگ بھی بتادی تھی اور اسے
ا تھا کہ وہ اس کے ساتھیوں کو پنڈت نارائن سمیت جلد سے جلد
کیشیا روانہ کر دے۔ پھر عمران کرنل ہاشم کی مہیا کردہ لانچ میں سوار
و کر ساحل پر جا پہنچا۔ جہاں کیپٹن ماروگ ہیلی کاپٹر لئے اس کا انتظار
رہا تھا۔ وہ شاکاری جنگل میں ہونے والی کارروائی سے قطعی بے خبر
ا۔ عمران اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا اور ہیلی کاپٹر فضا
ں بلند ہو گیا۔ عمران نے اسے فوری طور پر جزیرہ جاڈیا چلنے کو کہا تھا۔

جزیرہ جاڈیا پہنچ کر عمران جنرل کیانگ سے ملا تھا جو اسے لے کر
یک سیکرٹ سپاٹ پر آگیا۔ اس نے عمران کو بتایا کہ ایکریمیا سے چار
ی پیٹیاں آئی ہیں جنہیں اس نے فوری طور پر سائی گان آئی لینڈ
ہنچانا ہے۔ عمران کو یہ بات کرنل اوگارو نے ہی بتادی تھی کہ سائی
ان آئی لینڈ پہنچائی جانے والی سپلائی کیا ہو سکتی ہے۔ اس کے کہنے کے
مطابق، وہ ٹاپ میزائل کے آخری چار پرزے تھے جن کو جوڑ کر ٹاپ
میزائل مکمل کئے جا سکتے تھے۔ یہ سن کر عمران نے اطمینان کا سانس

لیا تھا کہ ٹاپ میزائل ابھی نامکمل ہیں اس لئے پاکیشیا پران کے حملے کا فوری خطرہ بہرحال نہیں تھا۔

عمران کے کہنے پر جنرل کیانگ نے احتیاطاً ٹاپ میزائل کے پرزوں کو چیک کر لیا تھا اور انہیں پھر سے لکڑی کی سپیشل پیٹیوں میں بند کر دیا تھا۔ ان پرزوں کو دیکھ کر عمران کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ وہ میزائل کے ٹائمر تھے۔ ان ٹائمروں پر ہی میزائل کی سپیڈ اور ان کے بلاسٹنگ کا ٹائم فکس کیا جاتا تھا۔

پہلے عمران کا ارادہ تھا کہ وہ جس آبدوز میں سائی گان آئی لینڈ پہنچے گا۔ وہ اس آبدوز میں اپنے ساتھ خوفناک کیمیائی اسلحہ بھی لے جائے گا۔ جس کا وہ پاکیشیا سے ہی انتظام کر کے آیا تھا۔ وہ چار میزائل تھے: اگر سائی گان آئی لینڈ پر داغ دیئے جاتے تو سائی گان آئی لینڈ کا نام و نشان تک مٹ سکتا تھا۔ ان میزائلوں کا حجم ایک فٹ سے زیادہ نہ تھا جنہیں عمران نے اپنے لباس میں آسانی سے چھپا لیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ آبدوز کے تارپیڈو کے ساتھ ان میزائلوں کو منسلک کر دے گا اور پھر سائی گان آئی لینڈ پر وہ دور سے ہی تارپیڈو فائر کر دے گا۔ آٹھ افراد کے کریو کو بھی ختم کرنا اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا اور وہ آسانی سے اس آبدوز میں واپس جزیرہ گوڈیا پہنچ سکتا تھا۔ یہی پلاننگ اس نے کرنل ہاشم کو بتائی تھی جو اس کے ذریعے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو معلوم ہو گئی تھی اور وہ مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر جب اس نے ٹاپ میزائلوں کے ٹائمر دیکھے تو اس کی ذہنی رو بدل گئی اور اس نے

انسانیت کے دشمنوں کو انہی کے میزائلوں سے مارنے کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ اس وقت عمران آبدوز کے ایک الگ کیبن میں موجود تھا ٹائمروں کی پیٹیاں اسی کیبن میں موجود تھیں۔ عمران نے کیبن بند کر کے وہاں کسی کو بھی آنے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔ پھر عمران نے پیٹیوں کو کھول کر ان میں سے ٹائمر نکالے اور ان ٹائمروں کو کھول کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر وہ ان ٹائمروں کی ساخت کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر اس نے وہاں موجود چند اوزاروں سے ان ٹائمروں کے مدر بورڈ میں ردوبدل کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بڑی مہارت اور کاریگری سے چل رہے تھے اور پھر آٹھ گھنٹوں کی مسلسل محنت کے بعد وہ ان ٹائمروں کو اپنے ڈھب پر آخرکار تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ہر طرح سے مطمئن ہو کر تمام پرزوں کو دوبارہ جوڑنا شروع کر دیا۔ تمام پرزے جوڑ کر اس نے انہیں دوبارہ ان پیٹیوں میں بند کر دیا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں وہاں موجود بستر پر دراز ہو گیا۔ مسلسل کام کرتے کرتے وہ بری طرح سے تھک گیا تھا۔ ویسے بھی سفر طویل تھا اس لئے وہ آرام کرنا چاہتا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں اسے نیند نے آ لیا اور وہ اطمینان بھری اور گہری نیند سو گیا۔

جب وہ جاگا تو خاصا وقت بیت چکا تھا۔ وہ اٹھ کر کنٹرول روم میں آ گیا۔

"ابھی کتنا سفر باقی ہے"۔ عمران نے آبدوز کے سیکنڈ انچارج سے پوچھا۔

" یس جناب، ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں آئی لینڈ پر ہوں گے"۔ سیکنڈ انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ، خاصی تیز رفتار آبدوز ہے"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔ آبدوز کا اتنا طویل فاصلہ گھنٹوں میں طے کرنا ناممکن تھا۔ عمران کے خیال میں اس کا سفر چوبیس گھنٹوں پر محیط ہو سکتا تھا مگر یہ طویل فاصلہ انہوں نے زیادہ سے زیادہ سولہ گھنٹوں میں طے کر لیا تھا۔

" یس سر، جدید ساخت کی ایکریمین آبدوز ہے۔ عام آبدوزوں سے اس کی رفتار ستر فیصد تیز ہے"۔ سیکنڈ انچارج نے کہا۔

" کیا کرنل جوشان کے ساتھ تم ہی سائی گان آئی لینڈ آتے جاتے ہو"۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

" یس سر۔ کرنل جوشان نہایت اچھے آدمی ہیں۔ ان کے ساتھ سفر میں بے حد لطف آتا تھا۔ ان کے ناگہانی ایکسیڈنٹ سے مجھے شدید دکھ ہوا ہے"۔ اس نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر واقعی آدھے گھنٹے میں آبدوز جزیرے تک پہنچ گئی۔ سکرین پر سائی گان آئی لینڈ کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا جس پر ہر طرف بادلوں کی طرح گہری دھند چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت آبدوز سطح سمندر پر تیر رہی تھی۔ جزیرہ جوں جوں قریب آتا جا رہا تھا آبدوز نیچے بیٹھتی جا رہی تھی۔

" کیا آبدوز جزیرے کے نیچے سے لیبارٹری میں لے جاؤ گے"۔ عمران نے آبدوز کو نیچے ہوتا دیکھ کر کہا۔

" یس سر، سمندر کے نیچے ایک خفیہ راستہ ہے۔ جزیرے کے نیچے یک دس میل لمبی ٹنل ہے۔ جس سے گزر کر ہم لیبارٹری میں پہنچیں گے"۔ سیکنڈ انچارج نے جواب دیا تو عمران دل ہی دل میں سوچنے لگا لہ اگر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس جزیرے پر آجاتا تو دھند اور اس جزیرے کی دلدلوں، کھائیوں، جنگلوں اور خاص طور پر انتہائی حد تک زہریلے کائی لون نامی سانپوں سے بچنے کے لئے انہیں کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا اور پھر ان لوگوں کے لئے اس جزیرے پر جزیرے کے نیچے موجود لیبارٹری کو بھی ٹریس کرنا آسان ثابت نہ ہو سکتا تھا۔

یہ واقعی عمران کے لئے قدرت کی طرف سے غیبی امداد ہی تھی جو اس نے کرنل اوگارو اور جنرل کیانگ کی ٹرانسمیٹر کال سن لی تھی اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سائی گان آئی لینڈ میں کرنل اوگارو کو سپیشل سپلائی دے کر بھیجا جا رہا ہے۔ جو کہ ٹاپ میزائلوں کے ٹائمر تھے۔ ورنہ شاید ان لوگوں کے لیبارٹری تک پہنچتے پہنچتے کافرستان اور ایکریمی سائنسدان اب تک نجانے کب کے پاکیشیا پر ٹاپ میزائل فائر کر چکے ہوتے۔ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے لگا جس کی امداد سے ہی اس بار وہ اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکا تھا۔

آبدوز خاصی نیچے آ گئی تھی اور ایک بڑی سمندری پہاڑی کے سوراخ کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ عمران نے دیکھا وہ سوراخ پہلے بند تھا جیسے ہی آبدوز نے اس سوراخ کی طرف بڑھنا شروع کیا سوراخ

خود بخود کھل گیا تھا۔ شاید لیبارٹری سے اس آبدوز کو چیک کیا جا رہا تھا اور انہوں نے آبدوز کو اندر آنے کے لئے غار جیسی ٹنل کا راستہ کھول دیا تھا۔

آبدوز کی رفتار اب پہلے سے بھی زیادہ دھیمی تھی اور آہستہ آہستہ سوراخ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر وہ اس سوراخ سے ٹنل میں داخل ہو گئی اور آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی۔ آدھے گھنٹے کے مزید سفر کے بعد آبدوز نے ایک بار پھر اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔ حالانکہ ٹنل ابھی کافی آگے تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔

آبدوز جب سطح پر آئی تو عمران نے دیکھا وہ ایک بہت بڑے ہال نما کمرے میں ابھری تھی۔ ہال نما اس کمرے میں ایک تالاب جیسا سسٹم تیار کیا گیا تھا۔ سامنے ایک بہت بڑا پلیٹ فارم تھا اور دائیں بائیں پائپ حرکت کر رہے تھے جو شاید اس آبدوز کو دائیں بائیں ہونے سے بچاتے تھے۔ کمرہ فولادی چادروں کا بنا ہوا تھا جس میں تیز روشنی ہو رہی تھی اور کمرہ چاروں طرف سے مکمل طور پر بند تھا۔ اس کی فولادی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کمرے میں آمدورفت کے لئے کوئی دروازہ رکھا ہی نہیں گیا تھا۔

پلیٹ فارم پر نیلی یونیفارم میں دس مسلح افراد اور ایک لمبا تڑنگا چوڑے جسم والا ادھیڑ عمر شخص کھڑا تھا۔ جس کا چہرہ بے حد درشت تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مائیکروفون تھا۔ وہ غور سے تالاب سے نکلتی ہوئی آبدوز کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کون ہے"۔ عمران نے سیکنڈ انچارج سے پوچھا۔

"یہ کیپٹن کارسن ہے۔ کرنل ڈیگارٹو کی جگہ سامان کو رسیو یہ کرتا ہے"۔ سیکنڈ انچارج نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آبدوز اب تالاب میں آ کر رک گئی تھی۔ جیسے ہی آبدوز رکی اسی لمحے کمرے کی چھت پر سے نیلے رنگ کی تیز روشنی کی پھوار نکل کر آبدوز پر پڑنے لگی۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ ساری آبدوز کا رنگ نیلا ہو گیا تھا۔ پھر جیسے برق چمکی تھی اسی طرح نیلی روشنی ایک لمحے کے لئے آبدوز کے اندر چمکی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے ہاتھ پیروں سے جان نکل گئی ہو۔ اس کے اعصاب یکلخت مفلوج ہو گئے تھے۔ اس نے ہاتھوں پیروں کو ہلانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اور پھر اچانک اس کے ذہن پر تاریکی کی دبیز چادر تن گئی۔ مگر اس تاریکی کا دورانیہ چند لمحوں کے لئے تھا۔ عمران کی نہ صرف آنکھیں کھل گئی تھیں بلکہ اس کے ہاتھ پیر بھی حرکت میں آ گئے تھے۔ آبدوز کو حرکت میں دیکھ کر وہ یکلخت اچھل پڑا۔

وہ اس وقت اپنے کیبن میں موجود تھا اور بستر پر پڑا تھا۔ کیبن کا دروازہ بند تھا اور کمرے میں موجود ٹاپ میزائلوں کے ٹائمروں والی پیٹیاں غائب تھیں۔

"اوہ"۔ عمران کے منہ سے یکلخت نکلا۔ اس کا ذہن تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔ نیلی روشنی اور اس کی تیز چمک سے جس طرح عمران کا جسم مفلوج ہو گیا تھا اور اس کے ذہن پر اندھیرے نے غلبہ

پالیا تھا۔ یہ عمران کے لئے واقعی انہونی بات تھی۔ وہ تیزی سے کمرے سے نکل کر کنٹرول روم میں آگیا اور پھر سکرین پر آبدوز کو سمندر میں دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

" آپ جاگ گئے سر"۔ سیکنڈ انچارج نے عمران کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ سب کیا تھا"۔ عمران نے ذہن میں سرسراتے ہوئے خیالات کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

" آپ شاید ہمیں واپس جاتے دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں سر"۔ سیکنڈ انچارج نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ کرنل اوگارو کے چہرے پر چھائی ہوئی پریشانی اور اس کی الجھن سے محظوظ ہو رہا ہو۔

" ہاں، وہ نیلی روشنی۔ اس روشنی نے میرے اعصاب کیوں معطل کر دیئے تھے۔ میں تو یہاں تمہارے ساتھ تھا پھر میں اپنے کیبن میں کیسے پہنچ گیا اور میرے کیبن سے وہ پیٹیاں بھی غائب ہیں"۔ عمران نے جان بوجھ کر شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اسے صاف صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ کیا ہوا ہوگا۔ اس کی بات سن کر سیکنڈ انچارج دھیرے سے ہنس پڑا۔

" کیپٹن کارسن بے حد شکی مزاج واقع ہوا ہے سر۔ کرنل ڈیگارٹو، کرنل جوشان سے بالمشافہ سپلائی وصول کرتے تھے مگر کیپٹن کارسن کسی قسم کا رسک لینے کا عادی نہیں ہے۔ وہ نہ کسی سے ملتا ہے اور نہ بات کرتا ہے۔ ہم جب بھی یہاں کوئی سپلائی لاتے ہیں وہ ہم پر بلیو

الیکٹرو کائیکل ریز فائر کر کے نہ صرف ہمارے اعصاب مفلوج کر دیتا ہے بلکہ ہمیں گہری نیند سلا دیتا ہے۔ پھر وہ اور اس کے ساتھی خود ہی آبدوز میں آتے ہیں اور اپنے سامان کی جانچ پڑتال کر کے لے جاتے ہیں اور ہماری آبدوز کو واپس سمندر میں پہنچا دیتے ہیں۔ آبدوز کو سمندر میں بھیجنے سے پہلے وہ مجھے ایک انجکشن لگا دیتے ہیں تاکہ مجھے دوسرے لوگوں سے پہلے ہوش آجائے اور میں آبدوز کا کنٹرول سنبھال سکوں اور پھر میں ہوش میں آکر آبدوز کو کنٹرول کر کے اسی طرح واپس لے جاتا ہوں۔ باقی لوگ تقریباً تین چار گھنٹوں بعد خود ہی ہوش میں آ جاتے ہیں۔

ایسا ہمارے ساتھ کئی بار ہو چکا ہے۔ کرنل جوشان بھی کیپٹن کارسن کی اس حرکت سے سخت نالاں تھے مگر یہ چونکہ ایکریمی نظام ہے اس لئے اس میں کچھ بولنے اور الجھنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس بار بھی انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ ہم لوگوں کو بے ہوش کر کے وہ آبدوز میں آئے اور اپنا سامان لے کر چلے گئے۔ انہوں نے جزیرہ سائی گان اور لیبارٹری کی حفاظت کا فول پروف انتظام کر رکھا ہے سر۔ اگر کیپٹن کارسن کو ذرا بھی شک ہوتا کہ ہم میں کوئی غلط آدمی ہے تو وہ اسے اسی بے ہوشی میں ہی ہلاک کر دیتا۔ وہ باقاعدہ سپیشل کیمیکلوں، مشینوں اور میک واشروں سے ہمارے میک اپ چیک کرتا ہے۔ جب تک وہ ہم لوگوں سے پوری طرح سے مطمئن نہیں ہوتا تب تک وہ اپنے سامان کو ہاتھ تک نہیں لگاتا۔ پھر وہ

پورے سامان کو سپیشل گائیگروں اور مشینوں سے چیک کرتا ہے"۔
سیکنڈ انچارج نے عمران کو پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور یہ سن
کر عمران کے لبوں پر بے اختیار پر اسرار سی مسکراہٹ آ گئی۔
اس نے ایسے کیمیکل سے میک اپ کیا تھا جسے سوائے مرکری
یعنی پارے سے رگڑے بغیر کسی کیمیکل یا میک اپ واشر سے صاف
نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس پر کیپٹن کارسن کے شک کا احتمال
ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے عمران نے ٹاپ میزائلوں کے ٹائمروں میں
فگرز کا ردوبدل کیا تھا۔ اس میں کوئی مائیکرو چپ بم نہیں لگایا تھا
جس کے ٹریس ہونے کا کوئی خدشہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے کام عمران کی
منشاء کے مطابق ہو گیا تھا۔ ٹائمر لیبارٹری میں پہنچ چکے تھے اور وہ
بحفاظت تمام واپس جا رہا تھا۔ اس نے ان کیمیکل میزائلوں کو اس
سپاٹ میں ہی چھپا دیا تھا جہاں اس نے جنرل کیانگ کے ساتھ ان
کافرستانی ٹائمروں کو چیک کیا تھا۔ کیونکہ ان ٹائمروں کو دیکھتے ہی
عمران نے ان میں فگرز بدلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اگر اس کے پاس
کیمیکل میزائل ہوتے تو اس صورتحال میں وہ عمران کے لئے واقعی
خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ کیپٹن کارسن نہ صرف ان میزائلوں کو
چیک کر کے چونک سکتا تھا بلکہ وہ عمران کو کسی صورت میں بھی
واپس نہ آنے دیتا۔ یا تو وہ اسے اسی وقت ہلاک کر سکتا تھا یا پھر وہ اس
سے پوچھ گچھ کے لئے اسے لیبارٹری میں لے جاتے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا
تھا۔ عمران کے چہرے پر آسودہ مسکراہٹ تھی۔ عظیم کامیابی کی

اہمیت نہ دے رہا تھا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ کرنل اوگارو کیپٹن کارسن
کے اس عجیب و غریب سسٹم پر مسکرایا ہے۔ اس لئے سر جھٹک کر
جواباً وہ بھی مسکرا دیا تھا۔

سائی گان آئی لینڈ کی گہرائی میں موجود لیبارٹری میں اس وقت
خاصی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔ سفید کوٹوں میں ملبوس لوگ تیزی
سے آ جا رہے تھے۔ بے شمار افراد وہاں موجود مشینوں کو آپریٹ کر
رہے تھے۔ وہاں موجود مشینیں آن تھیں اور ان سے عجیب اور بے
ہنگم سی آوازیں نکل رہی تھیں۔

ایک وسیع و عریض ہال میں سب سے زیادہ بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔
وہاں موجود مشینوں کی تعداد بھی زیادہ تھی۔ ہال کی شمالی دیوار پر
ایک بہت بڑی سکرین روشن تھی جس پر چار میزائل لانچر اور ان میں
موجود چار میزائل نظر آ رہے تھے۔ سکرین پر کاؤنٹنگ کے ساتھ عجیب و
غریب لکیریں بن اور مٹ رہی تھیں۔

دائیں سائیڈ پر ایک بڑی سی میز پڑی تھی جس کے پیچھے چار ادھیڑ
عمر سائنسدان اپنے سامنے چھوٹے لیپ ٹاپ کمپیوٹر رکھے ان پر تیزی

سے کچھ ٹائپنگ کرنے میں مصروف تھے۔ جبکہ دوسری مشینوں کے
پاس کھڑے افراد مشینوں کو نہایت مہارت اور ذہانت سے مسلسل
آپریٹ کر رہے تھے۔ مختلف رنگوں کے بے شمار ٹیلی فون بھی وہاں
تھے جو خاموش تھے۔

میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے سائنسدانوں میں پروفیسر راٹھور بھی تھا
جس کا چہرہ فرط و انبساط سے گلنار ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں کی چمک
اس وقت ہزاروں گنا بڑھی ہوئی تھی جبکہ دوسرے تین سائنسدانوں
میں ایک ایکریمی اور دو اسرائیلی سائنسدان تھے جو اس وقت پوری
دلجمعی سے پروفیسر راٹھور کی مدد کے لئے اس کے ساتھ کام کر رہے تھے

اسی لمحے سکرین پر نظر آنے والے میزائلوں کے نیچے سرخ رنگ
کے دائرے بن گئے اور سکرین پر کاؤنٹنگ تیز چلنا شروع ہو گئی۔

" ٹاپ میزائل فلائی کرنے کے لئے تیار ہیں"۔ ایک اسرائیلی
سائنس دان نے کہا۔

" ہاں، اب انہیں ٹارگٹ پوائنٹ پر ایڈجسٹ کر دو"۔ پروفیسر
راٹھور نے کہا اور پھر وہ دوسرے سائنسدانوں کے ساتھ کمپیوٹر پر
انگلیاں چلانے لگا۔ اسی لمحے سکرین پر موجود میزائل لانچر حرکت کرنے
لگے اور سکرین کے اوپر والے حصے میں ایک ان سیٹ بن گیا۔ اس
فریم میں دنیا کا نقشہ تھا جو آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔ جیسے ہی ان
سیٹ میں پاکیشیا کا حدود اربعہ ابھرا۔ نقشہ ساکت ہو گیا اور پاکیشیا
کے گرد ایک سرخ رنگ کا ہالہ بن گیا جس میں پاکیشیا کے الفاظ

سپارک کر رہے تھے۔ میزائل عمودی انداز میں تھے ان کے سروں پر سرخ سپاٹس سپارک کر رہے تھے پھر اچانک ان میزائل کے سروں پر سرخ رنگ کی لکیریں بن کر اس سرخ ہالے کے اندر چلی گئیں جس میں پاکیشیا کے الفاظ سپارک کر رہے تھے۔ان سرخ لکیروں کے ہالے میں جاتے ہی ان کی رنگت بدل کر سبز ہو گئی تھی اور سپارک کرتے ہوئے الفاظ بھی ٹھہر گئے تھے۔

" پاکیشیا ٹاپ میزائلوں کے ٹارگٹ پر آ چکا ہے"۔ ایکریمی سائنسدان نے کہا۔

" کیا خیال ہے پروفیسر۔ آپریشن شروع کریں"۔ اسرائیلی سائنسدان نے پروفیسر راٹھور سے مخاطب ہو کر بے چینی سے کہا۔

" بس چند منٹ اور۔وزیراعظم کا فون آنے ہی والا ہے۔میں چاہتا ہوں کاؤنٹ ڈاؤن وہ کریں۔جیسے ہی کاؤنٹ ڈاؤن پوری ہو گئی ہم ایک ساتھ چاروں میزائلوں کو پاکیشیا پر فائر کرنے کے بٹن پریس کر دیں گے اور ٹھیک دو گھنٹوں کے بعد ٹاپ میزائل ایک ساتھ پاکیشیا کے مرکز میں جا گریں گے۔اس کے بعد پاکیشیا میں خوفناک اور انتہائی ہولناک تباہی کا آغاز ہو جائے گا جس کو روکنا کسی بھی طرح ان کے بس میں نہیں ہو گا"۔پروفیسر راٹھور نے کہا۔

" آپ کی اس عظیم کامیابی میں ایکریمیا اور اسرائیل پوری طرح سے آپ کے ساتھ ہے پروفیسر راٹھور۔آپ کی اس کامیابی پر آپ کا نام نہ صرف کافرستان بلکہ اسرائیل اور ایکریمیا میں بھی سنہرے حروف

میں لکھا جائے گا۔ پاکیشیا کی تباہی کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل کی کامیابی کے لئے ایک اہم پیش رفت ثابت ہو گی اور پھر ہم اسی طرح اور اسی حربے سے پوری دنیا کے مسلمانوں کا وجود اس دنیا سے ختم کر دیں گے۔جو کافرستان ایکریمیا اور خاص طور پر اسرائیل کے لئے مستقل خطرہ بنے ہوئے ہیں"۔ اسرائیلی سائنسدان نے مسلمانوں اور پاکیشیا کا نام لیتے ہوئے برا سا منہ بنایا تھا۔

" بے شک، اس دنیا میں مسلمانوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ہم ان کے ساتھ ان کی نیکیوں، جہاد کے جذبات اور یہودی لابی کی نفرت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے"۔دوسرے اسرائیلی سائنسدان نے زہر خند لہجے میں کہا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ایک سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔پروفیسر راٹھور نے جھپٹ کر فون کا رسیور اٹھا لیا جیسے وہ اسی ٹیلی فون کی گھنٹی کے بجنے کا انتظار کر رہا ہو۔

" یس سر، پروفیسر راٹھور سپیکنگ"۔اس نے فون کا لاؤڈر آن کر کے جلدی سے اور نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سرخ فون پر اس وقت سوائے کافرستانی وزیراعظم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

" یس مسٹر راٹھور، پرائم منسٹر ہیر۔کیا رپورٹ ہے"۔ دوسری طرف سے کافرستانی وزیراعظم کی گھمبیر آواز لاؤڈر میں ابھری۔

" ٹاپ میزائل ٹارگٹ پر فکس ہو چکے ہیں سر۔ہم بس آپ ہی کے

فون کا انتظار کر رہے تھے"۔ پروفیسر راٹھور نے خوشی سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"گڈ، تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ آپ انہیں فائر کیوں نہیں کر رہے"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"سر آپ نے کہا تھا کہ فائنل آپریشن کے وقت آپ بنفس نفیس یہاں تشریف لا رہے ہیں۔ مگر پھر آپ نے بتایا کہ سیاسی حالات کے پیش نظر اور سرکاری مصروفیات کی وجہ سے آپ یہاں نہیں آسکتے۔ آپ نے ٹاپ میزائلوں کو فائر کرنے کی ذمہ داری میرے ناتواں کاندھوں پر ڈال دی ہے۔ ٹاپ میزائل اس وقت ٹارگٹ پر اٹیک کے لئے پوری طرح سے تیار ہیں۔ میرے ساتھ ایکریمی سائنسدان ڈاکٹر وکٹر اور دو اسرائیلی سائنسدان ڈاکر بن طور اور ڈاکٹر شمران موجود ہیں۔ ہم چاروں کی انگلیاں اس وقت آپریشنل بٹنوں پر ہیں۔ ان بٹنوں کے پریس ہوتے ہی ٹاپ میزائل حرکت میں آجائیں گے اور اگلے چند گھنٹوں میں پاکیشیا پر ہر طرف موت کے مہیب سائے پھیل جائیں گے۔ ایک انتہائی خوفناک اور ہولناک موت جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میری آپ سے التجا اور خواہش ہے کہ کاؤنٹ ڈاؤن آپ کریں۔ جیسے ہی کاؤنٹ ڈاؤن پوری ہوگی ہم چاروں ایک ساتھ آپریشنل بٹن پریس کر دیں گے"۔ پروفیسر راٹھور نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ٹھیک ہے۔ کاؤنٹ ڈاؤن سے پہلے میں اپنی طرف سے اور

پورے کافرستان کی طرف سے آپ کا اور ایکریمی اور ان اسرائیلی سائنسدانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو اس عظیم کامیابی میں آپ کے شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں۔ پاکیشیا جو مسلسل ہم سب کے لئے خطرہ بنتا جا رہا تھا اور اس نے جس طرح پوری امت مسلمہ میں اپنے پنجے گاڑ رکھے تھے۔ اس سے پوری دنیا کے غیر مسلموں کو ان سے بے پناہ خطرات لاحق ہو گئے تھے اور پھر ایٹمی ٹیکنالوجی پر برتری حاصل کر کے پاکیشیا نے کافرستان، ایکریمیا، اسرائیل اور دوسرے غیر مسلم ممالک کو جس طرح سے آنکھیں دکھانا شروع کر دی تھیں۔ وہ ہم سب کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ اس لئے ہم ہر صورت میں پاکیشیا کا وجود صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے۔ ہمارا برسوں کا خواب آپ پورا کرنے جا رہے ہیں پروفیسر راٹھور۔ اس عظیم کامیابی کا سہرا صرف اور صرف آپ کے سر جاتا ہے۔ جس کے لئے پوری غیر مسلم اقوام آپ کی عظمت کی قائل ہو جائیں گی اور آپ پوری دنیا کے ہیرو بن جائیں گے۔ آپ اس کامیابی کے بعد جب واپس کافرستان تشریف لائیں گے تو آپ کا نہ صرف شایان شان استقبال کیا جائے گا بلکہ پوری قوم آپ کو اپنی پلکوں پر بٹھانے کے لے تیار ہوگی اور آپ کو پورے ملک کی طرف سے اہم انعامات اور اعزازات سے نوازا جائے گا"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا تو پروفیسر راٹھور کا چہرہ فرط مسرت سے کھلتا چلا گیا۔

"اوہ، آپ کے یہ الفاظ میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہیں سر۔ یہ کامیابی میری نہیں پوری دنیا کے غیر مسلموں کی کامیابی ہے"۔

پروفیسر راٹھور نے کہا۔

"یقیناً، اب آپ دیر نہ کریں۔ میں کاؤنٹ ڈاؤن شروع کرتا ہوں آپ میزائلوں کو ٹارگٹ پر ہٹ کر دیں"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"یس سر، شروع کریں سر"۔ پروفیسر راٹھور نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے میز پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو لیبارٹری ہال میں سائرن بج اٹھا اور وہاں موجود ہر شخص اپنا کام چھوڑ کر سکرینوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس وقت لیبارٹری کی ہر سکرین پر ٹاپ میزائل نظر آرہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر بے پناہ جوش و جذبات کے آثار تھے اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر ان ٹاپ میزائلوں کو دیکھ رہے تھے جو پاکیشیا کی کروڑوں کی عوام کی موت کا پیغام لے کر جانے والے تھے۔

"ٹین"۔ دوسری طرف سے وزیر اعظم نے کاؤنٹ ڈاؤن شروع کرتے ہوئے کہا اور لیبارٹری میں موجود لوگوں کے دل دھڑک اٹھے۔ پروفیسر راٹھور، ایکریمین اور اسرائیل سائنسدانوں نے اپنی انگلیاں کمپیوٹر کے ان بٹنوں پر رکھ دیں جن کو پریس کرتے ہی ٹاپ میزائل لانچروں سے نکل کر آسمان کی وسعتوں میں پرواز کرنے والے تھے۔

"نائن۔ ایٹ۔ سیون"۔ کافرستانی وزیر اعظم کی آواز پوری لیبارٹری میں گونج رہی تھی اور وہاں موجود لوگوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

"سکس۔ فائیو۔ فور۔ تھری"۔ کافرستانی وزیر اعظم کی آواز میں بھی یکلخت لرزش پیدا ہو گئی تھی۔ وہ شاید دل ہی دل میں پاکیشیا کے

کروڑوں افراد کی موت کے خیال سے یکبارگی خوشی سے لرز اٹھا تھا۔

"ٹو۔ ون"۔ کافرستانی وزیر اعظم نے کہا اور اسی لمحے وہاں موجود ہر شخص کے دل کی دھڑکن جیسے رک گئی۔ موت سے پہلے وہاں موت کی سی خاموشی چھا گئی تھی۔ ہر طرف سے سوائے مشینوں کے چلنے کی آوازوں کے کوئی دوسری آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ہر شخص اپنی جگہ بت بنا سکرینوں پر نظریں گاڑے ہوئے تھا۔

"فائر"۔ وزیر اعظم نے چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے پروفیسر راٹھور اور دوسرے سائنسدانوں نے موت کے بٹن پریس کر دیئے۔ جیسے ہی بٹن پریس ہوئے انہوں نے ٹاپ میزائلوں کے نیچے یکلخت شعلے چمکتے دیکھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے شعلے انتہائی تیزی سے رفتار پکڑنے لگے۔ ساتھ ہی انہوں نے ٹاپ میزائلوں کو حرکت کرتے اور انہیں آہستہ آہستہ اوپر اٹھتے دیکھا۔

"ٹاپ میزائل فائر کر دیئے گئے ہیں سر"۔ پروفیسر راٹھور نے ہال میں طاری سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن۔ ویل ڈن پروفیسر راٹھور"۔ دوسری طرف سے وزیر اعظم کی آواز سنائی دی۔ سکرین پر ایک سٹاپ واچ نظر آرہی تھی جس پر دو گھنٹوں کا ٹائم فکس تھا۔ جیسے ہی ٹاپ میزائل حرکت میں آئے سٹاپ واچ چلنا شروع ہو گئی اور پھر اچانک جیسے سٹاپ واچ جام ہو گئی ہو۔ سٹاپ واچ کو جام ہوتے دیکھ کر نہ صرف پروفیسر راٹھور بلکہ ایکریمی اور اسرائیلی سائنسدان بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اوہ، یہ۔یہ کیا۔یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔پروفیسر راٹھور نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سٹاپ واچ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا، کیا ہوا پروفیسر راٹھور"۔دوسری طرف سے وزیراعظم نے چونک کر کہا۔

"اوہ، اوہ سٹاپ واچ جام ہو گئی ہے۔ اوہ، اسے آن کرو۔ جلدی آن کرو۔ ورنہ ٹاپ میزائل یہیں گر جائیں گے"۔پروفیسر راٹھور نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ان کے الفاظ کسی بم کے دھماکے سے کم نہیں تھے۔ہر طرف یکلخت بھگدڑ مچ گئی اور لوگ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دوڑنے لگے۔

"سٹاپ واچ جام ہو گئی ہے۔کیا مطلب، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پروفیسر راٹھور"۔دوسری طرف سے وزیراعظم بری طرح سے چیخ رہا تھا۔لیکن پروفیسر راٹھور اور دوسرے سائنسدان جیسے اس کی آواز سن ہی نہیں رہے تھے۔وہ پاگلوں کی طرح کمپیوٹر پر انگلیاں مار رہے تھے مگر سٹاپ واچ واقعی سٹاپ ہو چکی تھی۔

ٹاپ میزائل لانچروں سے نکل گئے تھے اور وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھتے جا رہے تھے مگر پھر ان کے اوپر اٹھنے کی رفتار آہستہ ہوتے ہوتے زیرو ہو گئی تھی۔پروفیسر راٹھور اور دوسرے تینوں سائنسدان جو بری طرح سے چیختے ہوئے کمپیوٹر آپریٹ کر رہے تھے اب نہ صرف ان کے ہاتھ رک گئے تھے بلکہ سکرین پر ٹاپ میزائلوں کو اوپر اٹھنے کے بجائے واپس لانچروں پر گرتے دیکھ کر جیسے ان کے جسم ہی مفلوج ہو گئے

تھے۔

"نن، نہیں۔یہ نہیں ہو سکتا۔ٹاپ میزائل یہاں نہیں گر سکتے"۔پروفیسر راٹھور نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ٹاپ میزائلوں کو لانچروں پر گرتے دیکھ کر لیبارٹری میں موجود ہر شخص بری طرح سے چیخ اٹھا تھا اور پھر وہاں جیسے طوفان بدتمیزی شروع ہو گیا۔لوگ پاگلوں کی طرح اور ہذیانی انداز میں چیختے چلاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔اسی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور لیبارٹری یکلخت جیسے پوری جان سے لرز اٹھی۔اس خوفناک دھماکے سے لیبارٹری کی سکرین دھماکوں سے پھٹ گئی تھیں اور پھر اچانک جیسے وہاں قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔لیبارٹری کے ساتھ ساتھ پورے سائی گان آئی لینڈ پر انتہائی خوفناک اور فلک شگاف دھماکے شروع ہو گئے۔دوسرے ہی لمحے ایک خوفناک اور لرزا دینے والا دھماکہ ہوا اور پورے کا پورا سائی گان آئی لینڈ ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھرتا چلا گیا۔ہر طرف آگ اور دھوئیں کے بادل اٹھتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ہولناک دھماکوں سے جزیرے کے ارد گرد کے سمندر میں بھی جیسے طوفان آ گیا تھا۔سمندر کا پانی آگ اگلنے والے آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا تھا۔

چند ہی لمحوں میں سائی گان آئی لینڈ ریزہ ریزہ ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سمندر کی تہہ میں بیٹھتا چلا گیا اور اس کے اندر بنی ہوئی لیبارٹری میں کام کرنے والے درجنوں ایکریمین، اسرائیل اور کافرستانی سائنسدان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے خوفناک اور انسانیت کش

ارادوں کے ساتھ دفن ہو گئے۔

جزیرے کے ارد گرد سینکڑوں میل تک سمندر کا پانی نیلا ہو گیا تھا۔ یہ ایکس او ایکس گیس کا اثر تھا جس نے سمندر کے اس حصے کو انتہائی زہریلا اور تیزابی بنا دیا تھا۔ اس زہریلے اور تیزابی پانی میں موجود سمندری مخلوق بھی زد میں آ کر اسی لمحے ہلاک ہو گئی تھی اور ان کے وجود گل سڑ کر پانی کے ساتھ پانی بن گئے تھے۔

پاکیشیا پر ہولناک تباہی کا خواب دیکھنے والے خود ہی اس ہولناک تباہی کا شکار ہو گئے تھے۔ اب وہاں اس جزیرے کا نام و نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبر اس وقت میٹنگ ہال میں موجود تھے اور ایکسٹو انہیں کیس کی تفصیلات بتا رہا تھا۔ جبکہ عمران اپنی عادت کے مطابق کرسی پر آنکھیں بند کئے خراٹے نشر کرنے میں مصروف تھا۔ جبکہ میز پر پڑے ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

عمران نے جاڈیا پہنچ کر کیپٹن ماروگ کو بھی ہلاک کر دیا تھا اور پھر وہ وہاں سے ہیلی کاپٹر پر فرار ہو کر جزیرہ نگوڈیا پہنچ گیا تھا جہاں کرنل ہاشم اور نگوڈیا کے اعلیٰ حکام نے اس کا شایان شان استقبال کیا تھا۔ عمران نے کرنل ہاشم کو بتایا کہ اس نے ایٹمی میزائلوں کو استعمال کرنے کی بجائے ان کے ٹاپ میزائلوں کے ٹائمروں میں ایسی تبدیلی کر دی ہے جسے وہ کسی بھی صورت میں ٹریس نہیں کر سکیں گے اور جب وہ ٹاپ میزائلوں کو پاکیشیا پر فائر کریں گے تو ان میزائلوں کے ٹائمر خود بخود جام ہو جائیں گے جس سے ان کے ٹاپ میزائل اس

جزیرے پر ہی گر جائیں گے اور پھر وہاں اس قدر ہولناک تباہی پھیل جائے گی کہ سائی گان آئی لینڈ کا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔

کرنل ہاشم نے عمران کی عقلمندی اور اس کی ذہانت پر دل کھول کر اس کی تعریف کی تھی۔ پھر عمران وہاں سے واپس اپنے وطن آگیا تھا۔ بلیک زیرو اور پھر سر سلطان سے مل کر اس نے ان پر ساری صورتحال واضح کر دی تھی۔ جسے سن کر وہ بھی عمران کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے تھے اور پھر جب عمران کو سائی گان آئی لینڈ کی ہولناک تباہی کی خبر ملی تو اس کے چہرے پر سکون آگیا۔ اس کے کہنے پر ہی ایکسٹو نے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو دانش منزل میں بلایا تھا تاکہ انہیں کیس کی تفصیل بتائی جاسکے۔ جس کے بارے میں جاننے کا وہ پورا حق رکھتے تھے۔

" کوئی سوال "۔ ایکسٹو نے انہیں کیس کی پوری صورتحال بتانے کے بعد کہا۔ اس نے جوزف کے متعلق بھی انہیں بتا دیا تھا کہ ڈاکٹر فاروقی نے جوزف کو انتہائی کوششوں سے بچالیا تھا جس کے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں تھی۔ ڈاکٹر نے نہ صرف اسے بچالیا تھا بلکہ وہ نہایت تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا۔

" یس سر "۔ جولیا نے کہا۔

" پوچھو، کیا پوچھنا چاہتی ہو تم "۔ ایکسٹو نے کہا۔

" چیف، ہم پنڈت نارائن کو اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ اس کا کیا کرنا ہے۔ کیا اسے ہلاک کر دیا جائے گا "۔ جولیا نے پوچھا۔

" نہیں۔ پنڈت نارائن سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ جس طرح ہم اپنے ملک کے لئے کام کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی اپنے ملک کے لئے ڈیوٹی دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو بے موت مارنا کسی بھی طور پر جائز نہیں ہے۔ اسے بہت جلد بارڈر کراس کرادیا جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی ناکامیابی کی اطلاع کافرستانی حکام کو خود بتائے۔ پھر وہ جیسا اس سے سلوک کریں ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہوگا "۔ ایکسٹو نے کہا۔

" چیف ٹاپ میزائل تو اس کے موجد پروفیسر راٹھور کے ساتھ ہمیشہ کے لئے سائی گان آئی لینڈ سمیت سمندر میں غرق ہو گئے ہیں۔ مگر ان ٹاپ میزائلوں کے فارمولے ایکریمیا اور اسرائیل کے پاس ہیں۔ ان کا کیا ہوگا "۔ جولیا نے کہا۔

" اس سلسلے میں آپ لوگوں کو پہلے ہی بتایا جاچکا ہے کہ کافرستان نے ان لوگوں کو مکمل فارمولے نہیں دیئے تھے۔ لیکن بہرحال ہمارے فارن ایجنٹوں نے شدید جدوجہد کر کے ایکریمیا اور اسرائیل کے وزارت سائنس کے خفیہ لاکروں سے وہ فارمولے حاصل کر لئے تھے جنہیں تلف کر دیا گیا ہے۔ اب ان کی طرف سے بھی ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ دیٹس آل۔ اب تمہیں جو کچھ پوچھنا ہے عمران سے پوچھ لو "۔ ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز آئی اور پھر ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

" ہونہہ، عمران ہمیں کیا بتائے گا۔ یہ تو یہاں ایسے سو رہا ہے جیسے یہ اپنے بیڈ روم میں ہو اور برسوں کی نیند پوری کر رہا ہو "۔ تنویر نے برا

سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

" پھر بھی تنویر۔ عمران صاحب نے جو کام کیا ہے وہ ہم میں سے کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ چیف نے سائی گان آئی لینڈ کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ہم وہاں جا کر برسوں تک بھی سر ٹکراتے رہتے تو ہم اس لیبارٹری کو ٹریس نہیں کر سکتے تھے جو انہوں نے جزیرے کے نیچے بنا رکھی تھی"۔ صفدر نے کہا۔

" بالکل، زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ ہم سائی گان آئی لینڈ جا کر تباہی پھیلا دیتے۔ اوپر سے تو سائی گان آئی لینڈ شاید تباہ ہو جاتا مگر اس کے نیچے موجود لیبارٹری اسی طرح قائم رہتی"۔ جولیا نے صفدر کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب کی کیا بات ہے۔ یہ ہمیشہ بہت آگے کی سوچتے ہیں۔ ان کی سوچ کا مقابلہ کرنا ہمارے بس سے باہر ہے"۔ چوہان نے کہا۔

" یعنی اس کیس کا سہرا ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر عمران صاحب کے سر جاتا ہے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ممبر اثبات میں سر ہلائے جبکہ عمران نے یکدم آنکھیں کھول دی تھیں۔

" ہائیں سہرا، کہاں ہے سہرا۔ میرے لئے سہرا آ گیا۔ ویری گڈ، جلدی کرو اس سہرے کو میرے سر پر باندھ کر فوراً کسی مولوی کو لے آؤ۔ جولیا کے بھائی بند یہاں موجود ہیں آج یہ نیک کام سرانجام دے

ہی ڈالو۔ اس سے پہلے کہ جولیا مکر جائے میں اپنی نماز جنازہ جائز کر ہی لوں"۔ عمران نے جلدی جلدی سے کہا اور اس کی بات سن کر وہ سب بے اختیار ہنس پڑے تھے جبکہ تنویر برے برے منہ بنانے لگے جیسے عمران کے یہ الفاظ اس پر گراں گزرے ہوں۔

ختم شد

عمران کے متوالوں کے لئے سنسناتا ہوا سسپنس لئے ایک یادگار ناول

کراسٹی

مکمل ناول

مصنف
ظہیر احمد

پاکیشیا اور شوگران کے درمیان اسلحے اور ایک سپیشل فارمولے کا معاہدہ ہوا جسے حاصل کرنے کے لئے کافرستانی مجرموں کی ایک خوفناک تنظیم ریڈ تھری پاکیشیا پہنچ گئی۔

صفدر — جس نے مجرموں کی گفتگو سن کر عمران کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ مگر ——؟

صفدر — جو عمران کو ایک مجرم کی رہائش گاہ میں لے جانا چاہتا تھا لیکن عمران صفدر کی شادی کرانے کے لئے ایک ہتھنی جیسی موٹی عورت کی کوٹھی میں گھس گیا۔ ایک قہقہہ بار دلچسپ سچوئیشن۔

ریڈ تھری — جس کا چیف کرنل شکلا تھا جو انتہائی عیار، شاطر اور خطرناک انسان تھا۔

ریڈ تھری — جس نے سرداور کی کوٹھی سے ایک اہم فائل آسانی سے حاصل کر لی۔

کراسٹی — ایک خطرناک، چالاک اور خوفناک مجرمہ جو پاکیشیا میں شوگران سے ملنے والے اسلحے کو تباہ کرنے کا مشن لے کر آئی تھی۔

کراسٹی — جس نے انتہائی برق رفتاری سے کامیابیاں تو حاصل کر لیں۔ مگر ——؟

کراسٹی — جو موت کی طرح دہشت ناک آندھی کی طرح تیز اور طوفان کی طرح ہولناک تھی۔

ایس کے تھری — ایک ایسا راز جسے حاصل کرنے کے لئے کراسٹی اور ریڈ تھری تنظیم کے ارکان پاگلوں کی طرح ہنگامے کرتے پھر رہے تھے۔

ایس کے تھری — ایک ایسا راز جسے کرنل شکلا نے حاصل کر لیا تھا۔

عمران اور صفدر — جسے ریڈ تھری نے زہریلے انجکشن لگا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی کیا واقعی عمران اور صفدر ہلاک ہو گئے تھے ——؟

کراسٹی — جو ہر قیمت پر کرنل شکلا سے فائل حاصل کرنا چاہتی تھی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ یا ——؟

وہ لمحہ — جب تنویر، چوہان اور خاور مجرموں سے جنگ کرتے ہوئے گولیوں کا شکار ہو گئے۔ کیا واقعی ——؟

وہ لمحہ — جب کراسٹی نے عمران کے سامنے اس کے ساتھیوں کو مشین گنوں سے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہ کمرہ مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

کیا — صفدر، صدیقی، نعمانی اور جولیا واقعی گولیوں سے چھلنی ہو گئے تھے۔

کراسٹی — جس نے پورے پاکیشیا میں آگ اور خون کی ہولی کھیلنے کا پورا انتظام کر لیا تھا۔ اور پھر ——؟

وہ لمحہ — جب اپنے ساتھیوں کی جان بچانے کے لئے ایکسٹو کو میدان میں اترنا پڑا۔

وہ لمحہ — جب کراسٹی ایکسٹو کے ہاتھوں چکنی مچھلی کی طرح پھسل گئی تھی۔ اور پھر؟

عمران کی کرنل شکلا اور کراسٹی سے اعصاب شکن اور انتہائی ہولناک لڑائی۔ اس لڑائی کا انجام کیا ہوا تھا۔

ایک دلچسپ، حیرت انگیز، تیز رفتار ایکشن، سسپنس اور خوفناک سچوئیشن سے مزین عمران سیریز کا نیا ناول جس کا ایک ایک لفظ آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز کر دے گا۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک خصوصی ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز ناول

مجرم ایکسٹو

مصنف
ظہیر احمد

ماسٹر کاسٹرو — فائی لینڈ کا ایک خطرناک سیکرٹ ایجنٹ جو عمران کی طرح ذہین، چالاک اور بلا کا شاطر انسان تھا۔

ماسٹر کاسٹرو — جو شرارتیں اور حماقتیں کرنے میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا۔

فریگین — ماسٹر کاسٹرو کا ملازم جو حماقتوں اور ذہانت میں ماسٹر کاسٹرو کا باپ تھا۔

ماسٹر کاسٹرو — جسے سپر ایجنسی کے چیف نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا مشن دے دیا۔

ماسٹر کاسٹرو — جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے ملازم فریگین کو اپنے ساتھ پاکیشیا لے گیا۔

ماسٹر کاسٹرو۔ جس نے اپنی ذہانت، چالاکی اور ہوشیاری سے ایکسٹو کو دانش منزل سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

وہ لمحہ — جب ایکسٹو آسانی سے ماسٹر کاسٹرو کی گرفت میں آ گیا۔

عمران — جس پر ایک بار پھر حماقتوں کا دورہ پڑا اور وہ اپنا مخصوص احمقانہ ٹیکنی کلر لباس پہن کر سنٹرل جیل پہنچ گیا۔

عمران — جس کی حماقتوں اور احمقانہ پن نے سنٹرل جیل میں حماقتوں کے گل کھلا دیئے۔ انتہائی دلچسپ اور ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دینے والی سچوئیشن۔

شی کاؤ۔ جس نے عمران کا سر گنجا کر کے اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ کیوں؟

ماسٹر کاسٹرو۔ جس نے آسانی سے دانش منزل پر قبضہ کر کے ایکسٹو کا چارج سنبھال لیا تھا۔ کیا واقعی ——؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ جو ایکسٹو کے حکم سے اپنے ملک میں مجرمانہ کارروائیاں کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ — جب عمران کو ایک مکان میں بم برسا کر زندہ دفن کر دیا گیا۔

وہ لمحہ — جب ہر طرف مجرم ایکسٹو پاکیشیا کے خلاف کام کر رہا تھا۔

مجرم ایکسٹو — کون تھا اور سیکرٹ سروس کے ممبر اس کے حکم کی تعمیل کرنے پر کیوں مجبور تھے۔

مجرم ایکسٹو — جس نے عمران کی اصلیت بے نقاب کرنے کا پروگرام بنا لیا اور پھر —؟

مجرم ایکسٹو — جو ایکسٹو بن کر پاکیشیا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔

بلیک زیرو — جسے موت کی انتہائی آخری حد تک پہنچا دیا گیا تھا۔

عمران — جو پاکیشیا اور ایکسٹو کے راز بچانے کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو زیرو ہاؤس میں قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہاں یکے بعد دیگرے دو ایکسٹو پہنچ گئے۔ وہ دو ایکسٹو کون تھے ——؟

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لازوال ناول جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھا ہوگا۔

نئی اور انوکھی کہانی جس کا ہر لفظ آپ کو اچھل اچھل پڑنے پر مجبور کر دے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان